52-ک

اسلامی ممالک

معاذ حسن

www.kitabosunnat.com

No. 364
UNION BOYS HIGH SCHOOL MUNDRA

تخلیقات

اکرم آرکیڈ، ۲۹ ٹمپل روڈ (صفاں والا چوک) ا[illegible] پاکستان فون: ۷۲۳۸۰۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر : تخلیقات لاہور۔ فون : 7238014
اہتمام : لیاقت علی
پرنٹرز : طیب اقبال پرنٹرز' لاہور۔
سن اشاعت : ستمبر 1996ء
کمپوزنگ : ذوالفقار علی
آئیڈیل لیزر کمپوزنگ' لاہور۔ فون : 7120809
قیمت : 75 روپے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ممالک

آ۔ا

آذربائیجان ← 9۔ انڈونیشیا ← 12۔ ایران ← 15۔ الجزائر ← 19۔
البانیہ ← 22۔ افغانستان ← 25۔ ازبکستان ← 29۔ اردن ← 32۔
اری ٹیریا ← 35

ب

بوسنیا ہرزیگووینا ← 38۔ بنگلہ دیش ← 41۔ برونائی دارالسلام ← 45۔
بحرین ← 48

پ

پاکستان ← 51

ت

تاجکستان ← 56۔ ترک جمہوریہ شمالی قبرص ← 59۔ ترکمانستان ← 62۔
ترکی ← 65۔ تیونس ← 69

ج

جبوتی ← 72

چ

چاڈ ← 74

س۔ش۔ص

سعودی عرب ← 77۔ سوڈان ← 81۔ سینیگال ← 84۔ شام ← 87۔
صومالیہ ← 90۔ صحراوی عرب ری پبلک ← 93

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع

عراق ← 95 ۔ عمان ← 99

ق۔ک

قطر ← 101 ۔ قازقستان ← 104 ۔ کرغزستان ← 107 ۔ کویت ← 109 ۔
کوموروز ← 112 ۔ کیمرون ← 114

گ

گنی ← 116 ۔ گنی بساؤ ← 118 ۔ گیبون ← 120 ۔ گیمبیا ← 122

ل

لبنان ← 124 ۔ لیبیا ← 128

م

ماریطانیہ ← 132 ۔ مالدیپ ← 135 ۔ مالی ← 138 ۔ متحدہ عرب
امارات ← 141 ۔ مراکش ← 144 ۔ مصر ← 147 ۔ ملائیشیا ← 150

ن

نائیجیریا ← 154 ۔ نائیجیریا یا نائجر ← 157

ی

یمن ← 160 ۔ یوگنڈا ← 163
- مسلم دنیا کے اہم مسئلے ← 166
- اہم عالمی اسلامی تنظیمیں ← 178
- دنیا میں اقلیتی مسلمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

اسلام ایک نظریہ حیات ہے۔ جس نے انسانیت کو ایک نئے نظام اور نئی تہذیب سے روشناس کیا ہے۔ وفاداریوں اور وابستگیوں کا ایک نیا تصور دیا۔ قومیت کا ایسا ہمہ گیر تصور پیش کیا جس میں انسانوں کی وفاداریوں کو کسی خاص نسل' زبان اور علاقہ کی وابستگی کی حدود سے نکال کر ایک وسیع عالمی برادری کے قیام تک وسعت دی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمان علیحدہ علیحدہ مملکتوں میں رہتے ہوئے بھی ایک ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مختلف ممالک میں بکھرے ہوئے ہیں' ان کی تہذیب وتمدن مختلف ہیں' زبانیں مختلف ہیں اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

"معاذ حسن" کی کتاب "اسلامی ممالک" اسی نظریہ کی ایک لڑی ہے۔ جس میں انہوں نے اس کتاب میں ملت اسلامیہ کی اکائی پیش کی اور یہ "اکائی" ہے جس پر دنیا کے ہر خطے میں بسنے والا فرد ایک ہی امت قرار پاتا ہے۔ یعنی امت محمدی ﷺ یا ملت اسلامیہ۔

اس کتاب میں "معاذ حسن" نے تمام اسلامی ممالک میں شامل ہر مملکت کے تمام اعداد وشمار پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ کتاب پڑھتے وقت آپ کو محسوس ہو گا کہ کس خوبصورتی سے اعداد وشمار اور تازہ ترین معلومات کو یکجا کیا گیا ہے جو اسی وجہ سے قارئین خصوصاً طلباء کے لئے بہت مفید ہے۔ خصوصاً جو بات اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کتاب میں کسی بھی ملک کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کسی قسم کی جذباتیت اور وابستگی سے قطع نظر ہمیں اعتدال پسند مصنف نظر آتا ہے۔ جو قابل تحسین ہے۔

مختلف عالمی اسلامی تنظیموں' دنیا میں اقلیتی مسلمان' عالم اسلام کے مسائل کی وضاحت کر کے اس کتاب کو اور مفید بنا دیا گیا ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے اس کتاب کو اسلامی معلوماتی اور ادبی تاریخی کتاب کہا جا سکتا ہے۔ اردو زبان میں اسلامی دنیا پر یہ بہترین کتاب ثابت ہو گی۔

ایاز ظہیر ہاشمی

ڈائریکٹر نظریہ پاکستان اکادمی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

مسلمانانِ عالم دنیا کی سب سے بڑی قوم ہیں۔ دنیا کے ہر خطے میں ملت اسلامیہ کا فرد موجود ہے۔ 1993ء کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا کی آبادی 5 ارب 40 کروڑ کے لگ بھگ ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ ارب فرزندانِ توحید ہیں۔

عالم اسلام 53 اسلامی ممالک پر مشتمل ہے جو بے پناہ وسائل اور افرادی قوت کے ساتھ ساتھ سائنسی اور تیکنیکی ذہن رکھنے والے افراد پر مشتمل ہیں۔ آپ جس شعبہ زندگی پر بھی نظر دوڑائیں۔ مسلمان آپ کو سرفہرست نظر آئیں گے۔ میں نے یہاں عالم اسلام کے تمام ممالک کے بارے میں معلومات یکجا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ آپ کو اپنے مسلمان بھائیوں کے متعلق جو مختلف ممالک میں رہنے کے باوجود ایک ہیں' معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ اس سلسلہ میں مجھے کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی' آپ کی آراء بہترین مشیر ہوں گی جس کا میں شدت سے منتظر ہوں۔

آخر میں میں محترم جناب پروفیسر حسن احمد زبیر صاحب' محترم اقبال صاحب کا بے حد مشکور ہوں۔ جن کی شفقت اور مشوروں سے میں اس کتاب کو اتنے اچھے انداز میں پیش کر سکا۔ انہوں نے مسودے کی تیاری میں میری جس قدر مدد کی میں ان کا ممنون احسان ہوں۔ محترم جناب لیاقت علی صاحب کا بھی مشکور ہوں۔ جن کے مشوروں سے میں نے راہنمائی حاصل کی۔

والسلام

سید معاذ حسن ہاشمی
D-3/14 وفاقی کالونی' لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آذربائیجان

AZERBAIJAN

محل وقوع: آذربائیجان پہلے روس کی ریاست تھی۔ روس سے آزاد ہونے کے بعد یہ خودمختار ملک بن گیا۔ اس کے شمال میں کرغستان' شمال مغرب میں جارجیا اور روس' جنوب مغرب میں آرمینیا' جنوب میں ایران' ترکی اور مشرق میں بحیرۂ کیسپین واقع ہیں۔ ملک کا نصف سے زیادہ رقبہ پہاڑی علاقوں پر مشتمل ہے۔

سرکاری نام: جمہوریہ آذربائیجان۔

کرنسی: منیت یا منات (Manat) اجراء 14 جون 1993ء۔

دارالحکومت اور اہم شہر: جمہوریہ آذربائیجان کا دارالحکومت باکو ہے۔ اہم شہروں میں گیانڈ ژاعلی' بجرلی' منگی کریکی' سمگیٹ شامل ہیں۔

مختصر تاریخ آذربائیجان: آذربائیجان شروع میں سکائتھی قبائل کے پاس تھا۔ اس کے بعد سلطنت روما کا حصہ بنا۔ بعد میں ایران نے اس علاقہ پر قبضہ کرکے اس کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ عربوں کی آمد کے بعد یہاں اسلام پھیلا۔ منگولوں نے یہاں بڑی تباہی مچائی۔ منگولوں کے فتنے کے سرد ہونے کے بعد ترکی اور ایران اس علاقے کے لئے کوشاں رہے۔ بالآخر 1806 میں روس نے اس پر اپنا قبضہ جمالیا۔ اس سلسلہ میں ایران اور روس کے درمیان جنگ ہوئی۔ جس کے نتیجے میں ایک معاہدہ جسے گلستان معاہدہ امن کا نام دیا گیا' طے پایا اور ایران ماورائے قفقاز کے علاقوں سے دست بردار ہوگیا۔ لیکن 1826 میں ایک مرتبہ پھر ایران نے اس پر قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔ 1828 میں ترکمانچالئے معاہدہ امن کے تحت اس ملک کو دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ ایک حصہ ایران کے حصے میں آیا جب کہ دوسرا روس کے پاس چلا گیا۔ دریائے آراکس دونوں حصوں کے مابین حد فاصل قرار پایا۔

اگرچہ روس نے آذربائیجان پر اپنا مکمل قبضہ کرلیا تھا۔ لیکن مقامی باشندوں نے صدق دل سے روس کی حاکمیت کو قبول نہ کیا۔ 1837ء میں آذربائیجان کے باشندوں نے زار روس کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی۔ زار روس نے ظلم و ستم کی انتہا کردی۔ یہاں تک کہ یہاں کے باشندوں کو ان کی اپنی زمین سے بے دخل کردیا۔ 1903ء میں یہاں کے عوام نے پھر ایک بار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحد ہو کر ظلم و استبداد کے خلاف جنگ لڑی۔ جس میں ہزاروں افراد شہید ہوئے۔ اکتوبر 1917ء میں روس میں سرخ انقلاب رونما ہوا۔ کمیونسٹ پارٹی نے اقتدار سنبھالا۔ اس کے بعد 31 جولائی 1918ء کو ترک افواج نے باکو پر قبضہ کر لیا۔ مگر بعد میں انہیں شکست ہوئی۔ مئی 1921ء میں آذربائیجان کا آئین منظور ہوا۔ 30 دسمبر 1922ء کو اسے روس میں شامل کر دیا گیا۔ 1936ء میں اسے آئینی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم میں یہاں کے باشندوں نے روس کے لئے بڑی قربانیاں دیں۔ 1922ء سے لے کر 30 اگست 1991ء تک آذربائیجان روس کا حصہ رہا۔ افغان قوم نے جو شکست روس کو دی۔ اس سے اس کا اپنا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ کمیونسٹ انقلاب جو بڑے خوش رنگ نعرے لے کر آیا تھا۔ محض ریت کی دیوار ثابت ہوا۔ ایک چمکتی ہوئی چیز کا جب اصل چہرہ سامنے آیا تو وہ بہت بھیانک تھا۔ جس میں کروڑوں انسانوں کا استحصال ہو رہا تھا۔ 30 اگست 1991ء کو ایک آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت وجود میں آئی۔

رقبہ اور آبادی: جمہوریہ آذربائیجان کا کل رقبہ 86,800 مربع کلومیٹر یا 33400 مربع میل ہے۔ آبادی 71 لاکھ 45 ہزار 600 نفوس پر مشتمل ہے۔

زبانیں، لوگ: آذربائیجانی سرکاری زبان ہے۔ تاہم لوگ آذری، ترکی اور روسی زبانیں بھی بولتے ہیں۔ ملک میں بسنے والے لوگ ثقافتی اور سرکاری اداروں میں اپنی مادری زبانیں بولتے ہیں۔ آذربائیجان کے 93 فی صد لوگ آذری قومیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقیہ 5.6 فی صد روسی اور 1.4 فی صد دوسری اقوام سے تعلق رکھتے ہیں اور اکثریت مسلمان ہیں۔ سرکاری مذہب اسلام ہے۔

زمین اور دریا: آذربائیجان کا آدھے سے زیادہ علاقہ پہاڑی ہے۔ شمال میں عظیم تر سلسلہ قفقاز اور مغرب میں کمتر سلسلہ قفقاز واقع ہے۔ جنوب میں کوہسار تالیش وسطی حصہ کورا اور اراکیس کا حصہ زیریں علاقہ ہے۔ جس کے مشرق میں بحیرۂ خضر یا کیسپین بہتا ہے۔ اس ملک کا سب سے بڑا دریا کورا (Kura) ہے۔ اس کے معاون دریا اراکس (Araks) اور آلزان (Alazan) ہیں۔ دیگر دریاؤں میں سمور، تارتر (Tarter) لینکوران (Lenkoran) اکیرا (Akera) شامل ہیں۔ یہ تمام دریا آبپاشی کے مقاصد اور برقی انجینئرنگ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اس ملک میں آپ کو ہر قسم کے موسمیاتی خطے ملیں گے۔ سرسبز و شاداب علاقے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈھلوانوں پر جنگلات واقع ہیں تیندوے اور چیتے جانوروں میں اور پرندوں میں پیلی کون اور فلیمنگو بکثرت ملتے ہیں۔

سربراہ مملکت اور وزیر خارجہ: صدر (President): گیدر علی جیف Geedar Aligev، June 1993ء سے۔

وزیر خارجہ: حسن حسنوف (حسنوو) Hasan Hasanov۔

زراعت، معدنیات اور صنعت و تجارت: یہاں کی زمین بہت زرخیز ہے۔ چائے، گندم، تمباکو، چاول اور کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ پھلوں میں انگور، آڑو، ناشپاتی، نارنگی، سیب، سنگترہ، زیتون، انار، بادام، آلو بخارا، اخروٹ اور لیموں قابل ذکر ہیں۔ معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ تیل اور گیس کے وافر ذخائر پائے جاتے ہیں۔ اعلیٰ کوالٹی کے تیل کے لئے باکو کے ذخائر مشہور ہیں۔ معدنیات میں گندھک، مینگانیز، نمک، برائٹ، ایلومینیم، کوبالٹ، تانبہ، خام لوہا، سنگ مرمر، لوہا، جست اور سیسہ شامل ہیں۔ صنعتی اعتبار سے یہ ملک بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ صنعتوں میں آہنی دھات سازی تیل کی صنعت کے اوزار کی تیاری کی صنعت، برقی انجینئرنگ کی صنعت، کیمیکل اور پیٹروکیمیکل، قالین، بافی، زیوارت، چوب کاری اور سنگ تراشی کی صنعتیں شامل ہیں۔ آذربائیجان میں ریلوے لائن کی مجموعی لمبائی ایک ہزار آٹھ کلومیٹر ہے۔ ملک میں پہلی بار ریلوے 1926ء میں چلائی گئی تھی۔

تعلیم و صحت: 99 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ 1992ء میں 28 ہزار ڈاکٹر اور ہسپتالوں میں 71000 بستر تھے۔

خارجہ پالیسی: آزاد خارجہ پالیسی، برابری کی سطح پر پرامن تعلقات، اقوام متحدہ کا ممبر ملک، آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ کا ممبر، اسلامی ممالک کی تنظیم کا ممبر ملک، ایکو سے وابستہ۔

یوم آزادی: 30 اگست 1991ء۔

مشہور شخصیات: ایاز مطلبوف، گیدر علی جیف، حسن حسنوف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انڈونیشیا

INDONESIA

سرکاری نام: جمہوریہ انڈونیشیا۔

کرنسی: روپیہ (11,30 انڈونیشی روپے برابر ہیں ایک امریکی ڈالر)

سربراہ مملکت وزیر خارجہ: صدارتی نظام رائج ہے۔ صدر سوہارتو (Suharto) جو 1967ء سے چلے آرہے ہیں۔

وزیر خارجہ علی علاطاس ہیں (Ali Alatas)۔

سرکاری مذہب: اسلام۔

آبادی: آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے' 161000,000 افراد۔ 90% مسلمان 70% شہروں میں' 30% دیہاتوں میں۔ 5% عیسائی' 3% ہندو' 2% دیگر مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔

سرکاری زبان و علاقائی زبانیں: انڈونیشی (بھاشا) سرکاری زبان انگریزی اور ولندیزی زبانیں۔

قومی دن: 17 اگست اور 27 دسمبر 1949ء مکمل آزادی۔

قومی ترانہ: عظیم انڈونیشیا۔

رقبہ: 1904345 مربع کلومیٹر یا 735265 مربع میل رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا 16 واں بڑا ملک ہے۔

دارالحکومت' اہم مقامات و شخصیات: دارالحکومت جکارتہ' سورابایا' نیڈونگ' پالم بانگ' بوگور' سیمارنگ میڈان' مکاسر' قادری' سراکرتہ اور ملاتگ قابل ذکر مقامات ہیں ڈاکٹر احمد سوئیکارنو' ظفرالدین' ڈاکٹر حتی' صدر سوہارتو اہم شخصیات ہیں۔

فی کس آمدنی: 450 ڈالر فی کس۔

محل وقوع: براعظم ایشیاء کے جنوب مشرق میں واقع جزائر کا ملک ہے۔ اس ملک میں 17 ہزار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزائر ہیں۔ شمال میں ملائشیا مشرق میں پاپوا اور نیوگنی ہیں۔ بحرہند اور اس کے ملحقہ سمندروں میں واقع ہے۔ ملک میں جنگلات کی کثرت ہے۔ جن میں مختلف قسموں کے درخت پائے جاتے ہیں۔ ماہی گیری عام ہے کیونکہ یہ ملک چھوٹے بڑے 17 ہزار جزائر پر مشتمل ہے۔

تعلیم صحت: 85% لوگ خواندہ ہیں۔ اوسط عمر 64 سال ہے۔ شرح پیدائش 18% 1485 افراد کے لئے ہسپتال کا ایک بستر 7427 کے حصہ میں ایک ڈاکٹر آتا ہے۔

معدنیات اور صنعت و تجارت: تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں شامل ہے۔ دیگر معدنیات میں قدرتی گیس، ٹانبا، قلعی، مینگانیز، نکل، سونا، چاندی اور گندھک شامل ہیں۔

اہم صنعتی پیداوار میں چینی، غذائی اشیاء، بجلی کا سامان، کپڑا، سیمنٹ، پلاسٹک، تیل اور ربڑ کی مصنوعات، ماچس، کھاد، سوڈا، ہلکی انجینئرنگ اور ادویات شامل ہیں۔ ملک میں تیل صاف کرنے کے کارخانے بھی ہیں جکارتہ سب سے بڑا صنعتی مرکز ہے۔ ملکی آمدنی میں صنعت کا حصہ 90% ہے۔

اہم برآمدات: خام تیل، پیٹرولیم کی مصنوعات، قلعی، نکل، ٹانبہ، کافی، تمباکو، ربڑ، گرم مسالے۔

اہم درآمدات: مشین، ٹیکسٹائل کی مصنوعات، آٹا، کپاس، گاڑیاں، کیمیائی اشیاء، چاول وغیرہ شامل ہیں۔

مواصلات: ملک بھر میں ریلوے اور سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ گارودا ایئر لائنز قومی ہوائی سروس ہے۔ سولہ بندرگاہیں ہیں۔ اہم بندرگاہوں میں جکارتہ، سورابایا، میڈان پالمبانگ اور سمارنگ شامل ہیں۔

مختصر تاریخ انڈونیشیا: ہندوؤں کا اثر و رسوخ یہاں شروع سے تھا مگر بعد میں مسلمانوں کا غلبہ ہو گیا۔ سولھویں صدی میں پرتگالی تاجر یہاں آئے۔ مگر جلد ہی یہاں کے باشندوں نے انہیں نکال دیا۔ 1602ء سے 1798ء تک نیدرلینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی حکمران رہی۔ سترہویں صدی کے آخر تک انگریز یہاں سے چلے گئے اور حکومت پرتگیزیوں کے ہاتھ میں رہی۔ 1816ء سے 1942ء تک یہ ملک براہ راست نیدرلینڈ کی حکومت میں رہا۔ 1942ء میں جاپانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ 1945ء میں جنگ آزادی لڑتے ہوئے انڈونیشی عوام نے انہیں اٹھا باہر پھینکا۔ ڈاکٹر احمد سوئیکارنو اور ڈاکٹر حتیٰ نے اس جنگ میں اپنی قوم کی رہنمائی کی اور فتح کے بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک کو جمہوریہ قرار دیا۔ ہالینڈ نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ستمبر 1945ء میں ولندیزی اور برطانوی فوجی دستوں نے مل کر انڈونیشیا پر حملہ کر دیا۔ دسمبر 1945ء میں اقوام متحدہ کی مداخلت پر جنگ بند ہوئی۔ 18 نومبر 1948ء کو ولندیزیوں نے انڈونیشیا پر پھر حملہ کر دیا۔ جاوا اور سماٹرا پر قبضہ کر کے احمد سوئیکارنو کو گرفتار کر لیا۔ مگر عوام نے بغاوت کر دی۔ ماشومی پارٹی کے رہنما ظفرالدین کی قیادت میں عبوری حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ جنوری 1949ء میں سلامتی کونسل نے جنگ بندی کرنے کی اپیل کی۔ جولائی 1949ء میں احمد سوئیکارنو کو دیگر ساتھیوں سمیت رہا کر دیا گیا۔ 27 دسمبر کو ہالینڈ نے طویل مذاکرات کے بعد انڈونیشیا کو آزاد کر دیا۔ 1956ء میں نائب صدر محمد حتیٰ مستعفی ہو گئے۔ 1963ء میں احمد سوئیکارنو کو عوامی مشاورتی کونسل نے تاحیات صدر مقرر کر دیا۔ ایریان کا علاقہ ہالینڈ کے ساتھ حل طلب تھا۔ 1962ء میں ہالینڈ نے اس کو اقوام متحدہ کے حوالے دیا۔ جو 1963ء میں انڈونیشیا میں شامل ہو گیا 1964ء میں انڈونیشیا اور ملائیشیا کے درمیان شمالی جورنیو (صباح) اور سراوک کے مسئلے پر کشیدگی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ 1965ء میں انڈونیشیا نے اقوام متحدہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ 1965ء میں احمد سوئیکارنو کے خلاف فوجی بغاوت ہوئی۔ جنرل سوہارتو نے اقتدار سنبھال لیا۔ انہوں نے آتے ہی اقوام متحدہ میں پھر شمولیت اختیار کی اور ملائیشیا کے ساتھ سلسلہ باہمی رضامندی کے ساتھ درپیش طے کر لیا۔ مارچ 68' مارچ 73' مارچ 78' مارچ 83' مارچ 88' مارچ 93' میں جنرل سوہارتو بھاری اکثریت سے کامیاب رہے ہیں۔ 1989ء میں چین اور انڈونیشیا کے درمیان 22 سال کے تعطل کے بعد تعلقات بحال ہوئے۔

1991ء میں کئی سیاسی جماعتیں میدان سیاست میں آئیں۔ 3 جولائی 1991ء کو امریکی خفیہ اداروں نے انکشاف کیا کہ انڈونیشیا کیمیائی ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران

IRAN

سرکاری نام: اسلامی جمہوریہ ایران۔

صدر: علی اکبر ہاشمی رفسنجانی Ali Akbar Hashmi Rafsanjani

وزیر خارجہ: علی اکبر ولایتی Ali Akbar Velayati۔

طرز حکومت: اسلامی جمہوریت۔

فی کس آمدنی: 1800 ڈالر۔

دارالحکومت: تہران۔

سرکاری زبان: فارسی۔

شرح خواندگی: 55 فی صد۔

رقبہ: 1648000 مربع کلومیٹر' 636000 مربع میل۔

آبادی: 43820000 ۔ مسلمان 95% ۔ باقی 5% عیسائی' یہودی' پارسی۔

کرنسی: ایرانی ریال (87.3 ایرانی ریال برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

محل وقوع: براعظم جنوبی ایشیا میں جزیرہ نما عرب کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کے جنوب میں خلیج فارس' خلیج عمان اور بحیرۂ عرب' شمال میں بحیرۂ کیسپین اور سوویت یونین' مشرق میں پاکستان اور افغانستان اور مغرب میں ترکی اور عراق واقع ہیں۔ ایران کا زیادہ تر علاقہ سطح سمندر سے چار ہزار فٹ بلند ہے اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ سطح کے لحاظ سے اسے چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہاڑ' صحرا' بحیرۂ کیسپین کا ساحل اور خوزستان کا میدان' کوہ زاگرس اور آرمینیا' آذربائیجان' ترکمانستان کی سرحد سے لے کر خلیج فارس تک جنوب سے مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔ کوہ البرز ایران کی شمالی سرحد کا کام دیتا ہے۔ اس کی بلند ترین چوٹی دیماوند 18934 فٹ بلند ہے۔ دشت لوط اور دشت کاویر قابل ذکر صحرا ہیں۔ اس کا شمالی ساحل بحیرہ کیسپین کو ساڑھے سات سو 375 میل رقبے کو علاقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ جنوبی ساحل خلیج فارس

www.KitaboSunnat.com

اور خلیج عمان کے ساتھ ساتھ 1275 میل تک چلا گیا ہے۔

وسائل: ایران قدرتی دولت یعنی تیل سے مالامال ہے۔ ایران میں بہت سے مقامات پر تیل دریافت ہوا ہے۔ لیکن تیل کے سب سے زیادہ چشمے خوزستان کے علاقہ میں ہیں۔ اس کی دیگر اہم معدنیات میں خام لوہا' تانبا' سیسہ' زنک' مینگانیز' کرومائیٹ' بیری ٹائن' کوئلہ' گندھک' فیرس' آکسائیڈ' خام میکا' گیس' کرومیم وغیرہ شامل ہیں۔

ایران میں صنعتوں نے بہت ترقی کی ہے۔ چینی اور سوتی کپڑے کی صنعت' سگریٹ سیمنٹ' قالین سازی' فولاد' موٹر گاڑیوں کی صنعت ایران کی اہم صنعتوں میں سے ہیں۔ ایران کے قالین دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

یہاں کی مٹی بہت زرخیز ہے۔ مگر پانی کی کمی آڑے آجاتی ہے۔ صرف 15 فی صد رقبہ پر کاشت ہوتی ہے۔ گندم اس ملک کی سب سے بڑی فصل ہے۔ جو تقریباً 8 فی صد رقبہ پر کاشت کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تمباکو' جو' مکئی' کپاس' گنا' چاول' چائے' افیون' باجرہ کی کاشت کی جاتی ہے۔ یہاں بہت کم جنگلات ہیں۔ شاہ بلوط' بید اور چنار کے درخت عام ہیں۔

خوبانی' آڑو' انجیر' آلوچہ' سیب' ناشپاتی' خربوزہ' شکترہ' کھجور' انگور' بادام اور پستہ اہم پھل ہیں۔ یہاں کے گرم مصالحے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: صدارتی طرز حکومت اور اسلامی جمہوری نظام رائج ہے۔ اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم ایکو' کولمبو پلان اور اوپیک کا ممبر ملک ہے۔

لوگ: 95 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ 5 فی صد لوگ عیسائی' یہودی اور پارسی ہیں۔ لوگ فارسی بولتے ہیں لیکن کردشی' بلوچی اور ترکی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔ 51 فی صد لوگ ایرانی النسل 25 فی صد آذربائیجانی اور 9 فی صد کرد ہیں۔ یہاں کے 55 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ جابجا تعلیمی مراکز ہیں۔

اوسط عمر مردوں کی 64 سال ہے جبکہ عورتوں کی 68 سال ہے۔ شرح پیدائش 3.4 فی صد ہے۔ ہسپتالوں میں 1704 افراد کے حصے میں ایک بستر ہے 1299 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر ہے۔ شرح اموات نابالغوں میں 66 فی ہزار ہے۔

مواصلات: 4567 کلومیٹر ریلوے لائن ہیں۔ کرمان زاہدان ریلوے روڈ پاکستان سے ملا ہوا ہے۔ ملک میں 17 ہوائی اڈے ہیں۔ ایران ایئر ملک کی واحد ہوائی کمپنی ہے۔ مہر آباد (تہران)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اصفہان بین الاقوامی ہوائی اڈے ہیں۔ سڑکوں کی لمبائی ڈیڑھ لاکھ کلومیٹر ہے۔ بندر عباس' بندر شہید رجائی' بندر خمینی' چاہ بہار اور خرم شہر اہم بندرگاہیں ہیں۔

مختصر تاریخ ایران: 1600 ق م میں آرین' میرس اور پارسی نسل کے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے۔ 556 ق م میں سائرس دوئم نے بیلونیا' شام اور ایشیائے کوچک کو ملا کر سلطنت ایران کی بنیاد رکھی۔ بعد میں مصر' تھریس اور مقدونیہ بھی شامل کر لئے گئے۔ 334 تا 328 ق م کے مابین سکندر اعظم نے اسے فتح کر کے سیلوکس اور اس کے حواریوں کے سپرد کر دیا۔ تیسری صدی ق م میں پارتھیا حکمرانوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ 226 ق م میں ساسانی حکومت کے بانی اردشیر نے اس پر قبضہ کر لیا۔ 1037 تا 1055 سلجوق ترک ایران پر حکومت کرتے رہے۔ بارھویں صدی عیسوی میں منگول ایران کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ 1334 میں ایران تقسیم ہو گیا۔ 1380 میں تیمور لنگ یہاں کا حکمران بنا۔ 1499 تا 1739ء میں صفوی خاندان برسراقتدار رہا۔ پھر نادر شاہ حکومت کرتا رہا۔ اس دوران جنگ عظیم اول شروع ہو گئی۔ روس اور برطانیہ نے ایران کے دو حصے کر دیئے۔ 1917ء میں انقلاب روس کے بعد روسی حکومت نے شمالی ایران پر اپنی عمل داری ختم کرنے کا اعلان کیا۔ اس موقع سے انگریزوں نے فائدہ اٹھاتے ہوئے تہران پر قبضہ کر لیا۔ 1921ء میں رضا خان نے صرف تین ہزار فوجیوں کی مدد سے تہران پر قبضہ کر لیا اور 1925ء میں رضا خان رضا شاہ پہلوی کے لقب سے بادشاہ بن گیا۔ اس کے دور حکومت میں ایران میں جدید دور کا آغاز ہوا۔ وہ آزاد خیال شخص تھا۔ اس کے دور میں پردے کو ختم کیا گیا۔ اسلامی قوانین ختم کئے گئے۔ اس نے تیل کی صنعت کو قومی ملکیت میں لیا اور جدید ایران کی تعمیر کا آغاز کیا۔ 15 ستمبر 1941ء کو اس نے اپنے بیٹے رضا محمد شاہ پہلوی کو بادشاہ بنا دیا۔ جس نے شہنشاہیت کے 2500 سالہ جشن کا اہتمام کیا اس کے دور میں ایران منی یورپ کی تصویر پیش کرتا تھا۔ داتا دربار لاہور (حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کا مزار) میں اس نے سونے کا دروازہ لگوایا تھا۔ جس کی وجہ سے پاکستان کے عوام میں اچھی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ بلاشبہ یہ اس کا ایک اچھا اقدام تھا۔ مگر اس نے ایران میں جو آزادی اور گلیمر جنس پرستی کا معاشرہ قائم کیا وہ بہت برا تھا۔ ایران کے مذہبی حلقے اس بات پر اٹھ کھڑے ہوئے اور بالآخر ملک بھر میں مظاہروں کی وجہ سے سیاسی عدم استحکام عروج پر پہنچ گیا اور آخر کار اس عوامی سیلاب نے یکم فروری 1979ء میں اسلامی انقلاب برپا کیا۔ ملک میں مکمل طور پر اسلامی نظام قائم کیا گیا اور اسلامی اقدار کی مکمل پاسداری شروع ہو گئی۔ اس انقلاب کے راہنما آیت اللہ خمینی تھے۔ دنیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک مکمل اسلامی طاقت کو دیکھ کر اسلام دشمن قوتوں نے 22 ستمبر 1980ء کو بھائی کو بھائی سے ایک چھوٹے سے خطے کی خاطر لڑوا دیا۔ عراق ایران جنگ چھڑ گئی۔ اصل مسئلہ جو لڑائی کا باعث بنا شط العرب کے پانی کا مسئلہ تھا۔ یہ جنگ آٹھ سال تک جاری رہی۔ جس میں ہزاروں قیمتی جانوں کے علاوہ بہت سا دونوں ممالک کا سرمایہ برباد ہوا۔ 3 جولائی 1988ء کو امریکی بحریہ نے ایران کا ایک مسافر بردار طیارہ ایف 14 جنگی طیارہ سمجھ کر گرا دیا۔ جس کے نتیجے میں 290 افراد ہلاک ہو گئے۔ 28 جولائی 1989 کو صدارتی انتخابات میں علی اکبر ہاشمی رفسنجانی صدر منتخب ہوئے اور دوسری بار جون 1993ء میں دوبارہ صدر منتخب ہوئے۔ 21 جون 1990ء کو شدید زلزلہ آیا جس سے 45000 آدمی مارے گئے۔

اہم ایرانی شخصیات: خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی، شیخ سعدی، فردوسی، سعید نفیسی، رضا شاہ پہلوی، آیت اللہ خمینی، علی اکبر ہاشمی رفسنجانی۔

اہم درآمدات: فارمیسی، مشینری، فوجی سامان، اشیائے خوردنی۔

اہم برآمدات: قالین، پیٹرولیم، پھل، خشک میوے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجزائر

ALGERIA

سرکاری نام: اسلامی جمہوریہ الجزائر۔

صدر: لیامائن زیرول Leamine Zeroul۔ 31 جنوری 1994ء سے۔

وزیر خارجہ: محمد صالح ڈمبری Muhammad Salah Dembri۔

آبادی: اڑھائی کروڑ۔ 57% فی صد عرب' 25% فی صد بربر نسل۔ 99 فی صد لوگ مسلمان۔

دارالحکومت: الجزائر۔

اہم شہر: واہران' قاسٹینا' ہٹنہ' آنابا۔

رقبہ: 919595 مربع میل یا 2381751 مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے۔

فی کس آمدنی: 2760 ڈالر۔

زبان: سرکاری زبان عربی۔ دیگر زبانوں میں فرانسیسی اور بربر شامل ہیں۔

سکہ: الجزائری دینار۔

طرز حکومت: جمہوری 5 رکنی سٹیٹ کونسل کے تحت ملک کا انتظام ہے۔

محل وقوع اور آب و ہوا: الجزائر رقبے کے لحاظ سے اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کے بعد دوسرا بڑا اسلامی ملک ہے۔ یہ شمالی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے جنوب میں مالی اور نائیجیریا' مغرب میں مراکش اور ماریطانیہ' مشرق میں تیونس اور لیبیا اور شمال میں بحیرہ روم واقع ہیں۔ جنوب اور مغرب میں صحرائے اعظم کی آب و ہوا کا اثر ہے۔ شمال میں بحیرہ روم کی آب و ہوا کا اثر ہے جبکہ شمالی علاقوں میں موسم شدید گرم ہوتا ہے۔ سردیوں میں کم سردی اور بارشیں زیادہ ہوتی ہیں۔

تاریخ الجزائر: یہ ملک تاریخی اعتبار سے بڑا قدیم ہے۔ بربروں' فنیقیوں' رومیوں' وینڈلوں اور عربوں نے اس علاقے پر ہزاروں سال حکومت کی 1518ء سے لے کر 1830ء تک یہ ملک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکی کی عظیم الشان اسلامی سلطنت کا حصہ رہا۔ ترکوں کے زوال پزیر ہونے کے بعد اس پر فرانسیسیوں نے قبضہ کر لیا۔ یہاں کے مسلمانوں نے غیر ملکی حکمرانوں کے خلاف ایک طویل اور سخت آزمائشوں والی جنگ لڑی اور تقریباً بیس لاکھ مسلمانان اسلام نے جام شہادت نوش کیا۔ یہ ایک طویل اور اندھیری رات تھی۔ یہ جنگ آزادی 132 سالہ جدوجہد تھی۔ جس کے نتیجے میں آخرکار 1962ء میں انہیں آزادی کا سورج دیکھنا نصیب ہوا۔ احمد بن بیلا جمہوری حکومت کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ ان کا دور حکومت 1965ء تک رہا۔ کرنل حواری بومدین نے فوجی انقلاب کی صورت میں اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ ان کے دور اقتدار میں الجزائر نے اسرائیل کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ یورپ کے ممالک سے روابط منقطع کئے۔ امریکہ سے مکمل سفارتی تعلقات ختم کئے اور روس کے ساتھ تعلقات کی بنیاد رکھی اور یک پارٹی نظام سیاست رائج کیا۔ ان کی وفات کے بعد 9 فروری 1977ء کو شاذلی بن جدید نے عنان حکومت سنبھالا۔ ملکی انتظامات اور خارجہ پالیسی میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔ شاذلی بن جدید نے احمد بن بیلا کو ان کے ساتھیوں سمیت رہا کر دیا امریکہ اور یورپی ممالک سے تعلقات استوار کئے اور جمہوریت کی داغ بیل ڈالی۔ 1988ء میں خانہ جنگی کی صورت کے بعد قاصدی مرباح نئے وزیراعظم بنے۔ 1989ء میں ڈاکٹر عباسی مدنی نے اسلامی نجات پارٹی کے قیام کا اعلان کیا۔ اسلامی نجات پارٹی نے اسلام کے نفاذ کا اعلان کیا۔ 1987ء میں کثیر الجماعتی نظام بنیادی حقوق کے تحفظ اور الجزائریوں کو ہر قسم کی آزادی کا دستور پاس ہوا۔ 12 جنوری 1992ء کو شاذلی بن جدید نے استعفیٰ دے دیا۔ بوفیاف نئے صدر ہوئے مگر جون 1992ء میں انہیں قتل کر دیا گیا۔ ملک میں آئین معطل کر کے ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا اور ملک میں مارشل لاء لگ گیا۔ یکم جولائی 1992ء میں علی کافی نئے صدر اور جولائی 1992ء کو عبدالسلام بیلا نئے وزیراعظم بنے۔ 21 اگست 1993ء کو رضا ملک نے ملک کے نئے وزیراعظم کے طور پر حلف اٹھایا 30 جنوری سے تاحال الجزائر کی حفاظتی کونسل کے وزیر دفاع لیمائن زیروال کو ملک کا صدر مقرر کیا گیا۔ 12 اپریل 1994ء کو مسٹر صفی ملک کے نئے وزیراعظم بنے۔

خارجہ پالیسی: اسلامی جمہوریہ الجزائر اقوام متحدہ کا ممبر ملک ہے۔ یہ اسلام دوست ملک ہے۔ مسئلہ کشمیر ہو یا قبرص کا مسئلہ یا فلسطین کا بوسنیا کا مسئلہ ہو یا چیچنیا کا اس نے ان تمام مسائل کو عالمی سطح پر اٹھایا ہے۔ الجزائر اسلامی ممالک کی تنظیم' عرب مغرب یونین' عرب بنک' افریقی ترقیاتی بنک' افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسائل: انگور' آلو' کھجوریں' ٹماٹر اور مالٹے اہم فصلیں ہیں۔ الجزائر تیل جیسی دولت سے مالا مال ہے تیل کے علاوہ قدرتی گیس' لوہا' تانبے' جست' سیسہ اور اعلیٰ قسم کے کوئلہ کے قدرتی ذخائر موجود ہیں۔ تیل کی پیداوار کے لحاظ سے یہ دنیا کا دسواں بڑا ملک ہے۔ قدرتی گیس کے دس فی صد ذخائر الجزائر میں ہیں۔ یہاں تمام تیل کے ذخائر حکومت کی ملکیت میں ہیں۔ تیل فولاد' پارچہ بافی' پلاسٹک' کھاد اور ٹریکٹر اہم صنعتی پیداوار ہیں۔

تعلیم اور صحت: 52% فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ الجزائر کے لوگ بڑے شوق سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ 94 فی صد بچے پرائمری تعلیم حاصل کرتے ہیں اور 47 فی صد سیکنڈری یہاں 16 سال تک کی عمر کے طالب علموں کے لئے تعلیم فری ہے۔ الجزائر کے لوگوں کی اوسط عمر 67 سال ہے۔ ہسپتالوں میں 393 افراد کے حصے میں ایک بستر آتا ہے جب کہ 1199 افراد کے حصے میں ایک ڈاکٹر۔

مشہور شخصیات: عبدالقادر الجزائری (عظیم قائد)' احمد بن بیلا' شاذلی بن جدید' ڈاکٹر عباسی مدنی' صدر بوفیاف' عبدالسلام بیلا' قاصدی مرباح۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البانیہ

ALBANIA

سرکاری نام: عوامی جمہوریہ سوشلسٹ البانیہ۔

سربراہ مملکت: صدر: صالح برشیاSali Berisha 19 اپریل 1992ء سے۔

وزیراعظم: الیگسنڈر میسکیAlexander Meski۔1992ء تاحال۔

وزیر خارجہ: الفرید سرقیAlfred Sarreqi۔

دارالحکومت: ترانہ' اہم شہر ایلباسان' سراندے' درزو۔

آبادی: 3500000 لاکھ افراد۔

رقبہ: 28748 کلومیٹر یا 11097 مربع میل۔

مذہب: اسلام' عیسائیت اور بے دین۔ 70 فی صد مسلمان' 30 فی صد عیسائی اور لامذہب۔

سرکاری زبان: البانین۔

قومی دن: 20 نومبر۔

کرنسی: لیک (9 لیک ایک امریکی ڈالر کے برابر ہوتے ہیں۔)

فی کس آمدنی: 930 ڈالر۔

قومی ترانہ: یہ پرچم جدوجہد میں ہمیں متحد رکھتا ہے۔

طرز حکومت: عوامی سوشلسٹ جمہوریت۔

سربراہ مملکت: چیئرمین آف دی پریذیڈم آف دی پیپلز اسمبلی۔

سربراہ حکومت: چیئرمین آف دی کونسل آف منسٹرز۔

محل وقوع: براعظم جنوب مشرقی یورپ میں واقع ہے۔ شمال اور مشرق میں یوگوسلاویہ جنوب میں یونان اور مغرب میں بحیرہ اڈریاٹک ہے۔

آب وہوا: ساحلی علاقوں کی آب وہوا گرم مرطوب ہے جبکہ اندرونی علاقوں کا موسم گرم اور خشک رہتا ہے۔ یہاں سردی بہت کم پڑتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارجہ پالیسی: آزاد خارجہ پالیسی' اقوام متحدہ اور اسلامی ممالک کی تنظیم کا رکن ہے۔

تاریخ البانیہ: مسلمان یہاں تیرھویں صدی عیسوی میں اسلام کی تبلیغ کی غرض سے آئے چودھویں صدی عیسوی میں ترکوں نے البانیہ پر حملے شروع کر دیئے۔ 1943ء میں البانوی جارج کیسٹراوئی نے جو سکندر بیگ کے نام سے مشہور تھا' ترکوں کے حملوں کے خلاف مزاحمت جاری رکھی۔ 1467ء میں اس کی وفات کے بعد ترکوں نے پورے ملک پر قبضہ کر لیا۔ 1877ء تک جاری رہا مگر سلطنت عثمانیہ کے کمزور ہونے پر روس نے یہاں حملہ کر دیا اور دو بندرگاہوں اور قلعوں کو ریاست مائٹی نیگرو کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر یہاں کے عوام آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ 1909ء میں مناستر (Manastir) کے مقام پر عثمانی سلطنت کے اندر ایک خود مختار البانیہ کی بنیاد کا نعرہ بلند ہوا۔ اسمٰعیل کمال وبور قائد تھے۔ یہ تحریک کامیابی سے ہم کنار ہوئی اور ایسے (البانیہ) کو آزادی میسر آئی۔ 1925ء میں اسے جمہوریہ قرار دیا گیا۔ اس دوران دسمبر 1922ء سے 1929 تک احمد بیگ زوگ وزیر اعظم رہا۔ 1928ء سے 1939ء تک احمد بیگ یہاں حکومت کرتا رہا۔ اس نے اٹلی سے 50 ملین فرانک ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ادھار لیا لیکن یہ تمام رقم عیاشیوں پر خرچ ہوئی۔ 1939ء میں مسولینی نے ایک لاکھ افواج کی مدد سے البانیہ پر قبضہ کر لیا۔ وکٹر عمانیول سوم البانیہ کا بادشاہ بنا۔ دوسری جنگ عظیم کے ختم ہونے کے بعد کمیونسٹ انتہا پسندوں نے 1944ء میں اپنے ملک کو آزاد کروالیا اور سابقہ سوویت یونین سے الحاق کر دیا۔ جنوری 1946ء میں یہ ملک سوشلسٹ جمہوریہ قرار پایا۔ دسمبر 1961ء تک یہ سوویت بلاک سے وابستہ رہا۔ پھر روس سے تعلقات ختم کر کے چین سے تعلقات استوار کر لئے۔ 1968ء میں روس نے اسے وارسا سمجھوتے میں شمولیت کرنے سے روک دیا۔ ماؤزے تنگ کی وفات کے بعد البانیہ کے تعلقات چین سے کشیدہ ہو گئے۔ 1973ء میں سرکاری افسروں کی چھانٹی کی گئی۔ 11 اپریل 1985ء کو انور ہوکسا چالیس سال کی طویل حکمرانی کے بعد انتقال کر گئے۔ 1990ء میں محدود انسانی حقوق اور معاشی اصلاحات کا نفاذ عمل میں آیا۔

1991ء میں عام ہڑتال کے ذریعے شہری مخالف قوتوں نے کمیونسٹ کابینہ کو استعفیٰ دینے پر مجبور کیا مارچ 1971ء تک غیر کمیونسٹ نگران کابینہ تشکیل دی گئی۔ اس دوران میں چالیس ہزار افراد ملک چھوڑ کر اٹلی چلے گئے۔ 4 اپریل 1992ء کو البانیہ کے صدر رمیز ایلیاز کے مستعفی ہونے سے وہاں کمیونسٹ دور کا خاتمہ ہو گیا اور اپوزیشن لیڈر صالح بریشا نے 9 اپریل 1992ء کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتدار سنبھال لیا۔ 26 جولائی کے انتخابات میں سوشلسٹ پارٹی نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

وسائل: کھالیں' اون' پنیر' پھل ہر قسم کے' تمباکو' آلو' کپاس' گندم' غلہ یہاں کی زرعی پیداوار ہیں۔ غلہ بانی بھی ہوتی ہے۔ جنگلات بھی آمدنی کا اہم حصہ ہیں۔ زیتون بھی کاشت ہوتی ہے۔ معدنیات میں تیل' گیس' کرومیم' کوئلہ' تانبا اہم ہیں۔ 500 ملین کیوبک میٹر سے زیادہ گیس حاصل کی جاتی ہے۔ کیمیائی اشیاء سیمنٹ' کپڑا ہر قسم کا' دھاتی سامان یہاں تیار ہوتا ہے۔ پکی سڑکوں کا پورے ملک میں جال بچھا ہوا ہے۔ 408 کلومیٹر ریلوے لائن موجود ہے اپنی فضائی سروس موجود ہے۔ ریل کے ذریعہ یوگوسلاویہ جایا جاسکتا ہے۔ ویلور سراندے اور دروز اس کی مشہور بندرگاہیں ہیں۔

لوگ: 30 تا 35 نفوس پر مشتمل ہیں 90 فی صد البانی جبکہ 8 فی صد یونانی النسل ہیں اور 2 فی صد دیگر اقوام ہیں۔ مسلمان یہاں 70 فی صد ہیں۔ لیکن انہیں دین کی اتنی سمجھ بوجھ نہیں 1990 سے قبل یہاں دہریت کا دور دورہ تھا۔ لیکن 1990ء کے بعد سے مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل درآمد کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ لوگ تعلیم پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ 7 سے 15 سال تک کی عمر کے بچوں کے لئے تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ اس کے لئے سہولتیں حکومت کی طرف سے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواندگی کا تناسب 75 فی صد ہے۔ پورے ملک میں صرف ایک یونیورسٹی ہے جو 1907ء سے قائم ہے۔ صحت عامہ کی طرف بھی حکومت کا خاص دھیان ہے یہاں اوسطاً 72 سال عمر ہے۔ شرح پیدائش 1.9 فی صد ہے۔ ہسپتالوں میں 176 افراد کے حصے میں ایک بستر آتا ہے جبکہ 574 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر کی سہولت میسر ہے۔ نابالغوں کی شرح اموات 1000 سے 50 ہے۔

اہم شخصیات: جارج کیسٹراوئی' سکندر بیگ' احمد بیگ زوگ' اسمٰعیل کمال ولور' انور ہوکسا' رمیز الیاز' صالح بریشا۔

درآمدات: صنعتی مشینری' سوتی دھاگا اور تیل۔

برآمدات: کوئلہ' دھات کا سامان' سیسہ' پنیر' اون' بھیڑوں کی کھالیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افغانستان

AFGHANISTAN

سرکاری نام: اسلامی جمہوریہ افغانستان۔

سربراہ مملکت: صدر پروفیسر برہان الدین ربانی

Porf–Burhanuddin Rahani – 2 جنوری 1993ء سے۔

سربراہ حکومت: وزیر اعظم انجینئر گلبدین حکمت یار۔

وزیر خارجہ: نجیب اللہ لفرائی Najib ullah Lafraie

سرکاری کرنسی: افغانی۔

شرح خواندگی: 10 فی صد۔

فی کس آمدنی: 230 ڈالر۔

آبادی: 16276000 – 50 فیصد پشتون' 25 فی صد تاجک 9 فی صد ازبک اور 9 فی صد ہزارہ باشندے ہیں۔

رقبہ: 652029 مربع کلومیٹر 251773 مربع میل۔

سرکاری زبان: افغانی' فارسی' پشتو' داری کے علاوہ مزید 30 زبانیں بولی جاتی ہیں۔

طرز حکومت: اسلامی جمہوریہ' صدر سربراہ مملکت اور وزیر اعظم سربراہ حکومت۔ یہاں کے صدر کے عہدے کی مدت 2 سال ہے جس کا فیصلہ مجاہدین کے سربراہوں میں سے ہوتا ہے۔

محل وقوع: براعظم ایشیا میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں روس انتہائی شمال مشرق میں چین مشرق اور جنوب میں پاکستان اور مغرب میں ایران واقع ہے۔ اس ملک میں سمندر نہیں بلکہ یہ خشکی میں گھرا ہوا ہے۔ تاہم اس کی تمام تر تجارت کا انحصار پاکستان کی بندرگاہ کراچی سے منسلک ہے۔ زیادہ تر علاقہ پہاڑی ہے۔ اس کے قریب کوہ ہندوکش کا سلسلہ ہے جو 16000 کی بلندی تک جاتا ہے جبکہ مشرق میں یہ 25000 فٹ کی بلندی تک چلا گیا ہے۔ پاکستان اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افغانستان میں باہمی تجارت کا راستہ درہ خیبر ہے۔ ملک کا 9 فی صد رقبہ چراگاہی نوعیت کا ہے۔

لوگ: یہاں کے لوگ بہت جفاکش، محنتی اور بہادر ہوتے ہیں۔ 18 فی صد لوگ شہروں میں اور باقی دیہاتوں اور قصبوں میں رہتے ہیں۔ فی مربع میل 85 افراد رہتے ہیں۔ تعلیمی اعتبار سے یہ ملک بڑا پسماندہ ہے۔ 29 فی صد باشندے خواندہ ہیں۔ 88 فی صد بالغ باشندے سکول کی تعلیم بالکل حاصل نہیں کرتے۔ یہاں کے ہسپتالوں میں 2054 افراد کے لئے ایک بستر ہے جبکہ 4797 آدمیوں کے حصہ میں ایک ڈاکٹر آتا ہے۔

دارالحکومت: ملک کا دارالحکومت کابل ہے۔ ہرات، غزنی، جلال آباد، مزار شریف، قندھار، خوست باقی اہم شہر ہیں۔

تاریخ افغانستان: زمانہ قدیم میں اسے آریان اور باختریا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ عہد وسطیٰ میں اسے خراسان کا نام دیا گیا۔ یہ سرزمین مختلف تہذیبوں کا گہوارہ ہے۔ شمالی افغانستان میں زرتشت پیدا ہوا۔ یہاں سے ہی اس نے اپنے مذہب کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ 332 ق م میں سکندر اعظم نے اس پر حملہ کیا۔ اس کے بعد سکندر اعظم کے جرنیل نے گریکو بکٹرین سلطنت کی بنیاد رکھی جو دو صدیوں تک قائم رہی۔ پھر یہاں بدھ مت کا دور دورہ رہا۔ گوتم بدھ کے مجسمے افغانستان میں آج بھی پائے جاتے ہیں۔ تیسرے خلیفہ راشد کے عہد میں افغانستان کو مسلم ریاست میں شامل کیا گیا۔

جبکہ قبل ازیں یہ ایرانی حکومت کا حصہ تھا۔ مسلمانوں کی پہلی فتح کے بعد یہ مسلمانوں کی عملداری میں رہا۔ گیارہویں صدی عیسوی میں سلاطین غزنی اس پر قابض ہوئے۔ پندرھویں صدی عیسوی میں یہ مغلوں کے قبضے میں آیا۔ بیرونی سلطنتیں اور مقامی امیر اٹھارویں صدی تک ایک دوسرے کے بعد اقتدار حاصل کرتے رہے۔ 1747ء میں اسے ایک خود مختار سلطنت کی حیثیت دی گئی۔ نومبر 1733ء میں ظاہر شاہ افغانستان کے بادشاہ بنے۔ 17 جولائی 1973ء کو ایک فوجی بغاوت نے اسے جمہوری حکومت میں بدل دیا۔ سوویت یونین کے حامی بائیں بازو کے لوگوں نے ایک خونریز بغاوت میں 1978ء میں اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ کمیونسٹ لیڈروں نے سوویت یونین کے ساتھ ایک اقتصادی اور فوجی معاہدے پر دستخط کئے۔ سوویت یونین کے حامی بائیں بازو کے لوگوں نے ایک خونریز جنگ کا آغاز کر دیا۔ ملک میں ان کی مدد کے لئے سوویت افواج داخل ہو گئیں۔ 14 ستمبر 1979ء کو نور محمد ترکئی (جو اپریل میں صدر بنے تھے) کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل کر دیا گیا اور حفیظ اللہ امین نئے صدر بنے۔ 27 دسمبر 1979ء کو ان کو بھی اقتدار سے محروم کر دیا گیا۔ پھر ببرک کارمل نے ان کی جگہ لی۔ سوویت یونین کی فوجیں پورے ملک کے عوام کے خلاف بر سرپیکار ہو گئیں۔ مجاہدین نے پاکستان' ایران' سعودی عرب اور امریکہ کی مدد سے گوریلا جنگ شروع کر دی۔ جنگ نو سال تک جاری رہی۔ بالآخر 14 اپریل 1988ء کو معاہدہ جینوا طے پایا۔ جس کے تحت روس نے پروگرام کے مطابق اپنی فوج افغانستان سے نکال لی۔ 15 فروری 1989ء تک روسی فوجیں مکمل طور پر ملک سے نکل گئیں۔ لیکن افغان حکومت اور مجاہدین کے مابین خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ مجاہدین نے 23 فروری 1989ء کو پشاور میں جلاوطن حکومت قائم کر لی۔ بالآخر افغانستان کے صدر نجیب اللہ اپریل 1992ء میں اقتدار چھوڑنے پر رضامند ہو گئے۔ اپریل 1992ء میں حکومت پاکستان نے پشاور میں ایک معاہدے کا اہتمام کیا۔ 28 اپریل کو صبغت اللہ مجددی نے ملک کے صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔ ان کے عہدہ چھوڑنے پر 28 جون کو پروفیسر برہان الدین ربانی نے افغانستان کے عبوری صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔ لیکن اس کے باوجود کابل کے نواح میں شدید لڑائی جاری رہی۔ بالآخر مارچ 1993ء میں اسلام آباد میں معاہدہ امن طے پا گیا۔ گلبدین حکمت یار کو ملک کا وزیراعظم بنا دیا گیا۔ اس دوران پروفیسر برہان الدین ربانی دو سال کے لئے صدر بن گئے۔ 29 اپریل کو میثاق جلال آباد طے پایا۔ لیکن یہ معاہدہ بھی افغان رہنماؤں کو متحد نہ کر سکا۔ 1993ء کے اختتام پر جنرل دوستم کی ربانی حکومت سے بغاوت کے نتیجے میں کابل ایک بار پھر جنگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ پھر طالبان اٹھ کھڑے ہوئے۔ جنہوں نے پے در پے مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ آج کل کابل کے نزدیک شدید لڑائی جاری ہے اور خبریں آ رہی ہیں کہ طالبان کو پاکستان کی پشت پناہی حاصل ہے اور حکومت افغانستان بھارت سے تعلقات بہتر کر رہی ہے۔

وسائل: افغانستان ایک پہاڑی ملک ہے۔ یہاں غلہ اور پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ خشک میوہ جات' مکئی' چاول' گندم' تمباکو اور دیگر ہر قسم کے پھل یہاں کاشت کئے جاتے ہیں۔ 1979ء سے قبل افغانستان نے گندم کے معاملے میں خود کفالت حاصل کر لی تھی۔ مگر اس کے بعد جنگ اور فسادات کی وجہ سے گندم باہر سے منگوانا پڑتی ہے۔ گلہ بانی بھی آمدنی کا اہم ذریعہ ہے۔

یہ ملک معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ یہاں گیس اور کوئلے کے بڑے بڑے ذخائر پائے جاتے ہیں۔ دیگر معدنی اشیاء میں کوئلہ' نمک' چاندنی' تانبا' سیسہ اور جست قابل ذکر ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک کے پہاڑی حصے میں سونے کا انکشاف بھی ہوا ہے۔

صنعتی اعتبار سے ملک پسماندہ ہے۔ چمڑہ' پارچہ بافی' (اونی)' سیمنٹ' فرنیچر' پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنے اور چینی تیار کرنے کی صنعتیں ترقی پذیر ہیں۔ قالین سازی کی صنعت بھی ترقی پا رہی ہے۔ کابل میں سائیکل بنانے کی ایک بڑی فیکٹری بھی ہے۔ پل خمری جبل الراج۔ .غلان' قندھار یہاں کے قابل ذکر اہم صنعتی شہر ہیں۔

یہاں صرف 9.6 کلومیٹر لمبی ریلوے لائن ہے۔ یہ کشکا سے توار گھونڈی تک ہے۔ 1990ء میں ملک میں مسافر کاروں کی تعداد 31000 تھی جب کہ کمرشل گاڑیوں کی تعداد بھی تیس ہزار ہے۔ سڑکوں کی لمبائی 22 ہزار کلومیٹر ہے۔

آریانا افغان ایئر لائنز فضائی سروس ہے۔ اس کے ہوائی اڈوں کی تعداد 41 ہے۔

مشہور شخصیات: محمود غزنوی' احمد شاہ ابدالی' گلبدین حکمت یار' صبغت الدین مجددی' پروفیسر برہان الدین' صدر نجیب اللہ' ببرک کارمل' جنرل دوستم' عبدالرب رسول سیاف۔ افغانستان کے دارالحکومت کابل میں باغ بابر ہے جہاں مغل سلطنت کے بانی شہنشاہ ظہیرالدین بابر کا مزار ہے۔

درآمدات: شہد' کپڑا' چینی' چائے' ربڑ' کیمیکلز' پیٹرولیم پروڈکٹس۔

برآمدات: قالین' قراقلی کھالیں' تازہ پھل' خشک میوہ جات' قدرتی گیس۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازبکستان

UZBEKISTAN

سرکاری نام: جمہوریہ ازبکستان۔

سربراہ مملکت: صدر: اسلام کریموف Islam Karimov۔ 6 جنوری 1992ء تاحال۔

وزیراعظم: عبدالھاشم موتولوف Abdul- Hashim Mutolov

وزیر خارجہ: سید مختار سیدی کیڈیوف' سعد کاسی موف۔

یوم آزادی: 31 اگست 1991ء۔

دارالحکومت و شہر: تاشقند' اہم شہر' بخارا' سمرقند' فرغانہ۔

قومی زبان: ازبک ملک کی سرکاری زبان ہے۔

لوگ: ملک کی آبادی تقریباً دو کروڑ بیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ 71 فی صد لوگ ازبک ہیں۔ دیگر اقوام میں آٹھ فی صد روسی اور 21 فی صد وسط ایشیائی اور تاتار باشندے شامل ہیں۔ تاشقند ملک کا صدر مقام ہے۔ جو ماضی میں امیر تیمور کا بھی دارالحکومت تھا لوگوں کی اکثریت سنی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ تاہم یہاں دیگر مذاہب کے لوگ بھی آباد ہیں اور انہیں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ یہاں شرح خواندگی 99 فی صد ہے۔ 1940ء تک یہاں ناخواندگی ختم ہو چکی تھی۔ یہاں اعلیٰ تعلیم کے لئے طلباء کو وظائف بھی ملتے ہیں۔ اس وقت یہاں 75 ہزار ڈاکٹر موجود ہیں جبکہ بستروں کی تعداد اڑھائی لاکھ ہے۔

طرز حکومت: یہاں طرز حکومت پارلیمانی ہے۔ صدر ملک کا سربراہ اور وزیراعظم انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے۔

رقبہ: 447400 مربع کلومیٹر یا 1,72,740 مربع میل ہے۔

وسائل: ازبکستان میں معدنی دولت کی فراوانی ہے۔ یہاں کوئلہ' سونا' تانبہ جست' سیسہ' چٹانی گندھک' ریتی' سنگ مرمر اور معدنی پانی کے ذخیرے بھی پائے جاتے ہیں۔ بخارا اور جنیوا کے علاقے میں قدرتی گیس اور وادی فرغانہ میں گیس اور تیل کے بڑے بڑے ذخائر پائے جاتے ہیں۔ یہاں پن بجلی کے بے پناہ وسائل موجود ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق یہاں چار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سو سے زائد بجلی گھر ہیں۔

زرعی پیداوار میں کپاس اور چاول شامل ہیں۔ مقامی باشندے یہاں کی کپاس کو سفید سونا کہتے ہیں۔ اس ملک کی کپاس کی پیداوار دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے۔

اہم صنعتوں میں برقی انجینئرنگ' مشین سازی' دھات پگھلانے' کیمیاوی پیداوار' تیل گیس' پارچہ بافی اور غذائی اشیاء کی صفائی کی صنعتیں شامل ہیں۔ ملک کی فیکٹریاں اور پلانٹ سینکڑوں اقسام کی مشینیں اور مصنوعات تیار کرتے ہیں۔ یہاں کا بنا ہوا کیمیاوی پلانٹ' ڈیزل' موٹر' کھدائی کی مشینیں پمپ' کمپریسر' کیبل اور سینما فوٹوگرافی کا سامان دنیا بھر میں مقبول ہے۔ اس کی ادویات کی مانگ جرمنی' سویڈن' اٹلی اور آسٹریلیا جیسے ممالک میں ہے۔

مواصلات میں یہ ملک بہت جدید ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن اسٹیشن 1952ء سے کام کر رہا ہے۔

محل وقوع: وسط ایشیا کی ان نو آزاد اسلامی ریاستوں میں سے ایک ہے' جو پہلے روس کے زیر تسلط تھیں۔ اس کی سرحدیں مغرب میں ترکمانیہ شمال میں قازقستان مشرق میں کرغستان اور تاجکستان اور جنوب میں افغانستان سے ملتی ہیں۔

تاریخ ازبکستان: یہ ملک تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ 329 ق م میں اسکندر اعظم علاقے پر قابض ہوا۔ اس کی وفات کے بعد یہ علاقہ بافتہ یونانی سلطنت کا حصہ رہا۔ اس کے بعد کشن خاندان حکومت کرتے رہے۔ اسلام کی آمد کے بعد اسماعیلی سامانی قراخوانی ترکوں نے یہاں حکومت کی۔ چنگیز خان کے ہاتھوں 1220ء میں اس ملک کو بہت نقصان پہنچا۔ چودھویں صدی عیسوی میں تیموریوں نے یہاں حکومت کی۔ ازبک نامی ایک حکمران نے اسلام کی ترقی و تبلیغ کا یہاں بہت کام کیا۔ سولہویں صدی میں محمد شیبانی خان نے تیموری سلطنت کا خاتمہ کیا اور تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد مغل شہنشاہ بابر سلطنت کا بادشاہ بنا۔ جو بعد میں ہندوستان کی عظیم سلطنت کا بانی بنا۔ 1857ء میں روس نے اس پر قبضہ کر لیا اور 1924ء میں اسے باقاعدہ طور پر اپنا حصہ بنا لیا۔ روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے بعد 29 اگست 1991ء کو ریاست ازبکستان ایک آزاد اور خود مختار مملکت بن گئی۔ 21 ستمبر میں ازبکستان نے آزاد جمہوریاؤں کی دولت مشترکہ میں شمولیت اختیار کی۔ وسط 1993ء میں حکومت مخالف قوتوں نے یہاں مخلوط حکومت بنائی۔ تاہم حکومت نے اس سازش کو کچل دیا۔ 27 جنوری 1994ء کو ازبکستان نے وسطی ایشیا کی یونین میں شمولیت اختیار کی۔ یہ ملک اقوام متحدہ سمیت اسلامی تنظیموں کا رکن ملک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور شخصیات: امام بخاری، اسلام کریموف، مختار سیدی، بابر، محمد شیبانی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردن

JORDAN

سرکاری نام: مملکت ہاشمیہ اردن۔

سربراہ مملکت: بادشاہ شاہ حسین اول King Hussain۔ 11 اگست 1952ء تاحال۔

وزیراعظم: زید بن شکر Zaid Ben Shker۔ جنوری 1995ء تاحال۔

وزیرخارجہ: عبدالکریم قبرملی Abdul Karim Kahariti۔ جنوری 1995ء تاحال۔

طرز حکومت: بادشاہت' ایوان بالا' 40 ارکان بادشاہ کے نامزد' ایوان زیریں' 80 ارکان جنہیں عوام منتخب کرتے ہیں۔

دارالحکومت اور اہم شہر: عمان۔ اہم شہر زرقا' اربد' دملہ' اریحا' عقبہ۔

کرنسی: اردنی دینار (اڑھائی امریکی ڈالر کے برابر)

قومی دن: 25 مئی۔

شرح خواندگی: 65 فی صد۔

فی کس آمدنی: 1540 ڈالر۔

مذہب: اسلام۔

آبادی: 380000 افراد پر مشتمل۔

رقبہ: 97740 مربع کلومیٹر یا 37738 مربع میل۔

محل وقوع: براعظم شمالی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں شام' شمال مشرق میں عراق' مغرب میں اسرائیل اور مشرق اور جنوب میں سعودی عرب واقع ہے۔

سرکاری زبان: عربی۔ تاہم لوگ انگریزی بول اور سمجھ لیتے ہیں۔

لوگ: اردن کے بیشتر باشندے سامی النسل ہیں۔ فی مربع میل 90 افراد رہتے ہیں۔ ستر فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ سامی النسل کے علاوہ یہاں فلسطینی الاصل لوگ بھی بستے ہیں۔ دیہاتوں میں اکثر چرکس نسل کے لوگ آباد ہیں یہ قفقاز کے علاقے سے ہجرت کرکے یہاں آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہیں۔ تاہم یہاں 98 فی صد لوگ عربی ہیں۔ یہاں کی 92 فی صد آبادی مسلمان ہے۔ 8 فی صد عیسائی بھی یہاں آباد ہیں اور عیسائی ہی یہاں کی سب سے بڑی اقلیت ہیں۔

وسائل: ملک کے شمال مغربی علاقے میں زراعت ہوتی ہے۔ ملک کا بہت تھوڑا رقبہ قابل کاشت ہے۔ صرف 6 فی صد رقبے پر کاشت ہوتی ہے۔ گندم' جو' زیتون' آلو' پیاز اور ہر قسم کی سبزیوں کی کاشت ہوتی ہے۔ آلو اور پیاز میں اس نے خود کفالت حاصل کر لی ہے دریائے اردن کے مغربی کنارے پر پہاڑوں کے دامن میں کھجوروں کے باغات ہیں۔

یہاں تیل اور گیس کے ذخائر بھی پائے جاتے ہیں۔ ازرق' لاجون اور ایشیا میں تیل اور گیس کے بڑے بڑے ذخائر موجود ہیں۔ اس کا شمار فاسفیٹ اور پوٹاش پیدا کرنے والے نہایت اہم ممالک میں ہوتا ہے۔ پوٹاش بحیرہ مردار سے نکالی جاتی ہے۔ یہاں کی صنعتوں میں کپڑا بننے' سیمنٹ تیار کرنے' غذاؤں کو ڈبوں میں بند کرنے' صابن' زیتون کا تیل' کیمیائی مصنوعات اور سگریٹ تیار کرنے کی صنعتیں شامل ہیں۔ پوٹاش کا پلانٹ جنوب مشرقی ساحل پر لگا ہوا ہے۔

فاسفیٹ سبزیاں اور میوے اہم برآمدات ہیں جبکہ اہم درآمدات میں موٹر کاریں' چاول' چینی' خام تیل' مشینیں' اور روزمرہ کا استعمال میں لانے والا سامان شامل ہے۔

ریلوے' ٹرانسپورٹ اور فضائی سروس میں دو بین الاقوامی ہوائی اڈے ہیں۔ ریلوے کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ حجاز ریلوے کا ہے۔ جو شام کی سرحد سے شروع ہو کر عمان سے ہوتا ہوا سعودی عرب کی سرحد تک جاتا ہے۔ دوسرا حصہ عمان سے عقبہ تک پھیلا ہوا ہے۔ پہلے حصے کی لمبائی 312 میل اور دوسرے کی 71 میل ہے۔ ملک میں پکی سڑکیں ہیں لمبائی 4000 ایئر میل ہے۔ عمان' عقبہ اور زیزیا میں بین الاقوامی ہوائی اڈے ہیں۔ رائل جارڈینین ایئر لائن فضائی سروس کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔

تعلیم اور صحت: تعلیمی اعتبار سے اردن بہت آگے ہے۔ 82 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں یرموک اور عمان میں چار یونیورسٹیاں قائم ہیں۔

502 افراد کے لئے ایک بستر ہے 632 افراد کے حصہ میں ایک ڈاکٹر آتا ہے۔ بچوں کی موت 38 فی ہزار ہے۔

خارجہ پالیسی: اردن اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم' عرب لیگ' عرب تعاون کونسل کا رکن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اردن: یہ دنیا کا قدیم ترین ملک ہے۔ 3000 سے 2500 ق م کے درمیان کنعانی قوم یہاں سب سے پہلے آباد ہوئی۔ قبل از اسلام یہاں مختلف قوموں نے حکومت کی۔ 106 میں یہ ملک رومی صوبہ تھا۔ سن 5 ہجری میں حضور ﷺ کی زندگی میں ہی اسلامی ریاست کا حصہ بن گیا۔ بعد میں امویٰ' عباسی اور فاطمی یہاں حکومت کرتے رہے۔ پہلی جنگ عظیم میں اردن پر ترکی نے قبضہ کر لیا۔ پھر برطانیہ اس پر قابض ہو گیا۔ 1946ء میں اسے آزادی میسر ہوئی۔ عبداللہ بن حسین بادشاہ بن گیا۔ 1948 کو اردن اسرائیل جنگ ہوئی۔ 20 جولائی 1951ء کو شاہ کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد شاہ طلال بادشاہ بنا۔ جو 11 مئی 1952ء کو دماغی عارضے کے سبب موجودہ شاہ حسین کے حق میں دستبردار ہو گیا۔ جون 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں مسلمانوں کے قبلہ اول یروشلم پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اردن اور اسرائیل کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا۔ جس کے تحت بحیرہ مردار دونوں ملکوں کی سرحد بن گئی۔ 1974ء میں عرب سربراہوں کے اجلاس کے بعد دریائے اردن کے مغربی کنارے کو فلسطینیوں کے حوالے کر دیا گیا۔ ستمبر 1980ء میں عراق ایران جنگ میں اردن نے عراق کی حمایت کی اور شام کی مخالفت کے باوجود اپنی بندرگاہیں عراق کے لئے کھول دیں۔ اردن نے عراقی قبضے کو جو اس نے کویت پر کیا درست قرار دیا۔ مگر اس سے اردن کے امریکہ سے تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ جون 1991ء میں تمام سیاسی جماعتوں کو آئین اور بادشاہت کی قبولیت کی شرط پر اپنی سرگرمیوں کی اجازت دی گئی۔ وسط 1991ء میں اردن نے مشرق وسطیٰ امن مذاکرات میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ اس وجہ سے امریکہ اور اردن کے تعلقات بہتر ہوئے۔ مئی 1993ء میں اردن کے تعلقات عراق سے کشیدہ ہو گئے کیونکہ شاہ نے (Pluralistic) حکومت کے قیام کی حمایت کی تھی۔ 7 جنوری 1994 کو اردن اور تنظیم آزادی فلسطین کے مابین اقتصادی تعاون کے معاہدے پر دستخط ہوئے۔

قومی ترانے: شاہ کی عمر دراز ہو۔

مشہور شخصیات: شاہ حسین' عبداللہ حسین' شاہ طلال' معزبدران' زید بن شکر' طاہر المصری' عبدالکریم قبرطی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اری ٹیریا
ERITERIA

سرکاری نام: جمہوریہ اری ٹیریا۔

سربراہ مملکت: صدر: سوسوئیس ایلور Ssaias Alvor۔ مئی 1993ء تاحال۔

وزیر خارجہ: محمد شریفو Muhammad Sherifo۔

رقبہ: 36170 مربع میل یا 93679 مربع کلومیٹر۔

آبادی: اری ٹیریا کی آبادی 35 لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

طرز حکومت: جمہوری اور پارلیمانی نظام حکومت۔

دارالحکومت و اہم شہر: اری ٹیریا کا صدر مقام اسمارا ہے۔ متیوا اور آساب بڑے شہر ہیں۔ متیوا اہم بندرگاہ بھی ہے۔ دارالحکومت شمال مشرقی افریقہ میں سب سے خوبصورت شہر ہے۔

سرکاری کرنسی: براس۔

قومی زبان: امہری، تگری بڑی زبانیں ہیں۔ اس کے علاوہ بھی دیگر زبانیں ہیں۔

محل وقوع: جغرافیائی لحاظ سے یہ بہت اہم ملک ہے۔ اس کے جنوب میں ایتھوپیا جنوب مشرق میں صومالیہ اور جنوب مغرب میں سوڈان واقع ہے۔ ایک طرف بحیرہ احمر کا ساحل 670 میل لمبا ہے۔ یہ بحیرہ احمر میں سوڈان کی سرحد سے باب المندب تک پھیلا ہوا ہے۔

لوگ: اری ٹیریا کے لوگ کئی نسلی گروپوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یہاں پہاڑی علاقوں اور ساحلی علاقوں کے مابین آباد لوگوں کے درمیان کافی اختلاف پائے جاتے ہیں۔ پہاڑی لوگ زیادہ تر عیسائی ہیں۔ جو صدیوں سے تنگرے ایتھوپیائی سلطنت سے اپنا رشتہ رکھتے ہیں۔ یہاں کے 80 فی صد لوگ مسلمان ہیں اور باقی عیسائی اور دوسرے مذاہب جن کی تعداد بہت کم ہے۔ یہاں کے لوگوں کا خواندگی کا تناسب 62 فی صد ہے۔

وسائل: اری ٹیریا کے عوام کا پیشہ کھیتی باڑی ہے۔ آبادی کی اکثریت اس پیشے سے منسلک ہے۔ یہاں گندم، تمباکو، باجرہ اور کافی کی کاشت ہوتی ہے۔ خانہ جنگی کی وجہ سے اس علاقے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں زراعت کو ترقی نہیں دی جا سکی۔ تاہم اب یہاں کی حکومت اس سلسلہ میں اقدامات کر رہی ہے تاکہ ملک کو خوراک کے معاملہ میں خود کفیل بنایا جا سکے۔

نمک اور تانبا اہم معدنیات ہیں۔ دیگر معدنیات بھی ہیں۔ مگر ابھی تک انہیں نکالا نہیں گیا۔

پارچہ بافی' چمڑہ اور اس کی مصنوعات' غذاؤں کو ڈبیانا اور ماہی گیری اس ملک کی اہم صنعتیں ہیں۔

خارجہ پالیسی: اری ٹیریا آزاد اور خود مختار ملک ہے۔ اری ٹیریا اقوام متحدہ اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ہے۔

تاریخ اری ٹیریا: 1557ء کو اس ملک پر ترکوں نے قبضہ کر کے اپنی سلطنت کا حصہ بنا لیا۔ 1884ء میں مصری یہاں پر قابض ہو گئے۔ 1885ء میں اٹلی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ عوام اٹلی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر بے ضمیر راہنماؤں کے ہاتھوں یہ تحریک ختم ہو گئی۔ 1889ء میں اٹلی نے اسے نو آبادیاتی حیثیت دی۔ 35-1936ء میں ایتھوپیا پر حملہ کر کے اٹلی نے اسے مکمل فتح کر لیا۔ شہنشاہ ہیلی سیلاسی کو جلاوطن کر دیا۔ 1947ء میں اس کی وطن واپسی ہوئی۔ برطانوی افواج کی مدد سے اس نے اٹلی کی فوج کو ملک سے نکال دیا۔ مگر ایتھوپیا کے بادشاہ سے اری ٹیریا اور صومالیہ برطانیہ نے اپنے زیر انتظام کروا لئے۔ 1952ء میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں ایک کمیشن قائم ہوا۔ اری ٹیریا کو داخلی خود مختاری مل گئی۔ ایتھوپیا اس کا وفاق قرار پایا۔ 1952ء تا 1962ء یہ عمل جاری رہا۔ مگر 62ء میں ایتھوپیا کی پارلیمنٹ میں اسے ایتھوپیا کا 14واں صوبہ بنا لیا۔ جس پر اری ٹیریا کے عوام اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے 1958ء میں قاہرہ میں اری ٹیرین لبریشن فرنٹ قائم کر کے گوریلا جنگ لڑنے کا اعلان کر دیا۔ 1966ء میں رضاکار فوج تشکیل دی اور ایتھوپیا کے اندر اور باہر آزادی کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ انہوں نے ہوائی جہاز اغواء کئے اور بھرپور طریقے سے عالمی برادری کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ 1970ء میں حکومت نے اری ٹیرین لبریشن فرنٹ کی گوریلا کارروائیوں سے تنگ آ کر ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا۔ مئی 78ء میں ایک لاکھ ایتھوپیا کے فوجی دستوں نے اری ٹیریا پر حملہ کر دیا اور دس ماہ کے بعد اسمارا کے محصور شہر پر بھی قبضہ کر لیا۔ 1982ء کے دوران جنگ میں تیزی آ گئی ایتھوپیا نے 50 ہزار افواج روس سے کمک منگوالی۔ مگر اری ٹیریا کی فوج کے اہم جنگی شہر متسیاناائی پر قبضہ کر لیا۔ مارچ 1984 میں الغنیا کے مقام پر اری ٹیریا کے گوریلوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایتھوپیا فوج کو شکست دی۔ لڑائی میں چار ہزار افراد مارے گئے۔

جون 1989ء میں ایتھوپیا کی حکومت نے جب دیکھا کہ شکست مقدر بنی جا رہی ہے تو انہوں نے امن فارمولا پیش کر دیا۔

مئی 1991ء میں منگیستو ہیل مریم کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور اری ٹیرین پیپلز لبریشن فرنٹ اور ایتھوپین پیپلز ریزولیوشنری ڈیموکریٹک فرنٹ نے اقتدار سنبھال لیا۔ دونوں جماعتوں نے اری ٹیریا کی آزادی کے مسئلے پر ریفرنڈم کرانے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ چنانچہ 23 تا 25 اپریل 1993ء میں ریفرنڈم منعقد ہوا۔ جس کے نتیجے میں عوام کی اکثریت نے اری ٹیریا کو ایتھوپیا سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ دیا۔ اس طرح 24 مئی 1993ء کو اری ٹیریا کی آزاد اور خود مختار حکومت معرض وجود میں آ گئی۔

مشہور شخصیات: شہنشاہ ہیلی سیلاسی، منگیستو ہیل مریم، سوسوئس ایلور، محمد شریفو۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسنیاہرزگووینا

BOSNIA HERZEGOVINA

سرکاری نام: جمہوریہ بوسنیا ہرزگووینا۔

سربراہ مملکت: صدر: عالی جاہ عزت بیگووف Alija Izetbegoic Lozada 1993ء تا حال۔

وزیراعظم: حارث سلاجیک Haris Silajdzic—1993ء تاحال۔

وزیرخارجہ: محمد ساسرلے Muhammad Sacirley (1995ء تاحال)

رقبہ: 19741 مربع میل یا 51129 مربع کلومیٹر۔

آبادی: بوسنیا ہرزگوینا میں 45 لاکھ افراد رہتے ہیں۔ آبادی کا 43 فی صد سلاو' 31 فی صد سرب اور 17 فی صد کروشیائی لوگ رہتے ہیں۔

دارالحکومت: سراجیو ملک کا دارالحکومت ہے۔

اہم شہر: بانجالوکا' برتو' ٹزلا' موسٹر' زینکا' گوراژے اور بہت اہم شہر ہیں۔

کرنسی: دینار۔

قومی زبان: سربو کروشین ملک کی سرکاری زبان ہے۔

محل وقوع: یہ جنوب مشرق کا مسلمان ملک ہے۔ اس کے شمال مغرب میں جمہوریہ کروشیا سربیا' مائنی نیگرو مشرق میں اور بحیرہ ایڈریا جنوب میں واقع ہیں۔ اس کا 50 فی صد رقبہ جنگلات سے گھرا ہوا ہے۔ چند ایک پہاڑ بھی ہیں۔

لوگ: یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ دیگر مذاہب میں عیسائی شامل ہیں۔ بوسنیا میں لوگ تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دیتے ہیں۔ وہاں کی یونیورسٹیاں' کالج اور سکول عوام کی بھرپور خدمت میں مصروف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں خواندگی کا تناسب 90 فی صد سے زائد ہے۔

بوسنیا میں 55000 ڈاکٹر ہیں۔ اس اعتبار سے 80 افراد کے حصے میں ایک ڈاکٹر آتا ہے۔ اس طرح ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ تقریباً 30 افراد میں ایک بستر آتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زچہ و بچہ کی طرف بھی بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔ شرح پیدائش 8 فیصد سالانہ ہے جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

وسائل: اس کی اہم زرعی پیداوار میں پھل' تمباکو' گندم' چنے' مویشی' بھیڑیں وغیرہ شامل ہیں۔

معدنی اعتبار سے بھی یہ علاقہ اتنا پسماندہ نہیں ہے۔ یہاں سے بھورا کوئلہ' لگنائیٹ' باکسائٹ' ایسبسٹاس' زنک' سیسہ وغیرہ نکالا جاتا ہے۔ ان سے اچھا خاصا زرمبادلہ کمایا جا سکتا ہے۔

اس کی اہم صنعتوں میں کپڑا' غالیچے' تجارتی لکڑی' انجینئرنگ کا سامان اور کیمیائی اشیاء ہیں۔

طرز حکومت: یہاں پارلیمانی طرز حکومت قائم ہے۔ صدر مملکت کا سربراہ اور وزیراعظم انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے۔

تاریخ بوسنیا ہرزگووینا: پہلے یہ ملک سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا۔ غازی عثمان خان نے اس کی بنیاد رکھی۔ 1938ء میں جنگ کسود ہوئی جس میں عثمانی ترکوں نے ہنگری اور آسٹریا کو شکست سے دوچار کرکے کسود اور بوسنیا پر قبضہ کر لیا۔ ازاں بعد بلغراد بھی عثمانی ترکوں کے قبضے میں آگیا۔ 1878ء تک یہ ترکوں کے قبضے میں رہا۔ آسٹریا نے روس کی مدد سے عثمانی ترکوں کے خلاف جنگ کرکے اس پر قبضہ کر لیا۔ 1914ء میں جنگ عظیم اول کے اختتام پہ ہنگری' سربیا اور یوگوسلاویہ معرض وجود میں آئے۔ آسٹریا کے ٹکڑے ہونے کے بعد سربیا' کروشیا' سلووینیا' مائٹی اور بوسنیا ہرزی گووینا کا وفاق یوگوسلاویہ کی صورت میں تکمیل پایا۔ جب تک مارشل ٹیٹو زندہ رہا۔ یوگوسلاویہ میں مستحکم حکومت رہی۔ اس کی وفات کے بعد یوگوسلاویہ کے کمیونسٹ نظام میں دراڑیں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔ اس میں مشرقی یورپ سے کمیونسٹ حکومتوں کا بتدریج خاتمہ ہوتا چلا گیا۔ جون 1991ء میں کروشیا اور سلوانیہ نے بغاوت کرکے انہیں آزاد مملکت قرار دے دیا۔ 15 اکتوبر 1991ء کو بوسنیا کی پارلیمنٹ نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ سربوں نے ریفرنڈم کی مخالفت کی اور ہنگامے شروع کر دیئے۔ لیکن پروگرام کے مطابق صدر عالی جاہ عزت بیگووف نے ریفرنڈم کروایا جس کے نتیجے میں 65 فی صد عوام نے آزادی کے حق میں ووٹ دیا۔ 21 مئی 1992ء کو اسے اقوام متحدہ کی رکنیت مل گئی اور کئی ممالک نے اس کی آزادی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خود مختاری کو تسلیم کر لیا۔ فوجی ہتھیار اور اڈے چونکہ سربیا کے متعصب عیسائیوں کے کنٹرول میں تھے۔ اس لئے انہوں نے بوسنیا پر یلغار کر دی۔ ادھر بوسنیا میں مقیم سربوں نے خانہ جنگی شروع کر دی۔ جس کے نتیجے میں متعدد علاقوں پر سربوں کا قبضہ ہو گیا۔ جب کہ سراجیوو' تزلہ' سربری نیکا اور موسٹر تک بوسنیا کی حکومت محدود ہو گئی۔ اس دوران اپریل 1992ء کو امریکہ اور یورپی مشترکہ منڈی کے رکن ممالک نے بھی اسے تسلیم کر لیا۔ 1993ء بھی اس ملک پر منحوس سایہ بکھیرتا رہا۔ ہر طرف تباہی بربادی پھیل گئی۔ سال بھر اقوام متحدہ کے فوجی دستے خوراک اور علاج کی سہولتیں فراہم کرتے رہے۔ ادھر سرب بیگار کیمپوں میں بوسنیائی باشندوں کو بند کر دیا اور مسلم خواتین کی اجتماعی بے حرمتی کو ہر روز کا معمول بنا لیا گیا۔ حالانکہ متعدد بار جنگ بندی کا معاملہ طے پایا تھا۔

بوسنیا پر سربوں کا ظلم و ستم اب تک جاری ہے اور سربوں کے ہاتھوں دو لاکھ سے زائد بوسنیائی باشندے شہید ہو چکے ہیں۔ 9 فروری 1994ء کو بوسنیا کی حکومت نے جنگ میں ہلاک ہونے والوں کے جو اعداد و شمار شائع کئے تھے ان کے مطابق جنگ میں 141065 بوسنیائی باشندے ہلاک اور 160,000 زخمی ہوئے۔

مشہور شخصیات: بورسیاف جووک' شاہ الیگزینڈر اول' میخالووچ' عالی جاہ عزت بیگووف' حارث سلاجک' محمد سا سرلے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنگلہ دیش

BANGLADESH

سرکاری نام: اسلامی جمہوریہ بنگلہ دیش۔

طرز حکومت: عوامی جمہوریت۔

دارالحکومت: ڈھاکہ۔

سربراہ حکومت: صدر: عبدالرحمٰن بسواس Abdur Rehman Beswas اکتوبر 1991ء تاحال۔

وزیراعظم: حسینہ واجد 1996ء جون۔

دارالحکومت: ڈھاکہ دیگر اہم شہروں میں کھلنا' چٹاگانگ' راجشاہی' کومیلا' سلہٹ' رنگ پور۔

رقبہ: 143998 مربع کلومیٹر یا 55598 مربع میل۔

آبادی: 12 کروڑ۔

فی کس آمدنی: 160 ڈالر۔

مذہب: اسلام --- عیسائی اور ہندو بھی بستے ہیں۔

سرکاری زبان: بنگلہ' چکمہ اور ماگھ زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔

کرنسی: ٹکہ (50'25 ٹکہ برابر ہے ایک امریکی ڈالر کے۔)

قومی دن: 16 دسمبر۔

اہم شخصیات: مولوی فضل الحق' مولوی فرید احمد شہید' شیخ مجیب الرحمٰن' جنرل ارشاد' جنرل ضیاء الرحمٰن' نورالامین' حسینہ واجد' شہاب الدین' بیگم خالدہ ضیاء' حسین شہید سہروردی' شیخ رزاق علی۔

محل وقوع: براعظم جنوبی ایشیا میں واقع ہے۔ اس کے شمال مشرق اور مغرب میں بھارت جنوب میں خلیج بنگال اور برما ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے گنجان آبادی والا ملک ہے۔ اس کی آب و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا گرم و مرطوب ہے۔ بارش موسمی (مون سون) ہواؤں سے ہوتی ہے۔ بارش کی سالانہ اوسط 80 انچ سے زیادہ ہوتی ہے۔

لوگ: 12 کروڑ پر مشتمل یہ ملک دنیا کا آبادی کے لحاظ سے گنجان ترین ملک ہے۔ 2030 افراد ایک مربع میل میں بستے ہیں۔ 24 فی صد لوگ شہروں میں اور باقی دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ ملک میں بنگالی 98 فیصد ہیں۔ جبکہ بہاری قبائل 2 فیصد ہیں۔ مسلمان بنگلہ دیش کی کل آبادی کا 88 فی صد ہیں۔ 11 فی صد ہندو اور صرف ایک فی صد عیسائی اور بدھ مت کے ماننے والے افراد رہتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں خواندگی کی شرح اتنی اچھی نہیں۔ خواندگی کا تناسب صرف 35 فی صد ہے۔ 24 فی صد بچے پرائمری سکول میں اور 4 فی صد سیکنڈری سکولوں میں پڑھنے جاتے ہیں۔ حالانکہ سکولوں' کالجوں اور دوسرے تعلیمی اداروں کی یہاں کمی نہیں۔ یہاں کے لوگوں کی اوسط عمر 54 برس ہے۔ سالانہ شرح پیدائش 2.3 فی صد ہے 3233 افراد کے حصے میں ایک بستر آتا ہے۔ جبکہ 6166 افراد کے لئے صرف ایک ڈاکٹر۔۔۔ بنگلہ دیش کے مسلمان کٹر اسلامی ذہنیت رکھتے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ڈھاکہ کو مسجدوں کا شہر کہا جاتا ہے۔

وسائل: بنگلہ دیش بنیادی طور پر زرعی ملک ہے۔ ملک کی آبادی کا 80 فی صد اسی پر انحصار کرتا ہے۔ چاول' پٹ سن' چائے' تمباکو' گنا' آلو' ناریل' ساگوان' دالیں' بانس' تیل نکالنے والے بیج' پھل اور سبزیاں اہم زرعی اجناس ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ پٹ سن اسی ملک سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اسے سنہرے ریشوں والی سرزمین کہا جاتا ہے۔ لکڑی اور ماہی گیری زراعت کے بعد دو بڑے ذریعہ معاش ہیں۔ مچھلی کل برآمد کا 77 فی صد ہے۔

خلیج بنگال سے تیل دریافت ہوا ہے مگر وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بڑے پیمانے پر اس سلسلہ میں کام نہیں ہو رہا۔ دوسری معدنیات میں سوئی گیس کے ذخائر تیتاس اور دوسرے مقامات پر پائے جاتے ہیں۔ چند بڑے شہروں کو گیس بھی مہیا ہے۔ کوئلہ' پتھر' چونا' سفید چکنی مٹی' شیشہ اور ریت اہم معدنیات ہیں۔

اس ملک کی صنعت کا زیادہ انحصار خام مال پر ہے۔ سیمنٹ' نیوز پرنٹ' فرٹیلائزر فیکٹریاں' ٹیکسٹائل' ماچس' فیکٹریاں جابجا قائم ہیں۔ پٹ سن کے کارخانے بے انتہا موجود ہیں۔ ملک کے 7 یا 8 فی صد مزدور صرف پٹ سن کے کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔

ملک کی اپنی فضائی کمپنی بنگلہ دیش ایرویز ہے۔ تجارت کا انحصار آبی راستوں پر ہے۔ چٹاگانگ اور کھلنا اہم بندرگاہیں ہیں۔ ریلیں' موٹر گاڑیاں' ہوائی جہاز اور بحری جہاز' مواصلات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اہم ذریعہ ہیں۔ 4500 میل لمبی سڑکیں ہیں۔ ریلوے لائن کی لمبائی 2892 کلو میٹر ہے۔ 40000 گاڑیاں اور 55000 کاریں چلتی ہیں۔

خارجہ پالیسی: آزاد اور خود مختار خارجہ پالیسی' اقوام متحدہ کا ممبر ملک' اسلامی کانفرنس کی تنظیم' غیر جانبدار ممالک کی تنظیم اور سارک کا رکن ملک ہے۔

تاریخ بنگلہ دیش: 1947ء سے پہلے پاکستان' ہندوستان اور بنگلہ دیش ایک ہی ملک تھا۔ جسے متحدہ ہندوستان کہتے تھے۔ اس علاقے میں سب سے پہلے قطب الدین ایبک نے 1199ء میں اسلامی حکومت قائم کی۔ جو اس کے سپہ سالار اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی نے فتح کیا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے سب سے پہلے یہاں قدم جمائے' یہ 1651ء کی بات ہے۔ 1757ء میں یہاں نواب سراج الدولہ اور انگریزوں کے درمیان جنگ پلاسی لڑی گئی جس میں نواب سراج الدولہ کو شکست ہوئی۔ اسی جنگ کے نتیجے کے طور ہندوستان میں انگریزوں کا اثر و رسوخ' بڑھ گیا۔ 1764ء میں شاہ عالم ثانی نے بنگال ایسٹ انڈیا کمپنی کے آگے فروخت کر دیا۔ اسی ملک کے دارالحکومت میں مسلم لیگ کی بنیاد پڑی یہ 1907ء کو معرض وجود میں آئی۔ 14 اگست 1947ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں بے شمار قربانیوں کے بعد ایک اسلامی مملکت پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ آج کا بنگلہ دیش اس اسلامی مملکت کا مشرقی حصہ قرار پایا۔

جس میں برطانوی ہند کا سابقہ صوبہ مشرقی بنگال اور آسام کا ضلع سلہٹ شامل ہیں۔ یہاں کے لوگوں نے پاکستان کے قیام کے لئے بے شمار جانی و مالی قربانیاں دیں لیکن قیام پاکستان کے بعد جوں جوں وقت گزرتا گیا' مشرقی پاکستان کے لوگوں میں محرومیت اور ملکی امور میں غیر موثر ہونے کا احساس بڑھتا گیا۔ آبادی میں تیزی سے اضافہ اور معاشی عدم توازن نے لوگوں کے مسائل کو کئی گنا بڑھا دیا جس کے سبب علیحدگی کے رجحانات نے جنم لیا 1954ء میں شیخ مجیب الرحمٰن اور عوامی لیگ کے زیر قیادت پہلی دفعہ سیاسی خود مختاری کے لئے تحریک چلی 1970ء میں یہ تحریک زور پکڑ گئی جب مشرقی پاکستان میں 500,000 افراد سیلاب میں مارے گئے۔ 1971ء میں یہ تحریک سول نافرمانی اور پھر "انارکی" کی صورت اختیار کر گئی۔ انتظامی مشینری مفلوج ہو گئی۔ پورے صوبے میں ہیضہ اور قحط پھیل گئے۔ ان حالات میں ہندوستان کی مداخلت کے سبب حالات مزید بگڑ گئے۔ بالآخر 1971ء میں ہندوستان اور پاکستان کے مابین جنگ کے بعد جمہوریہ بنگلہ دیش وجود میں آیا جسے 1972ء میں بین الاقوامی طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ شیخ مجیب الرحمٰن اس کے پہلے وزیر اعظم بنے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15 اگست 1975ء کو ایک زبردست انقلاب برپا ہوا۔ شیخ مجیب الرحمٰن اور ان کے خاندان کے تمام افراد اور سیاسی حلیفوں کو قتل کر دیا۔ خوندکر مشتاق صدر بنے۔ نومبر 75ء میں جنرل ضیاء الرحمٰن نے مارشل لا لگا دیا۔ 30 مئی 1981ء کو انہیں بھی چٹاگانگ میں قتل کر دیا گیا۔ نائب صدر عبدالستار نے چھ ماہ کے اندر انتخابات کروانے کا اعلان کیا۔ مگر چیف آف آرمی سٹاف جنرل ارشاد نے مئی 1982ء میں اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ 1988ء میں بنگلہ دیش کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ 88 اور 89 میں قدرتی آفات سے چار ہزار آدمی مارے گئے۔ 30 ملین بے گھر ہو گئے۔ 1991ء کے طوفان میں 131000 افراد ہلاک ہوئے اور تقریباً 27 بلین ڈالر کا نقصان ہوا۔ فروری 1991ء میں عبدالرحمٰن بسواس نے صدر اور 12 ستمبر 1991ء میں بیگم خالدہ ضیاء نے وزیراعظم کا عہدہ سنبھالا۔ 1992ء میں میانمر سے مہاجرین کی آمد سے بنگلہ دیش کی معیشت کو بری طرح نقصان پہنچا۔ فروری 1996ء کو عوامی دباؤ کے نتیجے میں وزیراعظم خالدہ ضیاء نے انتخابات کروائے۔ اپوزیشن نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ نتائج یہ رہے کہ حکمران پارٹی بی این پی دو تہائی اکثریت سے جیت گئی۔ اس پر اپوزشن کی جماعتوں نے زبردست احتجاج کیا اور تحریک چلائی۔ وزیراعظم خالدہ ضیاء کو مجبوراً آئین میں ترمیم کر کے ایک نگران حکومت تشکیل دینا پڑی۔ نگران حکومت جون 96ء کے منعقد کردہ انتخابات کے نتیجے میں عوامی لیگ نے 133 بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی نے 104 جاتیو پارٹی (سابق صدر ارشاد کی پارٹی) نے 27' جماعت اسلامی نے 2 نشستیں حاصل کیں۔ 300 کے ایوان میں 29 نشستوں کے نتائج ابھی نہیں آئے (تاحال) لیکن یہ بات سامنے کی ہے کہ اکیس سال بعد عوامی لیگ نے پھر حکومت بنا لی ہے۔ ان غیرجانبدار انتخابات میں ساٹھ سے ستر فیصد ووٹ ڈالے گئے۔ خاتون ووٹرز نے بھرپور حصہ لیا۔ انتخابات میں کئی اہم شخصیات شکست کھا گئیں ان میں بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل عبدالسلام تلقدار' سابق وزیر زراعت ماجد الحق' وزیر خارجہ مستفیض الرحمان جماعت اسلامی کے مولانا مطیع الرحمان نظامی جیسے بڑے سیاستدان شکست کھا گئے ہیں۔

درآمدات: اشیائے خوردنی' کپاس' کھاد اور اشیائے صرف۔

برآمدات: چمڑا' چائے' پٹ س۔

قومی ترانہ: میرے سنہرے بنگال میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برونائی دارالسلام

BRUNEI DARUSSALAM

سرکاری نام: ریاست برونائی دارالسلام۔

طرز حکومت: بادشاہت۔

سربراہ مملکت: سلطان سر مودا حسن البولیکہ واداللہ

۔Sir Muda Hasan al-Bolkiah Sultan

اگست 1990ء تاحال۔

وزیر خارجہ: پرنس محمد بولکیہ ۔Prince Mohammed Bolkiah

دارالحکومت: بندر سری بیگاوان۔

کرنسی: برونائی ڈالر (2.14 برونائی ڈالر برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

رقبہ: 5765 مربع کلو میٹر یا 2226 مربع میل۔

سرکاری زبان: ملائی' انگریزی۔

آبادی: 240000 افراد پر مشتمل ہے۔

قومی دن: 23 فروری۔

فی کس آمدنی: 15400 ڈالر۔

محل وقوع: بورنیو کے شمالی ساحل پر واقع یہ سلطنت برونائی دارالسلام کہلاتی ہے۔ اس کے شمال میں بحیرہ جنوبی چین ہے اور یہ باقی جانب سے ملائیشیا کی ریاست سراوک سے گھرا ہوا ہے۔ مشرق سے شمال تک اس کا پھیلاؤ 71 میل ہے شمال سے جنوب مغرب تک 56 میل تک پھیلا ہوا ہے۔ سراوک کی ایک تنگ پٹی اس کے درمیان سے گزرتی ہوئی اسے دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ تاہم مغربی حصہ کچھ بڑا ہے۔ دریائے برونائی اہم دریا ہے۔ آب و ہوا گرم ہے۔ بارش کی سالانہ اوسط 2400 تا 2900 ملی میٹر ہے۔

لوگ: برونائی دارالسلام کے 60 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ بدھ مت کے ماننے والوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب 14 فی صد اور 10 فی صد عیسائی بستے ہیں۔ 178 افراد فی مربع میل میں بستے ہیں۔ شرح پیدائش 2.5 فی صد ہے۔ عوام خوشحال ہیں۔ برونائی دارالسلام کے 65 فی صد باشندے ملائی ہیں۔ 20 فی صد چینی اور باقی دیگر اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کے لوگ ملائی زبان بولتے ہیں۔ انگریزی زبان رابطے کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ یہاں دینی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ لوگوں میں شرح خواندگی بہت بلند ہے۔ 95 فی صد لوگ خواندہ ہیں۔ حکومت اس شرح کو بھی مزید بہتر یعنی سو فی صد کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔ عوام کو مفت تعلیم کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ برونائی یونیورسٹی کا قیام 1985ء میں عمل میں آیا تھا۔ مرد افراد کی اوسط عمر 74 سال اور خواتین کی 77 برس ہے۔ لوگ بہت خوشحال ہیں۔ ہسپتالوں کی بھرمار ہے۔ یہاں دنیا کا بہترین صحت عامہ کا ادارہ ہے۔ ملیریا' ہیضہ اور چیچک جیسی مہلک بیماریوں کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں بچوں کی شرح اموات دنیا کی سب سے کم شرح ہے یعنی 1000 میں سے دس بچے وفات پاتے ہیں۔

خارجہ پالیسی: آزاد اور خودمختار خارجہ پالیسی کے اصولوں پر قائم برونائی دارالسلام اقوام متحدہ اسلامی ممالک کی تنظیم' غیر جانبدار ممالک کی تنظیم اور آسین کا رکن ہے۔

وسائل: تیل اور گیس کی دولت سے مالا مال برونائی دارالسلام بہت خوشحال ہے۔ تیل اور گیس اس کی کل آمدنی کا 90 فی صد ہے۔ جنوبی ایشیا میں تیل اور گیس پیدا کرنے والا تیسرا بڑا ملک ہے۔ مائع گیس کی پیداوار میں جنوب مشرقی ایشیا میں اس کا چوتھا نمبر ہے۔ موآرا جزڈونگ ملک کی مشہور شاہراہ ہے۔ یہاں سڑکوں کی لمبائی 1000 میل سے زائد ہے۔ ریلوے لائن بھی تعمیر کی گئی ہے۔ تاہم اس کی لمبائی بہت کم ہے۔ صرف بارہ میل۔ بحری جہاز رانی کے ذریعے بھی آمدورفت ہوتی ہے موارا اور کوالانیسلت اس کی دو بڑی بندرگاہیں ہیں۔ بیرونی تجارت انہی دو بندرگاہوں کے ذریعے ہوتی ہے۔

برونائی کی اپنی ایئر سروس ہے جو برونائی رائل ایئرلائنز کے نام سے مشہور ہے۔ سنگاپور' فلپائن' تھائی لینڈ اور ہانگ کانگ تک یہ سروس اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔

صنعتی اعتبار سے یہ ملک قابل ذکر میں ہے۔ تاہم اس سلسلہ میں متعدد اقدامات ہو رہے ہیں یہ ملک جاپان کو گیس فراہم کرتا ہے۔ یہاں تجارتی بنیادوں پر قدرتی گیس کو مائع گیس میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

یہاں کا زرعی رقبہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ یعنی 3 فی صد 4.9 فی صد لوگ اس پیشہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابستہ ہیں۔ چاول' ربڑ' مرچ' سبزیاں' کساوا اور کیلا اہم پیداوار ہیں۔ سبزیاں بھی پیدا کی جاتی ہیں جو ملکی ضروریات کو پوری کرتی ہیں۔ بھینس' بکری اور مرغبانی کے متعدد فارم ہیں۔ حکومت زراعت پر خصوصی توجہ دے رہی ہے تاکہ ملکی ضروریات کو غذا کے معاملہ میں پورا کیا جائے۔

درآمدات: مشینری اور ٹرانسپورٹ' اشیائے خوردنی' اشیائے صرف' کیمیکلز۔

برآمدات: قدرتی گیس اور تیل۔

مشہور شخصیات: برکت' سلطان علی سیف الدین' شاہ حسن البولقیہ' پرنس محمد لکیہ۔

تاریخ برونائی دارالسلام: 14 صدی کے شروع کی بات ہے۔ برونائی دارالسلام میں ایک اللہ کا برگزیدہ بندہ برکت اسلام کی تبلیغ کے لئے یہاں آیا۔ اس نے اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آئی۔ لوگ جوق در جوق مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ 1425ء میں ایک شاہ نے اسلام قبول کرکے اپنا نام محمد رکھا۔ جس نے اس تحریک کو اور تقویت بخشی۔ شاہ بولقیہ پنجم کے زمانے میں اس ملک کی سرحدیں جزائر بورنیو' سولو اور فلپائن تک پھیلی ہوئی تھیں۔ پرتگیزیوں اور ولندیزیوں کی جنگ کے نتیجے میں ملک تقسیم ہو گیا۔ سترھویں صدی کے آغاز میں ولندیزی جنوبی بورنیو کی کئی بستیوں میں آباد ہو چکے تھے۔ 1841ء میں سلطنت برونائی کے خلاف بغاوت ہوئی۔ جسے ایک انگریز جیمز بروک نے کچل دیا۔ 1841ء کی بغاوت کے نتیجے میں انگریزوں نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔ 1888ء میں برونائی کے سلطان اور برطانیہ میں ایک معاہدہ طے پایا۔ جس کے تحت برونائی کی حفاظت کا ذمہ دار برطانیہ تھا۔ 1906ء میں یہاں انگریز حکمران بن گئے۔ شاہ محض کٹھ پتلی کی حیثیت رکھتا تھا۔ 1942ء تا 1945ء جاپان کی حکمرانی رہی۔ آسٹریلیا کی مداخلت پر جاپانی اس ملک سے نکل گئے۔ جنگ عظیم کے بعد سراوک بھی برطانیہ کے زیر اثر آگیا۔ یکم جنوری 1984ء کو طویل مذاکرات کے بعد اسے آزاد اور خود مختار مملکت قرار دیا گیا۔ شاہ حسن البولقیہ جو 43 سال کے تھے سلطان بنے۔۔۔ برونائی اقوام متحدہ غیر جانبدار ممالک کی تحریک اور اسلامی کانفرنس کا ممبر ملک ہے۔ اس کے باشندے اور حکومت دنیا کی امیر ترین حکومت اور عوام ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحرین

BAHRAIN

سرکاری نام: سلطنت بحرین۔

طرز حکومت: امارت بادشاہت 1973ء میں بحرین کا نیا آئین نافذ ہوا۔ موروثی امارت قائم۔

سربراہ مملکت: امیر: الخلیفہ امیر شیخ عیسیٰ بن سلمان
Al-Khalifa Amir Sheikh Issa Bin Sulman 1961ء تاحال۔

وزیر خارجہ: شیخ محمد بن مبارک الخلیفہ
Sheikh Muhammad Bin Muharak Al-Khalifa۔

دارالحکومت: منامہ، محرق، عیسیٰ ٹاؤن رفاعلحوالی اور حد اہم شہر ہیں۔

فی کس آمدنی: 9994 ڈالر۔

سرکاری زبان: عربی، اردو، فارسی، انگریزی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

کرنسی: بحرین دینار (377ء0 دینار برابر ہے۔ ایک امریکی ڈالر کے۔)

رقبہ: 598.02 یا 231 مربع میل۔

آبادی: 409000۔

قومی دن: 16 دسمبر۔

شرح خواندگی: 80 فیصد۔

محل وقوع: براعظم شمالی افریقہ میں خلیج فارس کے پانچ جزائر پر مشتمل ایک جزیرہ نما اسلامی ملک۔ سعودی عرب شمال میں اور قطر جنوب میں واقع ہے۔ بحرین اور سعودی عرب کے مابین سمندر پر 16 میل کے پل کی وجہ سے بحرین کا رابطہ خشکی کے ذریعے باہر کی دنیا سے قائم ہے۔

وسائل: ریت کے ٹیلوں کے متواتر پھیلاؤ کی وجہ سے قابل کاشت رقبہ بہت کم ہے اون، کھجوریں، مچھلی اور مویشی اہم زرعی پیداوار ہیں۔ پھل، غلہ وغیرہ پیدا ہوتا ہے تیل اور گیس اس ملک کی اہم معدنی دولت ہیں اور یہی ذریعہ آمدنی جس کی وجہ سے بحرین 37واں امیر ملک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تیل کا ذخیرہ 173 ملین بیرل پر مشتمل ہے۔ 1931ء سے اس ملک سے تیل نکالا جا رہا ہے۔ باکسائٹ بھی اہم معدنی دولت ہے۔ سب سے بڑی صنعت بحرین کی ایمونیم ہے۔ دیگر صنعتوں میں تیل کی صفائی' جہاز سازی' سوتی دھاگا' ماچس' الیکٹرانکس کا سامان' تعمیراتی سامان' خوراک کو ڈبیانا اور کپڑا اہم صنعتیں ہیں۔ بحرین کی ایک 25 کلو میٹر لمبی آبی شاہراہ (Causeway) اسے سعودی عرب سے ملاتی ہے۔ یہاں تقریباً 300 کلو میٹر پختہ سڑکیں ہیں۔ 2 لاکھ گاڑیاں روزانہ چلتی ہیں۔ محرق بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے گلف ایئرلائن میں بحرین کے 25 فی صد حصص ہیں۔ دیگر غیر ملکی کمپنیوں کے جہاز بھی یہاں آتے ہیں۔ اس ملک کا اپنا بحری بیڑہ ہے۔ جس میں 91 لڑاکا طیارے ہیں جو اس کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

لوگ: تیل کی دولت سے مالامال اس ملک کے باشندے خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں۔ کل آبادی کا 63 فی صد حصہ مقامی ہے۔ باقی 13 فی صد ایشیائی ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ دیگر لوگوں میں سے 10 فی صد عرب 6 فی صد ایرانی باشندے ہیں۔ 82 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ 99 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ خواندگی کی شرح 80 فی صد ہے۔ یہاں کے لوگوں کی اوسط عمر 74 سال ہے۔ سالانہ شرح پیدائش 2.4 فی صد ہے۔ لوگوں کو حکومت نے مفت طبی سہولتیں فراہم کر رکھی ہیں۔ نابالغوں میں اموات کی شرح 1000 میں سے 17 ہے۔

تاریخ بحرین: یہ قدیم ملک ہے۔ 500 سال قبل بھی یہاں زندگی کے آثار موجود تھے۔ ساتویں صدی عیسوی میں یہاں خارجیوں نے قبضہ جمایا۔ یہودی اور عیسائی ان سے ملے ہوئے تھے۔ آٹھویں صدی میں عباسی خلیفہ یہاں قابض ہو گئے۔ ان کے عہد میں قرامطی 930ء میں خانہ کعبہ سے حجراسود اکھاڑ کر یہاں لے آئے اور تقریباً بیس سال تک حجراسود بحرین میں پڑا رہا۔ 1059ء میں عباسیوں کے دور حکومت میں اسلام لوگوں میں پھیلا۔ 1521ء سے 1602ء تک یہ پرتگالیوں کے قبضہ میں رہا۔ پھر ترکوں نے اس پر قبضہ جمالیا۔ 1602 تک پرتگالیوں کے قبضہ میں رہا۔ 1782ء تک یہاں ایرانی حکومت کرتے رہے۔ 1783ء میں احمد بن خلیفہ (موجودہ خلیفہ کا جد امجد) برسر اقتدار آیا۔ 1820ء میں بحرین کا دفاع اور امور خارجہ برطانیہ کے ذمہ قرار پایا۔ 1868ء میں برطانیہ کے زیر تحفظ علاقہ قرار پایا۔ 1893ء میں امریکیوں کے تعاون سے یہاں تعلیم عام ہوئی۔ 1932ء میں تیل بھی امریکیوں کے تعاون سے دریافت ہوا۔ 1914ء سے لے کر اگست 1971ء تک بحرین برطانیہ کے زیر اثر رہا۔ ستمبر 71ء میں بحرین اقوام متحدہ اور عرب لیگ کا رکن بنا۔ اس کے بعد اس نے تمام دنیا سے اپنے تعلقات قائم کئے۔ 1973ء میں ملک کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئین دیا گیا۔ دسمبر 1973ء میں انتخابات منعقد ہوئے۔ وزیراعظم اور امیر بحرین کے مابین اختیارات کی تقسیم کے سلسلے میں شدید اختلافات پیدا ہوئے۔ جن کے نتیجے میں امیر بحرین نے اگست 1975ء کو قومی اسمبلی توڑ دی۔

1982ء میں زرعی ترقی کے لئے چھ سالہ پروگرام دیا گیا۔ جون 1980ء میں روس اور بحرین کے مابین سفارتی تعلقات کا قیام عمل میں آیا۔ 1992ء میں بحرین اور قطر کے مابین سمندری حدود کے تعین کے سلسلے میں بحرین نے عالمی عدالت سے رجوع کیا۔

اہم برآمدات: ریفائنڈ' پیٹرولیم' ایلومینیم' ایلومینیم پروڈکٹس' خام تیل۔

درآمدات: خام پیٹرولیم' پبلک بسیں' کاریں' اسلحہ' کیمیکلز' زندہ مویشی' اشیائے خوردنی' ٹرانسپورٹ کا سامان۔

مشہور شخصیات: احمد بن خلیفہ' شیخ خلیفہ بن سلمان' شیخ احمد بن مبارک الخلیفہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان

PAKISTAN

سرکاری نام: اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

طرز حکومت: اسلامی جمہوری۔

سربراہ مملکت: صدر: سردار فاروق احمد خان لغاری

۔Sardar Farooq Ahmad Khan Leghari

14 نومبر 1993ء تاحال۔

وزیراعظم: بے نظیر بھٹو Benazir Bhutto 19 اکتوبر 1993ء تاحال۔

وزیر خارجہ: سردار آصف احمد علی Sardar Asif Ahmed Ali۔16 نومبر 1993ء۔

کرنسی: روپیہ (تقریباً 38 روپے ایک امریکی ڈالر کے برابر ہے۔)

سرکاری زبان: اردو ہے۔ پنجابی، سندھی، بلوچی، پشتو، علاقائی زبانیں۔

رقبہ: 796098 مربع کلو میٹر 307374 مربع میل۔

دارالحکومت اور اہم شہر: اسلام آباد دارالحکومت ہے۔ لاہور، کراچی، پشاور، کوئٹہ، فیصل آباد، مری، سیالکوٹ، مردان، ملتان، بہاولپور اہم شہر ہیں۔

آبادی: ساڑھے بارہ کروڑ۔

شرح خواندگی: 35 فی صد۔

فی کس آمدنی: 350 ڈالر۔

قومی دن: 14 اگست۔

قومی ترانہ: پاک سرزمین شادباد۔

محل وقوع: براعظم جنوبی ایشیا میں واقع ہے۔ اس کے جنوب میں بحیرہ عرب، مغرب میں افغانستان اور ایران شامل ہیں چین مشرق اور جنوب مشرق میں بھارت ہے۔ پاکستان کی آب وہوا زیادہ تر خشک ہے۔ جولائی اگست بارش کے مہینے ہیں۔ گرمیوں میں درجہ حرارت 120

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجے فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے۔

لوگ: یہاں کے لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ عیسائی' ہندو' احمدی' پارسی اور بدھ مت مذاہب کے لوگ بھی یہاں رہتے ہیں۔ غیر مسلم اقلیتوں کو مکمل حقوق حاصل ہیں۔ یہاں کے لوگ اردو بول اور سمجھ لیتے ہیں۔ انگریزی دفتری زبان ہے۔ دیگر زبانوں میں پنجابی' سندھی' بلوچی' براہوی' اور سرائیکی شامل ہے۔ کل آبادی میں 63 فیصد پنجابی 13 فیصد سندھی 13 فی صد پختون 8.5 فی صد اردو سپیکنگ 6.5 فی صد بلوچ افراد بستے ہیں۔ یہاں لوگوں کی تعلیم کے لئے 28 یونیورسٹیاں ہیں۔ 675 کالج ہیں جن میں 245 خواتین کے لئے ہیں۔ 99 کالج پیشہ وارانہ ہیں۔ جن میں 8 صرف عورتوں کے لئے ہیں۔ 2111 افراد کے حصے میں ایک ڈاکٹر آتا ہے۔ 51789 افراد کے حصے میں ایک دندان ساز اور 1535 افراد کے لئے ایک بستر۔۔۔ ملک بھر میں لوگوں کے لئے 778 ہسپتال قائم ہیں۔ نابالغ افراد کی اموات کا تناسب 1000 میں 104.7 ہے۔

وسائل: پاکستان میں 68 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ دریائے سندھ سب سے بڑا دریا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام پاکستان میں موجود ہے۔ جو اس ملک کی زمینوں کو سیراب کرتی ہیں اور بجلی پیدا کرنے میں معاون ہیں۔ چاول' گندم' کپاس' تیل نکالنے والے بیج' تمباکو' گنا' اون' مچھلی' پٹ سن' جو' جوار' باجرہ' مکئی اور دالیں اہم زرعی پیداوار ہیں۔ اب اس ملک میں کاشتکاری کے جدید اصول اپنائے گئے ہیں۔ مشینی اوزار آگئے ہیں جن کی وجہ سے زراعت بہت ترقی کر رہی ہے۔

پاکستان میں نمک اعلیٰ پائے کا ہوتا ہے۔ دنیا کا بہترین نمک اسی ملک کا ہے۔ گندھک' جپسم' نمک' کرومائیٹ' یورینیم' سیمنٹ' پیٹرولیم' گیس' کوئلہ' سرمہ' تانبا' اسٹاس' میگنا ٹائیٹ' سلیکا' سنگ مرمر' سوپ سٹون اور زمرد اہم معدنیات میں شامل ہیں۔ دریائے سندھ کے بالائی حصہ میں سونا بھی ملا ہے۔ یہاں کے کچھ حصوں میں یورینیم کے بڑے بڑے ذخائر موجود ہیں۔ کالا باغ کے علاقے میں لوہا' سینڈک' تانبا اور سونے کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

صنعتوں میں اس ملک نے کافی ترقی کی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت اس ملک میں کارخانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ آج چند اشیاء کو چھوڑ کر ہر قسم کی چیز پاکستان خود تیار کرتا ہے۔ بحری جہاز' کھاد' اسلحہ' ریلوے انجن' پنکھے' الیکٹرانک کا سامان' برقی آلات' کپڑا' سگریٹ' ادویات' پلاسٹک' چمڑے کی مصنوعات عالمی معیار کی ہوتی ہیں۔

ملک بھر میں سڑکوں' ریلوے لائنوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ تقریباً چالیس مقامات پر ہوائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سروس موجود ہے۔ ملک میں 179752 کلومیٹر سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں جن میں 87767 کلومیٹر پکی اور 91985 کلومیٹر کچی سڑکیں ہیں۔ پاکستان نیشنل ہائی وے' انڈس ہائی وے' شاہراہ ریشم مشہور شاہراہیں ہیں۔ جن کے ذریعے تمام شہروں کا آپس میں رابطہ قائم ہے۔

ریلوے لائنوں کی لمبائی 8775 کلومیٹر ہے۔ لاہور سے خانیوال تک بجلی سے ریلوے گاڑیاں چلائی جاتی ہیں۔ کراچی ایکسپریس سب سے تیز رفتار گاڑی ہے۔

دنیا کی بڑی ایئرلائنوں میں پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائن بھی ہے۔ اس کے علاوہ شاہین' بھوجا' راجی' ہجویری ایئرلائن بھی اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ کراچی اور گوادر اہم بندرگاہیں ہیں۔ افغانستان کی تمام تجارتی ضروریات بھی یہی بندرگاہیں پوری کرتی ہیں۔

درآمدات: فوٹوگرافی کا سامان' پیٹرولیم پروڈکٹس' پلانٹ اور مشینری' کھانے کا تیل' خشک دودھ' چائے' ادویات' کیمیکلز' کھاد' الیکٹرانک' کاغذ' آٹوز' کاریں' لائٹرز وغیرہ درآمدات میں شامل ہیں۔

برآمدات: کھیلوں کا سامان' قالین' سوئی دھاگہ' مچھلی' گارمنٹ' چمڑا' جوتے' تمباکو' کپاس اور چاول برآمدات میں شامل ہیں۔

تاریخ پاکستان: پاکستان میں دنیا کی ترپن تہذیبوں کے آثار ملے ہیں۔ 326 ق م میں سکندر اعظم نے اسے فتح کیا۔ 711ء میں محمد بن قاسم نے اس علاقے کو فتح کرکے اسلام کے نور سے منور کیا۔ 1857ء میں انگریز یہاں قابض ہو گئے۔ 1930ء میں علامہ اقبال نے دو قومی نظریہ پیش کیا اور بالآخر 14 اگست 1947ء کو ملک بڑی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آگیا۔ 1951ء کو پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان شہید کر دیئے گئے۔ 24 اکتوبر 1954ء کو گورنر جنرل غلام محمد نے اسمبلی برخواست کر دی۔ 23 مارچ 1956ء کو چودھری محمد علی وزیراعظم پاکستان نے ملک کو پہلا آئین دیا۔ اکتوبر 1958ء میں صدر سکندر مرزا نے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ 27 اکتوبر 1958ء میں جنرل محمد ایوب خان نے صدر کے اختیارات سنبھال لئے اور سکندر مرزا کو جلاوطن کر دیا۔ جون 1962ء کو جنرل محمد ایوب خان نے ملک کو نیا آئین دیا۔ جنوری 1965ء کو ایوب خان پھر صدر منتخب ہوئے۔ ستمبر 1965ء میں بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا۔ جسے پاکستان کی بہادر افواج نے پسپا کر دیا۔ دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1960–1970ء کے عشرے میں ملک میں تیزی سے معاشی ترقی ہوئی لیکن مشرقی اور مغربی صوبے میں ترقی کی رفتار میں ہم آہنگی نہیں تھی جس کے سبب مشرقی پاکستان کے لوگوں میں محرومیت اور ملکی معاملات میں غیر موثر ہونے کا احساس بڑھتا گیا جس کے نتیجے میں ملک کے مشرقی حصے میں بے اطمینانی بڑھتی گئی۔ آخر کار 1969ء میں مشرقی پاکستان میں مسلسل ہڑتالوں' اقتصادی تعطل اور مغربی پاکستان میں سیاسی تحریکوں کے سبب ایوب خان نے صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ جنرل آغا محمد یحییٰ خان (جو اس وقت افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف تھے) نے ملک میں مارشل لا لگا دیا اور صدارت کے فرائض بھی سنبھال لئے۔ 1970ء میں 'ایک آدمی' ایک ووٹ کی بنیاد پر ملک میں عام انتخابات ہوئے جن میں مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ اور مغربی پاکستان میں پاکستان پیپلز پارٹی نے واضح اکثریت حاصل کی لیکن انتخابات کے باوجود ملک میں سول حکومت بحال نہیں ہو سکی۔ مشرقی پاکستان میں حالات مزید بگڑتے گئے بالآخر 1971ء میں ہندوستان اور پاکستان کے مابین جنگ کے بعد بنگلہ دیش وجود میں آگیا اور شیخ مجیب الرحمٰن اس کے پہلے وزیر اعظم بنے۔ مغربی پاکستان (جو اب پاکستان کہلاتا ہے) میں ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کی صدارت کے فرائض سنبھال لئے ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کو 1973ء میں وفاقی پارلیمانی دستور دیا' زرعی اصلاحات نافذ کیں۔ بڑی بڑی صنعتوں کو حکومت کی تحویل میں لے لیا لیکن ملکی معیشت بدستور غیر مستحکم رہی۔ علاقائی و گروہی تعصبات مزید بڑھتے گئے۔ نئے آئین کے تحت 1977ء میں پھر عام انتخابات ہوئے جن میں پاکستان پیپلز پارٹی نے واضح اکثریت حاصل کی۔ حزب اختلاف کو صرف 36 نشستیں ملیں۔ حزب اختلاف نے حکومت پر دھاندلی کا الزام لگایا اور نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بھٹو نے متنازعہ نشستوں پر دوبارہ انتخابات کروانے کی پیشکش کی لیکن سیاسی ابتری بڑھتی گئی اور مسلسل ہڑتالوں اور صنعتی تعطل کے سبب ملک ایک بار پھر "انارکی" کا شکار ہو گیا۔ آخر کار 1977ء میں ملکی افواج نے ایک بار پھر مارشل لاء لگا کر اقتدار سنبھال لیا اور جنرل محمد ضیاء الحق مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور ملک کے صدر بن گئے۔

فروری 1985ء میں جنرل ضیاء الحق نے غیر سیاسی بنیادوں پر انتخابات کروائے۔ جن کا بڑی بڑی سیاسی جماعتوں نے بائیکاٹ کیا۔ تاہم انتخابات کے نتیجے میں محمد خان جونیجو وزیر اعظم بن گئے۔ اس دوران آٹھویں ترمیم منظور ہو گئی۔ جس کے تحت تمام اختیارات صدر کے پاس چلے گئے۔ 1988ء میں صدر نے وزیر اعظم کو بدعنوانی کے الزام میں برطرف کر کے نئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتخابات کا اعلان کیا۔ 17 اگست 1988ء کو وہ طیارے کے حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ ان کے مرنے کے بعد سینٹ کے چیئرمین اسحاق خان صدر بن گئے۔ انتخابات کے نتیجے میں پیپلزپارٹی نے حکومت بنائی۔ مگر وہ دو سال بھی مکمل نہ کر سکی اور بدعنوانی کے الزام میں برطرف کر دی گئی۔ نئے انتخابات ہوئے۔ میاں محمد نواز شریف صدر اسلامی جمہوری اتحاد ان انتخابات کے نتیجے میں وزیراعظم بن گئے۔ مگر 18 اپریل 1993ء کو وزیراعظم نواز شریف کو بھی برطرف کر دیا گیا۔ ان پر بھی بدعنوانی کے الزامات تھے۔ مگر 26 اپریل کو سپریم کورٹ نے اسمبلی بحال کر دی۔ صدر اور وزیراعظم کے درمیان شدید قسم کی سرد جنگ کے بعد اکتوبر 1993ء میں صدر اور وزیراعظم کو رخصت کر کے نئے انتخابات کا اعلان کیا اور ایک بار پھر بے نظیر بھٹو وزیراعظم بن گئیں اور تاحال وہی وزیراعظم ہیں۔

نواز شریف اور بے نظیر بھٹو دونوں کے سیاسی اور اقتصادی اہداف میں بنیادی اہمیت پرائیویٹائزیشن کو حاصل ہے۔ دونوں نے اپنے اپنے طور پر ملکی معیشت کو بحال کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ملکی اقتصادیات بدستور روبہ زوال ہے۔ افراط زر کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ مہنگائی' بے روزگاری' لاقانونیت' جرائم کی کثرت وہ مسائل ہیں جن کی شدت میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔

اہم شخصیات: سرسید احمد خان' علامہ ڈاکٹر محمد اقبال' قائداعظم محمد علی جناح' ڈاکٹر عبدالقدیر خان' مولانا مودودی' ڈاکٹر عبدالسلام' خان عبدالغفار خان' خان عبدالولی خان' ذوالفقار علی بھٹو' الطاف حسین' عمران خان' میاں محمد نواز شریف' بے نظیر بھٹو' شوکت اے کاظمی' نصراللہ خان' فیض احمد فیض' احمد ندیم قاسمی' پروین شاکر' جہانگیر خان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجکستان

TAJIKISTAN

سرکاری نام: جمہوریہ تاجکستان۔

طرز حکومت: پارلیمانی طرز حکومت۔

سربراہ مملکت: صدر: امام علی رحمانوف Rahmanov :Imam Ali دسمبر 1993ء تا حال۔

وزیر خارجہ: رشید علی موف (الرو) Rashid Alimov۔

دارالحکومت واہم شہر: دارالحکومت دوشنبے ۔ اہم شہروں میں نورک' پندریقنہ' ترمذ' کودژند (لینن آباد) کلاب اور کرگن ٹیوب دیگر بڑے شہر ہیں۔

آبادی: اس کی آبادی 51 لاکھ 12 ہزار پر مشتمل ہے۔

رقبہ: 1,43,100 مربع کلومیٹر 55,250 مربع میل۔

یوم آزادی: 9 ستمبر 1991ء۔

قومی زبان: تاجیک۔

محل وقوع: یہ قدیم ترین تہذیب کا ملک وسط ایشیا کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس کے مغرب اور شمال میں ازبکستان اور کرغزستان واقع ہیں۔ مشرق کی جانب جمہوریہ چین اور افغانستان ہیں۔ واکھان کی ایک تنگ پٹی اسے پاکستان سے جدا کرتی ہے۔ اس میں گورنو بدخشاں کا علاقہ خودمختار ہے۔ یہ کوہستانی علاقہ ہے۔ اس کے لئے شمال میں تین شمال کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ جبکہ جنوب میں ترکستان' زرفشاں' حصار اور الائی کے کوہستانی سلسلے واقع ہیں وابش کیزل سوئی اور حصار اہم وادیاں ہیں۔

آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ کیونکہ ریگستانی علاقے بھی کافی اندر واقع ہیں۔ بارشیں کم ہوتی ہیں۔ موسم سرما میں بارشیں ہوتی ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا گلیشیر "فیرے چنکو" اسی ملک میں ہے۔

لوگ: یہاں کے لوگوں کی اکثریت تاجیک اور ازبک ہے۔ اس کے علاوہ یہاں روسی'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوکرائنی' کرغیز' کزاک' ترکمان' عرب اور چینی نسل کے لوگ بھی آباد ہیں۔ لوگوں کی اکثریت 80 فی صد مسلمان ہے۔ دیگر مذاہب میں عیسائی' لامذہب وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں کے 6 تا 17 سال کی عمر کے بچوں کے لئے تعلیم لازمی ہے۔ ملک کے تمام لوگ تاجیکی بولتے ہیں۔ شرح خواندگی 99 فی صد ہے۔ لوگوں کو مفت طبی سہولت میسر ہے۔ بیس ہزار ڈاکٹر اس ملک میں موجود ہیں۔ 65000 بستر ہسپتالوں میں مریضوں کے لئے ہیں۔

خارجہ پالیسی: تاجکستان اقوام متحدہ' اسلامی ممالک' ایکو اور آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ کا رکن ملک ہے۔

وسائل: تاجکستان کی اہم صنعتیں ایلومینیم' کپڑا' ریشم' قالین بافی' بجلی کا سامان ہیں۔ اہم زرعی پیداوار کپاس' انگور' جو' گندم' تربوز ہیں۔ اہم برآمدات میں آٹومیٹک ٹیکسٹائل کھڈیاں' آئل انڈسٹری سے متعلقہ اشیاء' گاڑیوں کے پرزے اور ٹرانسفارمرز وغیرہ ہیں۔

ترمذ اور دوشنبے کے درمیان 258 کلومیٹر ریلوے لائن آزاد ریاستوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس کے علاوہ 345 کلومیٹر تک ریلوے پٹڑی بھی بچھائی گئی ہے۔ دارالحکومت دوشنبے میں ایئرپورٹ ہے۔ ایک بحری کمپنی آمو دریا میں جہاز رانی کرتی ہے۔

تاریخ تاجکستان: تاجکستان کی تاریخ 3000 ق م پرانی ہے۔ اس کے بعد یہاں زیادہ عرصہ ایرانی اور عرب حکمرانی کرتے رہے۔ منگول' ازبک اور افغان بھی یہاں حکومت کرتے رہے۔ 1924ء کو یہ سوویت یونین کا حصہ بنا۔ 1929ء میں اسے ریاست کی شکل دے دی گئی۔ 9 ستمبر 1991ء میں یہ ملک آزاد ہوا۔ 24 نومبر 1991ء کو یہاں عام انتخابات ہوئے بنی اوف پہلے صدر بنے۔ 21 ستمبر 1991ء کو تاجکستان آزاد جمہوریاؤں کی دولت مشترکہ کا ممبر بنا۔ 1992ء میں پارلیمانی نظام رائج ہوا۔ تاہم کمیونسٹ پارٹی نے اس ملک پر قبضہ برقرار رکھا۔ جس کے باعث تاجکستان کی کشمکش سابق امراء سیاسی نظام اور ابھرتی ہوئی جمہوری اسلامی اقدار سے علیحدہ ہونا پڑا۔ مگر تاجکستان میں اسلام پسند قوتوں کی کامیابی دوسری جمہوریاؤں میں پسندیدگی سے نہیں دیکھی گئی۔ ان ہمسایہ ملکوں کے حکمرانوں کی مدد اور رشین فیڈریشن کے زیر انتظام افواج کی مداخلت سے سابق کمیونسٹ حکومت ایک بار پھر اقتدار میں آگئی۔ تاجکستان کی ایک کثیر تعداد افغانستان ہجرت پر مجبور ہو گئی۔ تاجکستان کی صنعت چونکہ روسی بولنے والوں کی وجہ سے قائم تھی۔ اس لئے بڑے پیمانے پر ان کی نقل مکانی کے اثرات جلد محسوس ہونے لگے۔ ترسون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوے کا ایلومینیم پلانٹ وخش کی معدنی دولت اور نائٹروجنی کھاد کے کارخانے اور نیوریک کا بجلی گھر بند ہو چکے ہیں۔ پورے ملک میں افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ امن و امان کی حالت بہت خراب ہے۔ تمام صنعتیں بند پڑی ہیں۔

اہم شخصیات۔ بو علی سینا' عمر خیام' جامی' رومی' بنی اوف' امام علی رخموف' رشید علی موف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترک جمہوریہ شمالی قبرص

TURK REPUBLIC OF NORTHERN CYPRUS

سرکاری نام: ترک جمہوریہ شمالی قبرص۔

رقبہ: 1295 مربع میل یا 3355 مربع کلومیٹر۔

آبادی: تقریباً 210000 نفوس پر مشتمل۔

یوم آزادی: 15 نومبر 1983ء۔

کرنسی: ترکش لیرا۔

خارجہ پالیسی: ترکی کے علاوہ اس کو کسی اور ملک نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم میں بھی اسے ابھی مبصر کی حیثیت حاصل ہے۔

طرز حکومت: یہاں صدارتی نظام حکومت قائم ہے۔ قانون ساز اسمبلی کے ممبروں کی تعداد 50 ہے۔

سربراہ مملکت: رؤوف دینکتاش۔

وزیر خارجہ: Atay Rasit۔

دارالحکومت و اہم شہر: دارالحکومت شمالی نکوسیا' غازی مگوسا اہم شہر ہے۔

سرکاری زبان: ترکی' رابطہ زبان انگریزی۔

آب و ہوا: سارا سال خوشگوار بارش کی اوسط 100 سینٹی میٹر سالانہ۔

محل وقوع: یہ ملک پہلے قبرص کا حصہ تھا۔ 15 نومبر 1983ء کو آزادی کا اعلان کیا۔ یہ اعلان یک طرفہ تھا۔ یہ ترکی کے جنوبی ساحل پر یورپ میں واقع ہے۔ قبرص کے تیس فی صدی حصے پر مشتمل ہے۔

لوگ: 148 افراد اس ملک میں فی مربع میل میں آباد ہیں۔ یہ قبرص کی کل آبادی کا 18 فی صد ہیں۔ ترک قبرصی باشندوں کی اکثریت ہے ان کی آبادی کا تناسب 99 فی صد ہے۔ مسلمان سب سے بڑی قوم ہیں۔ یہاں کے 300 افراد ڈاکٹر ہیں۔ لوگوں کو تین سٹیٹ ہسپتال اور 6

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلینک ہر دم تیار ملتے ہیں۔ 1991 میں 19184 طلباء زیر تعلیم تھے۔ جبکہ 16856 ہائی سکول میں پڑھ رہے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے چار یونیورسٹیاں ایک ایک ٹیچر ٹریننگ کالج قائم ہیں۔

وسائل: ترشاوہ پھل' آلو اور تمباکو اس ملک کی اہم زرعی پیداوار ہیں۔ اگرچہ اسے کسی ملک نے تسلیم نہیں کیا۔ مگر چند ممالک سے اس کی تجارت ہو رہی ہے اس کا اپنا ٹرانسپورٹ کا نظام ہے اور اپنی قبرصی ایئر لائنز ہے۔ ارکن میں بین الاقوامی ہوائی اڈہ موجود ہے اور دوسرا گیکلنیکل میں ہے۔ کل 14 ہوائی اڈے ہیں۔ خاماگستا اہم بندرگاہ ہے۔ اس کے ذریعے بحری تجارت ہوتی ہے۔ سڑکوں کی لمبائی 10780 کلومیٹر ہے۔

تاریخ شمالی قبرص: 1960ء میں قبرص کی آزادی کے بعد ملک کے آئین کے مطابق ترک نژاد قبرصی باشندوں کے حقوق کے بارے میں مشق شامل تھی۔ جس کے تحت انہیں اہم سیاسی امور پر ویٹو کا حق حاصل تھا۔ اسی طرح وہ شریک اقتدار بھی تھے۔ نائب صدر کا عہدہ' وزیر خارجہ' حفاظتی امور' قانون سازی کی منسٹری پر ان کا حق تھا۔ قانون ساز اسمبلی میں 30 فی صد ترک قبرصی ہوں گے اور اسی نسبت سے فوج اور پولیس میں انہیں حق ملے گا۔ مگر قبرصی رہنما آرچ بشپ میکاریوس نے ان تمام دفعات کی پرواہ نہ کی جس پر ترک قبرصی اٹھ کھڑے ہوئے۔ دسمبر 1963ء میں پھر ہنگامے شروع ہو گئے۔ انتہا پسند یونانیوں نے ترک قبرصی باشندوں پر ظلم و ستم ڈھانے شروع کر دیئے۔ ہزاروں باشندے ہجرت کر کے ترکی میں داخل ہوئے۔ جس پر ترک حکومت کو مداخلت کرنا پڑی یہ مسئلہ 27 دسمبر 1967ء کو سلامتی کونسل میں دوبارہ اٹھایا گیا۔ 15 جولائی 1974ء کو انتہا پسند یونانیون نے آرچ بشپ میکاریوس کا بھی تختہ الٹ دیا لیکن وہ 7 دسمبر 1974ء کو واپس آگیا۔ قبرص میں یونان کی مداخلت بڑھتی جا رہی تھی اور ترک قبرصی لوگوں کی نسل کشی کی جا رہی تھی۔ جس کے نتیجے میں 20 جولائی 1974ء کو ترکی نے اپنی چالیس ہزار فوج جزیرے میں اتار دی اور 40 فی صد حصے پر قبضہ کر لیا۔ اقوام متحدہ نے ایک قرارداد منظور کی جس کے تحت تمام غیر ملکی فوجیں جزیرے سے نکل جائیں۔ لیکن قرارداد پر عمل نہ ہو سکا۔ آخر کار قبرصی مسلمانوں نے 23 فروری 1975ء کو ڈیکتاش کی قیادت میں الگ خود مختار قبرصی ریاست کے قیام کا اعلان کیا۔ قبرص حکومت نے روف ڈیکتاش سے مذاکرات کئے۔ مگر ان مذاکرات کا کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہو سکا۔ 15 نومبر 1983ء کو اقوام متحدہ نے کسی بھی قبرصی حکومت کو ماننے سے انکار کر دیا۔ 9 جون 1985ء کو صدر رؤوف ڈینکتاش کو دوبارہ صدر منتخب کیا گیا۔ 24 جولائی 89ء کو دونوں قبرص یعنی شمالی اور قبرص مغربی کے صدور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان مذاکرات کروانے کی کوشش ہوئی جو ناکام ہوئی۔ اب تک یہ مسئلہ حل طلب ہے۔

اہم برآمدات: ترشاوہ پھل، آلو اور تمباکو۔

اہم درآمدات: مشینیں اور اشیائے صرف۔

اہم شخصیات: روف ڈینکتاش، آرچ بشپ میکاریوس، آیتی رشید۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکمانستان

TURKMENISTAN

سرکاری نام: جمہوریہ ترکمانستان۔

سربراہ مملکت: صدر: سپار مراد نیازوف Saparmurad Niyazov

وزیر خارجہ: خالق بردی اچوف (اتیو) Khalqberdi Ataev۔

دارالحکومت واہم شہر: دارالحکومت اشکہ آباد۔ اہم شہروں میں چار جو اہم ہے۔

آبادی: 6,21,700۔

رقبہ: 4,88,100 مربع کلومیٹر یا 1,88,455 مربع میل۔

یوم آزادی: 27 اکتوبر 1991ء۔

کرنسی: منت (Manat)۔

شرح خواندگی: سو فی صد۔

سرکاری زبان: ترکمانی زبان' ترکی زبان کی جنوب مغربی شاخ سے اس کا تعلق ہے۔

آب وہوا: وسط ایشیا کی گرم ترین ریاست' گرم اور بے حد خشک موسم' بارشوں کی کمی۔

محل وقوع: یہ وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں میں سے ایک ملک ہے۔ شمال میں قزاقستان' شمال مشرق میں ازبکستان' جنوب میں ایران اور جنوب مشرق میں افغانستان واقع ہے۔ مغرب میں بحیرہ کیسپین واقع ہے۔

لوگ: یہاں کے 85 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ ایک مربع کلومیٹر میں 5 افراد آباد ہیں۔ روسی' ازبک' قزاق' آرمینیائی بلوچ اور کرد لوگ آباد ہیں۔ یہاں کے لوگ سو فیصد پڑھے لکھے ہیں۔ یہاں ہر قسم کے تعلیمی ادارے ہیں۔ انجینئرنگ طب' ٹیچنگ اور دوسرے کاموں کے متعلق بھی ادارے ہیں۔ لوگوں کو ہر قسم کی طبی سہولتیں میسر ہیں۔ ادویات بھی نہ ہونے والی قیمتوں پر دستیاب ہیں۔ ملک میں 2800 ڈاکٹر موجود ہیں۔ 39000 بستر ہسپتالوں میں موجود ہیں۔

وسائل: یہاں ہر شہری کو 50 ہیکٹر رقبہ اراضی ملی ہوئی ہے۔ یہاں زراعت جدید خطوط پر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے۔ بجلی کے معاملہ میں یہ ملک خود کفیل ہے۔ انگور' سیب' آڑو' ناشپاتی' خوبانی' انجیر' آلو بخارا کاشت کیا جاتا ہے۔

بحیرۂ کیسپین اور دریائے آمو کے ساتھ واقع علاقہ میں تیل اور گیس کے ذخائر ہیں بیرائٹ' چونا' سوڈیم سلفیٹ گندھک' سیسہ اور پوٹاشیم سلفیٹ کے ذخائر وافر مقدار میں موجود ہیں۔ گیس کی پیداوار 85 ارب مکعب میٹر سالانہ ہے۔

صنعتوں کے معاملہ میں یہ ملک خود کفیل ہے۔ یہاں کیمیائی صنعتوں کو فروغ دیا گیا ہے اہم صنعتوں میں بھاری مشینری' سٹیل انجینئرنگ' آئل لیمپ' بلڈوزر' زرعی مشینری' ریلوے انجن کی صنعتیں ترقی پذیر ہیں۔ علاوہ ازیں ریشمی' اونی اور سوتی کپڑا تیار کرنے' قالین بافی' چمڑہ اور اس کی مصنوعات' غذاؤں کو ڈبوں میں بند کرنے اور خوردنی تیل کی صنعتوں کے علاوہ اور دوسری صنعتیں بھی کام کر رہی ہیں۔ یہاں کا مواصلات کا نظام بہت وسیع ہے۔ 25 ہزار کلومیٹر لمبی سڑکیں ہیں۔ آبی ٹرانسپورٹ کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ یہاں 1931ء میں پہلی بار ڈیزل انجن والی ریلوے ٹرین چلی تھی۔ فضائی ایئر لائنز بھی سارے ملک میں رابطہ قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے ریلوے لائن کی لمبائی 2120 کلومیٹر ہے۔ افغانستان اور ترکمانستان میں ریلوے لائن موجود ہے جبکہ (ایران) اور اشک آباد (ترکمانستان) کے درمیان ریلوے لائن بچھائی جا رہی ہے۔

خارجہ پالیسی: اقوام متحدہ کا ممبر ملک' اسلامی ممالک کی تنظیم کا ممبر ملک' آزاد جمہوریاؤں کی دولت مشترکہ کا رکن ملک۔

تاریخ ترکمانستان: ترکمانستان بہت عرصہ پہلے ایران کا حصہ تھا۔ 11 ویں صدی میں سلجوق ترک یہاں حکمران ہوئے۔ 13 ویں صدی میں منگولوں نے اس پر حکومت کی 19 ویں صدی عیسوی میں یہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

جمہوریہ ترکمانستان کو 27 اکتوبر 1924ء کو ریاست کا درجہ ملا۔ 13 مئی 1925ء کو سوویت یونین میں شامل ہوا۔ اگست 1990ء میں ترکمان سپریم سوویت نے یک طرفہ طور پر آزادی کا اعلان کر دیا۔ اکتوبر 1990ء میں ایک ریفرنڈم کے ذریعے آزادی کے حق میں 94.1 فی صد ووٹ پڑے۔ دسمبر 1991ء میں آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ کا ممبر ملک بنا۔ جون 1992ء میں نیازوف انتخابات جیت کر صدر بنے۔ جناب نیازوف نے ملک کو نیا آئین دیا۔ ہر چیز سستی کر دی۔ صدر عوام کی ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ 99.9 فی صد ووٹ لے کر 1994ء میں پھر کامیاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہیں۔ جنوری 1994ء میں منت کے نام سے اس ملک کی سرکاری کرنسی کا آغاز ہوا ہے۔

اہم شخصیات: مراد نیازوف' خالق بردی اچوف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکی

TURKEY

سرکاری نام: جمہوریہ ترکی۔

سربراہ مملکت: صدر: سلیمان ڈیمرل Suleyman Demirel۔16 مئی 1993ء تاحال۔

وزیراعظم: نجم الدین اربکان۔

وزیر خارجہ: تانسو چیلر

دارالحکومت اور اہم شہر: انقرہ دارالحکومت ہے۔ استنبول' ازمیر' عدنہ' ارض روم' برس' قونیہ' اسیار ٹا قابل ذکر شہر ہیں۔ اس کے 67 صوبے ہیں۔

آبادی: 60700,000 نفوس پر مشتمل ہے۔

رقبہ: 301382 مربع میل یا 780576 مربع کلومیٹر۔

کرنسی: لیرا ملک کا سکہ ہے۔

فی کس آمدنی: 1200 ڈالر۔

سرکاری زبان: ترکی کی سرکاری زبان ترکی ہے۔ قابل ذکر دوسری زبانوں میں کرد اور عربی شامل ہیں۔

آب و ہوا: گرم خشک موسم گرما اور سرد موسم سرما میں ہوتا ہے۔

محل وقوع: ترکی یورپ اور ایشیا کے درمیان پل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ملک 0.95 فی صد براعظم ایشیا میں اور 5 فی صد براعظم یورپ میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں یونان اور بلغاریہ واقع ہیں۔ جبکہ مشرق میں ایران ہے۔ شام جنوب کی طرف اور مشرق میں جارجیا' آرمینا' اور آذربائیجان واقع ہیں۔ یہ بحیرہ اسود اور بحیرہ روم کے درمیان ایشیائے کوچک کا علاقہ ہے۔ آبنائے باسفورس ان دونوں سمندروں کو ملاتا ہے۔ یہ پہاڑوں اور سطح مرتفع کا ملک ہے۔

لوگ: ترکی کے 98 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ ایک فی صد یہودی اور ایک فی صد عیسائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ 80 فی صد لوگ ترک النسل ہیں۔ 17 فی صد کرد اور تین فی صد لوگوں کا تعلق دیگر نسلوں سے ہے یہاں چھ سال کے بچے کے لئے سکول جا کر تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ یہاں کے 91 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ 476 افراد کے حصے میں ایک بستر ہسپتال کا آتا ہے اور 1189 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر شرح اموات نابالغوں میں 54 فی صد ہے اور شرح پیدائش 2.2 فی صد۔

وسائل: ترکی ایک زرعی ملک ہے۔ 70 فی صد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے۔ یہاں کاشت کاری کے جدید طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ کپاس یہاں کی سب سے بڑی زیر کاشت زرعی فصل ہے۔ دیگر اہم زرعی پیداوار میں گندم' تمباکو' چقندر' زیتون' انجیئر' گوند وغیرہ شامل ہیں۔ دنیا میں تمباکو کی کاشت کرنے والا چھٹا بڑا ملک ہے۔ ایک چوتھائی رقبہ پر جنگلات پائے جاتے ہیں۔ جانوروں کے ریشے اور کھالیں ملکی تجارت کا اہم حصہ ہیں۔ مشرقی اناطولیہ میں مویشیوں کے بڑے بڑے فارم ہیں۔

لوہا' پارہ' تانبا' کوئلہ' کرومیم' سرمہ' میگانیز' گندھک' کرومائیٹ باکسائٹ' سنگ مرمر اور تیل قابل ذکر معدنیات ہیں۔ 1961ء میں یہاں پر تیل دریافت ہوا جو ملکی ضروریات کا بیس فی صد پورا کرتا ہے۔

فولاد' کپڑا' ریشم' جوتے' فرنیچر' سیمنٹ' کاغذ' شیشے کا سامان' موٹر گاڑیاں' تیل کی مصنوعات' کیمیائی اشیاء تیار کرنے کی صنعتیں روز افزوں ہیں۔ انقرہ اور استنبول اہم صنعتی مراکز ہیں۔

ترکی میں مراکش پبلک سٹیٹ ریلوے کی لمبائی 5238 میل ہے۔ یہ ریلوے نظام کے ذریعے بلغاریہ' جرمنی' روس' یونان اور ایران سے مربوط ہے۔ سڑکوں کی لمبائی ہزاروں میل ہے۔ باسفورس دنیا کا چوتھا بڑا پل ہے۔ جو 1975ء سے ٹریفک کے لئے کھولا ہے۔ ترکش ایئر لائن کے پندرہ ہوائی اڈے ہیں۔ ترکی کی تمام بحری تجارت استنبول' ازمیر' مرسن اور سمسون کے ذریعہ ہوتی ہے۔

خارجہ پالیسی: ترکی اقوام متحدہ کا باقاعدہ رکن ملک ہے۔ اسلامی تنظیم کا رکن ملک۔ یورپین کمیونٹی اور اقتصادی تعاون اور ترقی کی تنظیم (OECD) کا رکن ملک ہے۔

تاریخ ترکی: 600 ق م میں یونانیوں نے اس ملک کے قدیم ترین اور عالمی شہرت یافتہ شہر استنبول کی بنیاد رکھی تھی۔ اس زمانے میں استنبول کا نام بازنطیم تھا۔ تقریباً سات آٹھ سو سال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد یہاں رومی قابض ہو گئے اور انہوں نے اس مشہور شہر کا نام قسطنطنیہ رکھا اور انہوں نے یہاں 1000 سال حکومت کی۔۔۔ اور یہ بازنطینی حکومت کے نام سے مشہور ہوئے۔ عثمانی سلطان محمد دوم نے اس سلطنت کا خاتمہ 1453ء میں کیا۔ اب یہاں عیسائیت کی جگہ اسلام تیزی سے پھیلا۔ یہ حکومت 19ویں صدی تک بڑے جاہ و جلال کے ساتھ حکمران رہی۔ جنگ عظیم اول میں ترکی کی حکومت نے جنگ میں جرمنی کا ساتھ دیا۔ 1918ء میں اسے شکست ہوئی جس کے نتیجے میں اس کی سرحدوں میں کمی واقع ہوئی۔ 1920ء میں اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا نے انقرہ میں عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کیا۔ اس مرد مجاہد نے مٹھی بھر جان نثار ساتھیوں کی مدد سے یونانیوں کو مار بھگایا اور آخری سلطان محمد ششم بھی 20 نومبر 1922ء کو مالٹا بھاگ گئے۔ 29 اکتوبر 1923ء کو یہ آزاد جمہوری حکومت ختم ہوئی۔ 1924ء میں خلافت کا خاتمہ ہوا۔ قبرص کے مسئلے پر کافی لمبے لڑائی جھگڑے کے بعد 20 جولائی 1974ء کو قبرص میں فوجی مداخلت کرنا پڑی۔ کیونکہ یونانی قبرصی ترکوں کی جو مسلمان تھے نسل کشی کر رہے تھے۔ اس نے مطالبہ کیا کہ قبرص میں دو حصے ترکی قبرص اور یونانی قبرص ہونے چاہئے۔ اس پر امریکہ نے اس کی امداد بند کر دی۔ جواب میں اس نے امریکی اڈوں کا خاتمہ کر دیا۔ مجبوراً 1978ء میں امداد بحال کرنا پڑی۔ 12 ستمبر 1980ء کو ترکی کی فوج نے مارشل لاء لگا دیا۔ جس کا خاتمہ 1984ء میں ہوا۔ جون 1988ء کو وزیراعظم ترگت اوزال پر قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ بال بال بچ گئے۔ 31 اکتوبر 1989ء کے انتخابات کے بعد ترگت اوزال سات سال کے لئے صدر بن گئے۔ یاد رہے ترکی میں پارلیمانی طرز جمہوریت ہے۔ صدر کا انتخاب گرانڈ نیشنل اسمبلی سات سال کے لئے کرتی ہے جبکہ اسمبلی کی معیاد سات سال ہوتی ہے۔ 1991ء کی خلیجی جنگ میں ترکی نے امریکہ کا ساتھ دیا۔ اکتوبر 1991ء میں حزب اقتدار کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ نومبر میں ڈیمرل اور ٹروپاتھ پارٹی کی مخلوط حکومت بنی۔ اپریل 1993ء کو ترگت اوزال اچانک وفات پا گئے۔ سلیمان ڈیمرل صدر اور تانسو چیلر وزیراعظم بن گئیں۔ 96ء میں تانسو چیلر پر مختلف قسم کے بدعنوانی کے الزامات لگائے گئے۔ جس کے نتیجے میں مسعود یلماز وزیراعظم بن گئے۔ 7 جون 1996ء کو مسعود یلماز نے بھی استعفیٰ دے دیا۔ اس سے اگلے دن انہیں اعتماد کا ووٹ لینا تھا مگر صدر نے انہیں نئی حکومت کی تشکیل تک اپنے عہدے پر فائز رہنے کی ہدایت کی ہے اور نجم الدین اربکان کو حکومت بنانے کے لئے کہا گیا' نجم الدین اربکان حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

اہم شخصیات: سلیمان ڈیمرل' تانسو چیلر' مصطفیٰ کمال پاشا' ترگت اوزال۔ خالدہ ادیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانم، کمال تاملک، نجم الدین اربکان، مسعود یلماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیونس

TUNIS

سرکاری نام: جمہوریہ تیونس۔

سربراہ مملکت: صدر: زین العابدین ابن علی Zin-al-Abidine Ibn Ali۔ نومبر 1987ء تاحال۔

وزیراعظم: حامد القروعی Hamed-al-Karoui۔ ستمبر 1987ء تاحال۔

وزیر خارجہ: حبیب بن یحییٰ Habib bin Yahya۔

دارالحکومت: تیونس۔ اہم شہروں میں گفسا' صفاقس بزرتہ' سوس۔

رقبہ: 16361 مربع کلومیٹر

آبادی: 6520000 افراد پر مشتمل۔

کرنسی: تیونس دینار (تیونس دینار ایک امریکی ڈالر کے برابر ہے۔)

قومی دن: 20 مارچ۔

سرکاری زبان: عربی' دوسری بڑی زبان فرانسیسی ہے۔

قومی ترانہ: الخلادری عظیم تیونس۔

شرح خواندگی: 62 فی صد۔

فی کس آمدنی: 1210 ڈالر۔

محل وقوع: تیونس براعظم شمالی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال اور مشرق میں بحیرہ روم' جنوب میں لیبیا اور مغرب میں الجزائر واقع ہیں۔ مشرق مغرب اٹلس پہاڑ اسے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان پہاڑوں کا شمالی حصہ بہت زرخیز ہے۔ جنوب میں میدان ہیں شمالاً جنوباً اس کی لمبائی 470 میل اور شرقاً غرباً چوڑائی 218 میل ہے۔ ایک تہائی حصہ پر پہاڑ ہیں۔ اقتسنابی سب سے بڑا پہاڑ ہے جو سطح سمندر سے 5066 فٹ بلند ہے۔

لوگ: 99 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے عیسائی اور یہودی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ لوگ عربی زبان بولتے ہیں۔ فرانسیسی اہم قومی زبان ہے۔ فی مربع میل 131 افراد بستے ہیں۔ 98 فی صد باشندے عرب بربر ہیں۔ 65 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ 8 سال کے بچے کے لئے تعلیم لازمی ہے۔

خارجہ پالیسی: تیونس اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم' مغرب عرب یونین' عرب لیگ اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

وسائل: نصف حصہ زراعت کے لئے نجی تحویل میں دیا جا چکا ہے۔ گندم' جو' انگور' زیتون' کھجور' مچھلی' سنگترہ' لیموں اور پستہ اہم زرعی پیداوار ہیں۔ نشیبی علاقوں میں ایک خاص قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے۔ جس سے کاغذ بنتا ہے۔ 35 فی صد افراد زراعت سے منسلک ہیں۔

تیل اور گیس اہم معدنیات ہیں۔ فاسفیٹ اس کی اہم معدنی دولت ہے۔ اس کی کانیں جفعہ کے علاقے میں ہیں۔ یہ فاسفیٹ برآمد کرنے والا دنیا کا چوتھا بڑا ملک ہے۔ یہ تمام تر خام تیل اور پیٹرولیم برآمد کرتا ہے۔

بناسپتی گھی' آٹا پیسنے' شیشہ سازی' دھات کی مصنوعات' رنگ و روغن' کپڑا اہم صنعتیں ہیں۔ زیتون کا تیل نکالنے کی صنعت بڑی ترقی یافتہ ہے۔ لوگ قدیم دستکاری سے اپنی روزی کماتے ہیں۔ اپریل 1972ء میں یہاں فری زون قائم کیا گیا۔ 22 فی صد افراد صنعت سے وابستہ ہیں۔

1393 میل لمبی ریلوے لائن موجود ہے۔ تیونس سے مرسی تک بجلی کی گاڑیاں چلتی ہیں۔ 7000 میل لمبی پکی سڑکیں ہیں۔ ساڑھے تین لاکھ کاریں اور سوا دو لاکھ کمرشل گاڑیاں چل رہی ہیں۔ نیشنل بس ٹرانسپورٹ سروس ادارہ سرکاری ہے۔ اپنی ہوائی سروس ہے۔ پانچ بڑی ایئرپورٹس ہیں۔ ایک شپنگ کمپنی ہے۔ بزرتہ سوس اور صفاقس اہم بندرگاہیں ہیں۔

تاریخ تیونس: یہ ملک بہت پرانا ہے۔ اس کی تہذیب قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ 100 ق م میں یہ روم کا صوبہ تھا۔ یہاں وینڈلوں اور بازنطینی حکمران مسلمانوں سے پہلے تھے۔ بنو حفص نے 1236ء میں یہاں اپنی حکومت قائم کی جو 1547ء تک رہی۔ 1535ء میں روم نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ترکی کی سلطنت عثمانیہ نے روم سے ہر علاقہ چھین کر 1574ء میں اپنا حصہ بنا لیا۔ 1869ء میں برطانیہ' فرانس اور اٹلی نے یہاں کنٹرول حاصل کر لیا۔ 1883ء میں فرانس کے زیر تسلط چلا گیا۔ 1907ء میں ینگ تو فیشن پارٹی نے ملک میں آزادی کی تحریک شروع کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ عظیم اول کے بعد دستور پارٹی بھی آزادی کی تحریک میں سرگرم عمل ہو گئی۔ جنگ عظیم دوئم میں فرانس سے جرمنی کے زیر تسلط چلا گیا۔ 1943ء میں برطانیہ نے قبضہ کر لیا۔ فرانسیسیوں نے یہاں 1957ء ایک کٹھ پتلی بادشاہ کے نام پر حکومت کی۔ حبیب بورقیبہ کو ملک کا پہلا صدر بنا دیا گیا۔ 20 مارچ 1956ء کو اسے مکمل آزادی حاصل ہوئی۔ 1959ء 64ء اور 69ء میں حبیب بورقیبہ بلا مقابلہ صدر منتخب ہوتے رہے۔ 1979ء میں وہ تاحیات صدر بن گئے۔ 7 جولائی 1987ء میں جنرل زین العابدین نے ان کا تختہ الٹ کر ملک کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ جولائی 1988ء کو تاحیات صدر کی شق آئین سے نکال کر اس عہدے کی مدت پانچ سال مقرر کر دی گئی۔ اپریل 89ء میں زین العابدین 99.2 فی صد ووٹ لے کر دوبارہ کامیاب ہوئے۔ 1990ء میں اس نے امریکہ کا حلیف بننے سے انکار کیا۔ عرب لیگ کا ہیڈ کوارٹر بھی یہاں موجود ہے۔

اہم شخصیات: حبیب بورقیبہ، زین العابدین، حبیب بن یحییٰ۔

درآمدات: فارمیسی کی ادویات، پلاسٹک پروڈکٹس، گندم، چینی، آٹوز، مشینری، سائنسی سامان۔

برآمدات: زیتون، شراب، قدرتی فاسفیٹ، کپاس، کھاد، لوہا، اسٹیل، لیدر اور تازہ پھل۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبوتی

DJIBOUTI

سرکاری نام: جمہوریہ جبوتی۔

سربراہ مملکت: صدر: حسن گوولڈ اپٹی ڈون Hasan Gouled Aptidon – 1972ء تاحال۔

وزیراعظم: برکت غوورت حمادو Barkat Gourat Hamadou – 1978ء تاحال۔

وزیر خارجہ: عبدالبالوک عبدو Abdul Balook Abdou۔

دارالحکومت: جبوتی۔

رقبہ: 22000 مربع کلومیٹر یا 8490 مربع میل۔

آبادی: 650000۔

فی کس آمدنی: 740 ڈالر۔

سرکاری زبان: عربی دیگر اہم زبانوں میں فرانسیسی اہم زبان ہے۔ عیسیٰ اور افار بھی یہاں کی زبانیں ہیں۔

کرنسی: جبوتی فرانک (177ء72 جبوتی فرانک برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

شرح خواندگی: 20 فی صد۔

قومی دن: 26 جون۔

محل وقوع: براعظم افریقہ کے مشرقی ساحل پر واقع ملک جبوتی ہے۔ مشرق میں خلیج عدن، جنوب مشرق میں صومالیہ اور جنوب مغرب میں ایتھوپیا واقع ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: پارلیمانی نظام جمہوریت قائم ہے۔ صدر کا انتخاب چھ سال بعد ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس کی تنظیم، عرب لیگ اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

لوگ: جبوتی کے 94 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ کل آبادی کا 47 فی صد عیسیٰ (صومالی) ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

37 فی صد لوگ افار اور 8 فی صد یورپی ہیں۔ یہاں کے لوگ بہت پسماندہ ہیں۔ شرح خواندگی 20 فی صد ہے۔ جبکہ حکومتی دعویٰ 48 فی صد ہے۔ یہاں کے لوگ اتنے زیادہ صحت مند نہیں۔ 45 سال مرد اور 49 سال عورت کی اوسط عمر ہے۔ ہر سال 2.6 فی صد آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ نابالغ شرح اموات 1000 میں 121 ہے۔ تاہم صحت اور تعلیم کے لئے حکومت خصوصی اقدامات کر رہی ہے۔

وسائل: ملک کی زیادہ آبادی کا پیشہ گلہ بانی ہے۔ کھجوریں اہم پیداوار ہے۔ صرف ایک فی صد رقبے پر کاشت ہوتی ہے۔ معدنیات میں صرف نمک شامل ہے۔ صنعتی اعتبار سے بھی یہ ملک بہت پسماندہ ہے۔ بوتل سازی' چمڑا سازی' دستی مصنوعات تیار کی جاتی ہیں۔ بندرگاہیں اس ملک کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ جبوتی سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔

تاریخ جبوتی: تیسری صدی ق م میں عبل (ABEL) نامی قبیلہ سب سے پہلے یہاں آباد ہوا۔ اس کے بعد صومالیہ کے کچھ قبائل یہاں آباد ہوئے۔ 825ء میں اسلام یہاں پہنچا۔ 1900ء میں فرانس نے یہاں قبضہ کر لیا۔ 7 جون 1917ء کو 486 میل ریلوے لائن بنائی گئی۔ جس کے ذریعہ ایتھوپیا کے صدر مقام ادلیس ابابا سے رابطہ قائم ہوا۔ 1936ء میں اطالوی فوجوں نے ایتھوپیا پر قبضہ کیا تو اس جگہ کی اہمیت اور بڑھ گئی۔ 1943ء میں دوسری جنگ عظیم میں فرانس کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد یہ ملک فرانس کے زیر تسلط آگیا۔ ستمبر 1958ء کو یہاں ابتدائی جمہوریت بحال ہوئی۔ 1967ء میں یہاں رائے شماری ہوئی۔ جس کے نتیجے میں فرانس کی حکومت کو عوام نے قبول کیا۔ 1977ء کو ریفرنڈم ہوا۔ جس میں 98 فی صد لوگوں نے آزادی کے حق میں ووٹ دیئے۔ چنانچہ فرانس نے 27 جون 1977ء کو افاس اور اسپاس کو متحد کر کے جمہوریہ جبوتی کے نام سے اسے تسلیم کر لیا۔ حسن گولڈ اپی ڈان پہلے صدر منتخب ہوئے۔ 1981ء میں دوبارہ صدر بنے۔ 87ء اور دسمبر 1992ء کو حکمران جماعت واضح اکثریت سے جیت کر اقتدار میں ہی رہی۔

درآمدات: مشینری' خوراک' اشیائے صرف۔

برآمدات: کھالیں' کافی' بھیڑیں' سفری تجارت میں کافی کی فروخت۔

اہم شخصیات: حسن جولید' موسیٰ کاہن' عبداللہ محمد کامل' برکت غوروت حمادو' عبدالبالوک عبدو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاڈ

CHAD

سرکاری نام: جمہوریہ چاڈ۔

سربراہ مملکت: صدر: اڈرس ڈیبی Idriss Dehy (1990ء تاحال)

وزیراعظم: دیلوا کارسائر کوماکوائے Delwa Karsire Koumakoya۔

وزیرخارجہ: فیڈاکی بوکنا Fadaki Bocna۔

دارالحکومت: نڈجمینا' دیگر شہروں میں مونڈوسار (Sarh) قابل ذکر ہیں۔

سرکاری زبان: فرانسیسی اور عربی۔100 کے قریب دیگر مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔

شرح خواندگی: 20 فی صد۔

کرنسی: CFA فرانک (25ء422 فرانک برابر ہیں ایک ڈالر کے۔)

قومی دن: 13 اپریل۔

فی کس آمدنی: 150 ڈالر۔

قومی ترانہ: اے چاڈ والو۔

رقبہ: 1284000 مربع کلومیٹر یا 495752 مربع میل۔

آبادی: چاڈ کی آبادی 5246000 افراد پر مشتمل ہے۔

محل وقوع: براعظم شمال وسطی افریقہ میں واقع اس کے شمال میں لیبیا' مشرق میں سوڈان جنوب میں جمہوریہ وسطی افریقہ اور مغرب میں نجرنائیجریا اور کیمیرون واقع ہیں۔ زیادہ تر حصہ صحرائی ہے۔ چاروں طرف سے خشک پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ نشیب کے علاقے میں جھیل چاڈ ہے۔ جو 7000 مربع میل علاقے میں پھیلی ہوتی ہے جو ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

لوگ: 85 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔23 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ نسلی گروہوں کی تعداد کم و بیش 200 ہے۔ بربر' عرب' نبتو' زعاوا اور کانم اہم قبیلے ہیں۔ لوگ فرانسیسی اور عربی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولتے ہیں۔ دیگر 100 کے قریب علاقائی زبانیں ہیں۔

شرح خواندگی 20 فی صد کے قریب ہے جن میں 5 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ لوگوں کی اوسط عمر بہت کم ہے 39 سال مرد اور 41 سال عورتوں کی اوسط عمر ہے۔

شرح پیداوار 2.0 فی صد ہے۔ 3500 افراد کے لئے ہسپتال کا ایک بستر اور ڈاکٹروں کی پورے ملک میں تعداد 100 سے کم ہے۔ 1000 میں سے 134 نابالغ افراد مرجاتے ہیں۔

وسائل: چاڈ دنیا کا غریب ترین ملک ہے خانہ جنگی اور قحط سالی ہے۔ زراعت 85 فی صد لوگوں کا ذریعہ معاش ہے۔ اہم فصلوں میں گندم' چاول' مونگ پھلی' باجرہ' چڑا اور کھالیں شامل ہیں۔ آمدنی کا دوسرا بڑا ذریعہ گلہ بانی ہے۔ کپاس سب سے بڑی فصل ہے۔ یورینیم' نمک' نیرون اور باکسائٹ کے ذخیرے موجود ہیں۔

پارچہ بافی اہم صنعت ہے۔ دارالحکومت نڑ میناا ہم صنعتی مرکز ہے۔ غذاؤں کو ڈبیانے کا کام بھی کیا جاتا ہے۔ ماہی گیری بھی اہم صنعت ہے۔

ریلوے کا نظام نہیں ہے۔ 31000 کلومیٹر لمبی سڑکیں ہیں۔ دس ہزار کاریں اور آٹھ ہزار گاڑیاں موجود ہیں۔ چاڈ کی اپنی فضائی سروس ہے اور دارالحکومت میں ہوائی اڈہ موجود ہے۔

خارجہ پالیسی: اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم' افریقی اتحاد کی تنظیم کا سرگرم کارکن ہے۔

تاریخ چاڈ: آج سے 500 سال ق م میں بھی یہاں زندگی کے آثار موجود تھے۔ مسلمان یہاں آٹھویں صدی عیسوی میں آئے۔ یہاں اسی دوران بربر قبائل آکر آباد ہوئے۔ گیارہویں صدی میں یہ ملک سارے کا سارا مسلمان ہو گیا۔ بورنو اور کانم حکومتوں کے ایک ہونے پر مملکت چاڈ معرض وجود میں آئی۔ فرانسیسی اور برتگیز اس ملک پر انیسویں صدی سے بیسویں صدی تک حکومت کرتے رہے۔ 1910ء میں فرانسیسی استوائی فیڈریشن میں شامل کیا گیا۔ 1946ء میں یہ فرانس کی نو آبادیاتی بستی بن گیا۔ چاڈ ایک عظیم الشان اور طویل جدوجہد کے بعد 28 نومبر 1958ء میں آزاد ہوا۔ مکمل آزادی 1960 کو 11 اگست میں ملی۔ اس کے پہلے صدر فرانسو نجیلور تھے۔ 1975ء میں ان کی وفات کے بعد جنرل فلیکس میلورا صدر بن گئے۔ 1977ء میں لیبیا نے یہاں فوجی کارروائی کی۔ جس کے نتیجے میں ملک کے اندر خانہ جنگی شروع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئی۔ 1980ء میں صدر گوکون اودی نے مذاکرت کے ذریعہ لیبیا کو اپنی فوجیں واپس بلانے پر رضامند کر لیا۔ 1982ء اکتوبر میں چاڈ کے نئے صدر ہیبرے ملک بن گئے۔ امن و امان کے لئے تین ہزار فوجی 1983ء میں آئے۔ 1984ء میں فرانس اور لیبیا نے یہاں سے اپنی فوجیں واپس بلا لینے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ مگر 1987ء تک لیبیا کی فوجیں یہاں موجود رہیں۔ جس کے نتیجے میں دونوں ملکوں کے سفارتی تعلقات بھی ختم ہوئے جو اکتوبر 1988ء میں بحال ہوئے۔ اگست 1989ء میں دونوں ملکوں میں اتفاق رائے ہوا اور متنازعہ علاقے (جس میں یورینیم کی فراوانی ہے) کو ایک سال میں مل بیٹھ کر حل کر لئے گئے۔ 10 دسمبر 1989ء کو عام انتخابات کے نتیجے میں حسن ہیبرے سات سال کے لئے مزید صدر منتخب ہو گئے۔ دسمبر 1990 کو ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور کرنل ادریس دیبی نئے صدر بن گئے۔ 4 مارچ 1991ء کو ژاں ایلنگوے بادیو ملک کے نئے وزیراعظم بنے۔ مئی 1992ء میں جوزف یورومن اور 1993ء میں ڈاکٹر فیڈلمونگر ملک کے نئے وزیراعظم بنے۔ ملک شدید قسم کی خانہ جنگی میں الجھا ہوا ہے۔ لوگ قحط سالی کی وجہ سے سسک سسک کر جان دے رہے ہیں۔ عالمی طاقتیں اور پڑوسی ممالک چند قیمتی دھاتوں کی خاطر اقتدار کی جنگ میں چاڈ کے باشندوں کے ہاتھوں ہی ان کا گلا کٹوا رہے ہیں۔

درآمدات: موٹریں، آٹا، چینی، سیمنٹ، پیٹرولیم، چائے، مشینری، ٹیکسٹائلز۔

برآمدات: مویشیوں کا گوشت، مچھلی، روئی اور کپاس۔

اہم شخصیات: صدر گوکونی اودی، حسن ہیبرے، مالدم عباس، اڈریس ڈیبی، دیلوا کار ساتر کومالکوائے، فیڈا کی یو کنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب

SAUDI ARAB

سرکاری نام: اسلامی مملکت سعودی عرب۔

سربراہ مملکت: بادشاہ: شاہ فہد بن عبدالعزیز Shah Fahad Ibn Abdul Aziz۔
جون 1982 تا حال۔

وزیر خارجہ: شہزادہ سعود الفیصل Prince Saud-al-Faisal۔

دارالحکومت و اہم شہر: ریاض ملک کا دارالحکومت ہے۔ دنیا کے تمام مسلمانوں کا قبلہ کعبہ اس ملک کے شہر مکہ مکرمہ میں ہے اور مسلمانوں کے نبی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا روضہ مبارک بھی یہاں موجود ہے۔ مدینہ منورہ، طائف، دمام، النجر، تبوک، ینبع اہم شہر ہیں۔

آبادی: 12040000۔

رقبہ: 2331000 مربع کلو میٹر یا 927000 مربع میل۔

سرکاری زبان: عربی ہے اس کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی بھی اکثر لوگ بول اور سمجھ لیتے ہیں۔

سرکاری مذہب: اسلام۔ یہاں کے باشندے سو فی صد مسلمان ہیں۔

شرح خواندگی: 65 فی صد۔

کرنسی: سعودی ریال (پونے چار ریال کا ایک امریکی ڈالر۔)

فی کس آمدنی: 6930 ڈالر۔

قومی ترانہ: النشید الوطنی۔

محل وقوع: سعودی عرب براعظم ایشیا میں مشرق وسطی میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں اردن، عراق اور کویت واقع ہیں۔ سعودی عرب کے جنوب میں شمالی اور جنوبی یمن مغرب میں بحیرۂ احمر جبکہ مشرق کی سمت خلیج فارس، قطر، متحدہ امارات اور عمان واقع ہیں۔

سعودی عرب کے میدانی علاقوں میں آب و ہوا صحرائی ہے۔ سخت گرمی اور رطوبت ہوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں موسم معتدل ہوتا ہے اور تھوڑی بہت سردی ہوتی ہے۔ گرمیوں میں بھی معمولی بارشیں ہوتی ہیں۔ بارشیں باقاعدہ نہیں ہوتی ہیں۔ تہامنتراشام اہم پہاڑی سلسلہ ہے۔

لوگ: یہاں کے سو فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ 121 فی مربع میل میں رہتے ہیں۔ 73 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ یہ تمام لوگ عرب نسل سے ہیں۔ لوگ 65 فی صد پڑھے لکھے ہیں۔ تعلیم عام اور مفت ہے۔ نجی طور پر اسکول اور کالج قائم ہیں۔ سعودی عرب میں مردوں کی اوسط عمر 65 سال اور عورتوں کی 68 سال ہے۔ آبادی میں 3.1 فی صد کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے۔ 406 افراد کے لئے ہسپتال کا ایک بستر اور 852 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر حصہ میں آتا ہے۔ شرح اموات نابالغوں میں 1000 افراد میں 69 ہے۔ یہاں کی حکومت نے علاج معالج کے لئے تمام ہسپتالوں میں فری سسٹم رائج کر رکھا ہے۔

خارجہ پالیسی: سعودی عرب دنیا کا اہم ترین ملک ہے۔ تمام اسلامی ممالک اس ملک کی بے انتہا عزت کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم' عرب لیگ' اوپیک اور خلیج تعاون کونسل کا اہم اور سرگرم رکن ملک ہے۔

وسائل: جو' کھجوریں' گندم' باجرہ' پھل اور دالیں اہم زرعی اجناس ہیں۔ حکومت جدید خطوط پر زراعت کو بڑھا رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں گندم میں ملک خود کفیل ہو گیا ہے۔ یہاں زرعی بنک قائم ہے۔ تیل سعودی عرب میں بہت ہے۔ سونے' لوہے' تانبے اور گیس کے ذخائر موجود ہیں۔ سعودی عرب کے بجٹ کے 90 فی صد اخراجات تیل کی آمدنی سے پورے ہوتے ہیں۔

صنعتوں سے ملک کی تقریباً 4 فی صد آبادی منسلک ہے۔ کل قومی پیداوار کا 8 فی صد صنعت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ٹیکسٹائل' قالین سازی' جفت سازی اور کھجوروں کو ڈبیا بند' گولا بارود' سنگ مرمر' چرم سازی' سیمنٹ' صابن' فرنیچر اور المونیم کی تیاری اہم صنعتیں ہیں۔ کھاد کی تیاری اور تیل صاف کرنے کے کارخانے بھی ہیں۔ یہاں کے کارخانوں میں زیادہ تر غیر ملکی افراد کام کرتے ہیں۔ ایلومینیم پلانٹ بھی قائم ہیں۔ دمام' جدہ' دہران اہم صنعتی شہر ہیں۔ تیل لگانے اور سمندر سے موتی نکالنے کی صنعت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ حکومت چھوٹے تباہ کن جہاز بھی بنا رہی ہے۔ یہاں ریل' گاڑیاں اور ہوائی جہاز آمدورفت کا ذریعہ ہیں۔ 550

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میل لمبی ریلوے لائن موجود ہے جو دمام اور ریاض کے درمیان ہے۔ پچیس ہزار میل لمبی سڑکیں ہیں۔ ان پر 22 ملین کاریں اور 2 ملین تجارتی ٹرانسپورٹ چلتی ہیں۔ 25 ایئرپورٹس ہیں۔ اپنا بحری بیڑا ہے۔ اس میں 500 جہاز ہیں۔ دمام' جدہ' راس تنورہ اہم بندرگاہیں ہیں جہاں ہر وقت بڑے بڑے تیل بردار جہاز کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہ ملک اور اس کے باشندے دنیا کے خوشحال ترین لوگ ہیں۔

تاریخ سعودی عرب: سعودی عرب کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ یہ اتنی ہی قدیم ہے جتنا خود انسان--- دنیائے اسلام کے لئے یہ ملک بہت مقدس ہے۔ اس کی سرزمین بہت مقدس ہے۔ کیونکہ ایک ارب سے زائد مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ یہاں موجود ہے اور یہیں اسلام کا نور پھوٹا تھا۔ جس کی روشنی میں سارا عالم منور ہوا اور جس ہستی کے ذریعہ یہ اسلام ہم تک پہنچا۔ اس نے بھی یہاں ہی جنم لیا۔ 571ء میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ان کے جد امجد حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہ نے یہاں خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام کو پھیلایا اور اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور حکومت میں اسلامی سلطنت وسیع سے وسیع تر ہوتی گی۔ 644ء تک مشرق وسطیٰ کا بیشتر علاقہ فتح کر لیا تھا اور عرب سلطنت سپین' شمالی افریقہ اور ہندوستان تک پھیل گئی تھی۔ 1055ء میں سلجوق اور ترکوں نے بغداد کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد ایوبیوں اور مملوکوں نے یہاں حکومت کی۔ 1517ء میں سلطان سلیم اول نے مصر و حجاز پر قبضہ کر لیا اور خادم الحرمین کا لقب اختیار کیا۔ 1741ء میں محمد بن عبدالوھاب نے توحید کا پرچم بلند کیا۔ پھر محمد بن سعود کے فرزند اور جانشین عبداللہ اول نے مصری حکمران محمد علی کو 16-1815 میں شکست دی 1902ء میں عبدالعزیز بن سعود نے پورے نجد پر قبضہ کر لیا اور 1925ء میں حجاز تک اپنا تسلط جما لیا۔ 1927ء میں برطانیہ نے اسے آزاد اور خودمختار حکومت کے طور پر تسلیم کر لیا۔ عبدالعزیز نے 1932ء میں اسے متحد کیا۔ 1935ء میں یہاں سے تیل دریافت ہوا۔ 1945ء میں اقوام متحدہ کا ممبر ملک بن گیا۔ 9 فروری 1953ء کو شاہ سعود ابن عبدالعزیز یہاں کا بادشاہ بنا۔ 2 نومبر 1964ء کو شاہ فیصل کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ 1967ء میں عرب اسرائیل جنگ میں مصر' شام اور اردن کی مالی مدد کی۔ 1968ء میں ایران کے ساتھ ساحلی پٹی کی نشاندہی کا معاہدہ ہوا۔ رباط میں 1969ء میں اسلامی ممالک کی تنظیم کے قیام کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ 1975ء میں شاہ فیصل کو ان کے بدبخت بھتیجے نے شہید کر دیا۔ ان کی شہادت پر سارا عالم اسلام سوگوار ہے۔ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے عظیم رہنما تھے۔ ان کی شہادت کے بعد شہزادہ خالد بادشاہ بنے۔ 1979ء میں 25 مسلح انتہاپسندوں نے بیت اللہ پر قبضہ کرلیا۔ جسے جلد ہی ختم کردیا گیا۔ 1981ء میں عراق کے ساتھ نیوٹرل زون کی تقسیم ہوئی۔ 1987ء میں شاہ خالد انتقال کر گئے۔ ان کی وفات کے بعد شہزادہ فہد بادشاہ بن گئے۔ جولائی 1987ء میں مکہ مکرمہ میں ایرانی عازمین حج کے احتجاج کے نتیجے میں 350 حاجی شہید ہوئے۔ 1990ء میں عراق نے کویت پر قبضہ کیا تو کویت کو آزاد کرانے میں سعودی عرب نے بڑی مدد کی اور اس سلسلہ میں متحدہ فوجوں نے سعودی عرب کے تعاون سے ہی عراق کے خلاف جنگ لڑی۔ ہر سال ہزاروں عازمین حج اس مقدس فرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں سعودی عرب جاتے ہیں۔

درآمدات: اشیائے صرف و خوردنی، مسافر کاریں، کیمیکل پروڈکٹس، عمارتی سامان، ٹرانسپورٹ کا سامان۔

برآمدات: 99 فی صد پیٹرولیم، پروڈکٹس و پیٹرولیم۔

اہم شخصیات: خود آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت خالد بن ولید، امیر حمزہ، شاہ فیصل مرحوم شاہ خالد، شاہ عبدالعزیز۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوڈان

SUDAN

سرکاری نام: عوامی جمہوریہ سوڈان۔

سربراہ مملکت: وزیراعظم: جنرل عمر حسن البشیر

General Omar Hassan–ul–Bashir –30 جون

1989ء۔

وزیر خارجہ: ڈاکٹر حسین سلمان ابو صالح Dr.Hussain Sulaiman Abu Salah۔

طرز حکومت: جمہوریت۔

دارالحکومت: سوڈان کا دارالحکومت خرطوم ہے۔ شہر جو اہم ہیں عمدرمان' پورٹ سوڈان۔

رقبہ: 2505813 مربع کلومیٹر 967500 مربع میل۔

آبادی: 20800000۔

سرکاری زبان: عربی۔

شرح خواندگی: 27 فی صد۔

فی کس آمدنی: 330 ڈالر۔

کرنسی: 1430 سوڈانی پونڈ ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔ کرنسی کا نام سوڈانی پونڈ ہے۔

قومی دن: یکم جنوری۔

قومی ترانہ: خدا کے سپاہی۔

محل وقوع: سوڈان براعظم افریقہ کا سب سے بڑا ملک ہے۔ سوڈان کے شمال میں مصر' مشرق میں بحیرۂ احمر اور ایتھوپیا جنوب میں' کینیا' یوگنڈا اور زائر واقع ہیں۔ اس ملک کے مغرب میں چاڈ اور لیبیا کی حکومتیں واقع ہیں۔ شمال میں دریائے نیل اس کے میدانی علاقوں میں بہتا ہے۔ یہ ملک براعظم کا 8 فی صد حصے پر مشتمل ہے۔

لوگ: یہاں کے لوگ 70 فی صد مسلمان ہیں۔ 18 فی صد دھریئے اور 5 فی صد عیسائی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

28 افراد فی میل مربع میں رہتے ہیں۔ 52 فی صد لوگ سیاہ فام ہیں۔ 39 فی صد عرب اور چھ فی صد لوگوں کا تعلق بیجا (Beja) نسل سے ہے۔ لوگ عربی زبان بولتے ہیں۔ تاہم ڈنکا' نوبین' نوئر (Nuir) اور بیجا زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔

35 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ مردوں کی اوسط عمر 52 سال اور عورتوں کی 54 سال ہے۔ 2 ہزار افراد کے حصے میں ایک ڈاکٹر اور دو بستر ہسپتال کے آتے ہیں۔ نابالغوں میں شرح اموات 85 بچے 1000 میں سے وفات پا جاتے ہیں۔

27 فی صد کے قریب لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ حکومت علم کی طرف توجہ دے رہی ہے۔ یہاں نو سال کے بچے کے لئے تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔

خارجہ پالیسی: سوڈان اقوام متحدہ' عرب لیگ کے علاوہ افریقی اتحاد کی تنظیم اسلامی ممالک کی تنظیم کا سرگرم اور فعال ملک ہے۔

وسائل: اس ملک کا بیشتر حصہ ویران اور بنجر پڑا ہے۔ وسائل نہ ہونے کی وجہ سے ملک کا میدانی علاقہ صحرا میں تبدیل ہو رہا ہے۔ آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ 78 فی صد لوگ زراعت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ مگر 5 فی صد رقبہ قابل کاشت ہے اور باقی کو کاشت کرنے کے لئے سرمایہ نہیں ہے۔ یہاں کپاس' گندم' مونگ پھلی' گوند' چاول' کافی' گنا اور کھجوریں کاشت کی جاتی ہیں۔

معدنیات میں لوہے' تانبے' کروم' نمک' سونے' جپسم' مینگانیز' میکا' سنگ مرمر چونے اور کوئلے کے بڑے بڑے ذخائر اس ملک میں موجود ہیں۔ یہاں وسیع پیمانے پر تیل کے ذخائر بھی موجود ہیں۔

9 فی صد لوگ صنعت اور تجارت سے منسلک ہیں اور کل قومی پیداوار کا 6.4 فی صد حصہ میں پارچہ بافی' غذا کی پیکنگ' سگریٹ' شراب' ماچس' گتہ اور ادویات بنانے کی صنعتیں یہاں موجود ہیں۔

5503 کلو میٹر ریلوے لائن ہے۔ 60 فی صد لوگ آمد و رفت کے لئے یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ سڑکیں 15 ہزار میل لمبی ہیں۔ اپنی قومی ایئر لائن ہے جو 1983ء سے نجی تحویل میں ہے۔ تیرہ ہوائی اڈے ہیں۔ خرطوم بین الاقوامی شہرت یافتہ ہوائی اڈہ ہے۔ سوڈان شپنگ لائن اندرون اور بیرون ملک بحری خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ملک میں آٹھ بندرگاہیں ہیں - پورٹ سوڈان سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ سوڈان: سوڈان کی سرزمین کو آباد کرنے والے سب سے پہلے مصری تھے۔ چھٹی صدی میں یہاں عیسائی راہب آئے۔ 11ویں صدی میں بربر قبائل نے اسلام پہنچایا۔ سارے سوڈان میں 1820ء کو اسلام پہنچا۔ 1820ء کے بعد مصر کی حکومت قائم ہو گئی۔ 1898ء میں مصر کی فوج نے مہدوی تحریک کا خاتمہ کیا۔ 1951ء میں مصری پارلیمنٹ نے برطانیہ کے ساتھ کئے گئے معاہدے کو ختم کرنے کا اعلان کر کے اس کو آزادی کی طرف گامزن کر دیا۔ یکم جنوری 1956ء کو عوام نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ 1958ء میں جنرل عبود حکمران بنے۔ اکتوبر میں وہ مستعفی ہو گئے۔ 1965ء کے انتخابی عمل کے ذریعے یہاں مخلوط حکومت بنی جو سیاسی محاذ آرائی کا شکار ہو گئی۔ 1969ء میں جنرل نمیری نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ 1973ء میں ملک کو نیا آئین ملا۔ 30 جون 1984ء میں فوجی انقلاب کے نتیجے میں جنرل عمر احمد البشیر حکمران بن گئے۔ جنہوں نے اسلامی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی اور ملک میں اسلام کو نافذ کرنے کی اب بھی کوششیں کر رہے ہیں۔ مگر سازشوں کی وجہ سے اور سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے اس ملک کے باشندوں کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ وہ فاقہ سے مرنا شروع ہو گئے ہیں۔ 1991ء میں سوڈان میں اقوام متحدہ نے عوام کی فاقہ کشی کو دیکھتے ہوئے ان کی خوراک اور طبی سہولتوں کی سپلائی کے لئے ایک بڑے پیکج کا اعلان کیا۔ جس کو خانہ جنگی اور محاذ آرائی نے بند کروا دیا۔ کیونکہ وہاں عدم اعتماد اور جنگل کا قانون نافذ ہے۔ باغی دندناتے پھرتے ہیں۔ 17 مارچ 1994ء کو دوسرے افریقی ملکوں کی وجہ سے انتہا پسندوں اور حکومت میں مصالحت ہوئی۔ مگر ابھی تک اس کے اثرات مرتب نہیں ہو رہے۔

درآمدات: کپڑے، پیٹرولیم، مشینری، کاریں وغیرہ۔

برآمدات: کپاس اور مویشی۔

اہم شخصیات: مہدی سوڈانی، صادق المہدی، جنرل عمر البشیر، ڈاکٹر حسین سلمان ابو صالح، محمد عثمان کرار، جنرل عثمان احمد حسن، ابو جبارہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینیگال
SENEGAL

سرکاری نام: جمہوریہ سینیگال۔

سربراہ مملکت: صدر: عبدوووف Abdou Diouf۔ جنوری 1981ء تاحال۔

دارالحکومت: ڈکریا ڈاکار ملک کا دارالحکومت ہے۔ کاؤلک ڈیوریل اور سینٹ لوئی مشہور شہر ہیں۔

رقبہ: اس کا رقبہ 196840 مربع کلومیٹر یا 77814 مربع میل ہے۔

آبادی: 5661.000۔

فی کس آمدنی: 510 ڈالر۔

مذہب: اسلام سب سے بڑا مذہب ہے۔ بدھ مت' رومن کیتھولک مذاہب کے ماننے والے بھی موجود ہیں۔

سرکاری زبان: فرانسیسی' علاقائی زبانوں میں وولوف' سیریر' پیول' ٹکلر ز شامل ہیں۔

کرنسی: کرنسی کا نام فرانک ہے۔ 48,25 سینی گال فرانک ایک ڈالر کے برابر ہیں۔

قومی دن: سینیگال کا قومی دن 14 اپریل ہے۔

قومی ترانہ: قومی ترانے کے الفاظ یہ ہیں۔ "اپنے حقوق کے لئے جدوجہد' ظلم کے خلاف بغاوت"

محل وقوع: سینیگال براعظم جنوبی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں ماریطانیہ' مشرق میں مالی' جنوب میں گنی بساؤ اور مغرب میں اوقیانوس واقع ہیں۔ سینیگال کے مشہور دریا دریائے سینی گال' گیمبیا اور سالوم ہیں۔ گیمبیا کا ملک ایک پٹی کی صورت میں اس کے اندر دور تک چلا گیا ہے۔ اس کی سطح عموماً میدانی ہے۔ جنوب مشرق میں مرتفع علاقہ جس کی زیادہ سے زیادہ بلندی 1640 فٹ ہے۔ جنوب مغربی علاقہ جنگلات سے بھرا ہوا ہے۔

لوگ: سینیگال میں 95 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ 2 فی صد عیسائی اور باقی کا تعلق دیگر مذاہب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہے۔ 36 فی صد لوگ وولوف 17 فی صد سیریر 17 فی صد خولانی 17 فی صد ڈیولا 9 فی صد ٹولوکیئر 9 فی صد مینڈنگو گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ لوگوں کی اکثریت تقریباً 70 فی صد دیہاتوں میں اور 30 فی صد شہروں میں رہتی ہے۔ خواندگی کا تناسب 23 فی صد ہے۔ 48 فی صد بچے پرائمری اور 11 فی صد ہائی سکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ مردوں کی اوسط عمر 54 برس اور عورتوں کی 56 برس ہے۔ شرح پیدائش 2.9 فی صد سالانہ ہے۔ فی مربع میل میں 104 افراد بستے ہیں۔ ہسپتالوں میں 1134 افراد کے حصے میں ایک بستر اور ملک کے 17072 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر طبی سہولت کے لئے میسر ہے۔ یہاں طبی سہولتیں بہت کم ہیں۔ شرح اموات 86 فی ہزار ہیں۔

طرز حکومت' آئین' خارجہ پالیسی: سینیگال میں صدارتی نظام رائج ہے۔ سوشلسٹ پارٹی بڑے عرصے سے حکمران چلی آ رہی ہے۔ 7 مارچ 1963 کو ملک میں پہلا آئین نافذ ہوا تھا۔ یہاں حکمران پارٹی کے علاوہ بھی سیاسی جماعتیں موجود ہیں۔ مگر ان کو عوام میں خاص مقبولیت نہیں ہے۔ سینی گال اقوام متحدہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ہے۔

وسائل: ملک کی آبادی کا دو تہائی حصہ زراعت سے منسلک ہے۔ یہ بنیادی طور پر زرعی ملک ہے۔ چاول' جوار' مکئی' مونگ پھلی' باجرہ اہم زرعی پیداوار ہیں۔ لوگ مویشی بھی پالتے ہیں۔ آمدن کا بڑا حصہ زراعت ہے۔

فاسفیٹ سینیگال میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ لوہا' نمک' کرومائٹ اور المونیم دیگر معدنیات ہیں۔

یہاں کا سب سے بڑا صنعتی شہر دارالحکومت ڈاکار ہے۔ تمام صنعت کی بنیاد زرعی پیداوار سے بننے والی اشیاء ہیں۔ بڑی صنعتوں میں مچھلی' خوراک' پارچہ بانی' چینی' مشروبات' شراب کی کشید' سیمنٹ' صابن شامل ہیں۔ آج کل موٹر گاڑیوں کی اور کیمیائی اشیاء کی صنعتیں بھی روز افزوں ہیں۔

یہاں کی ریلوے لائنوں کی لمبائی 713 میل ہے اور سڑکیں 20000 کلومیٹر کے لگ بھگ ہیں۔ ایک لاکھ کاریں اور 50 ہزار کے قریب تجارتی گاڑیاں روزانہ سڑکوں پر چلتی ہیں۔ قومی ایئرلائن کا نام "ایئر سینی گال" ہے۔ ملک میں چار بڑے ہوائی اڈے ہیں دریائے سینی گال بحری جہاز رانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس میں ممیئر سروس چلتی ہے۔ سینٹ لوئی اور ڈاکار اہم بندرگاہیں ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ سینیگال: 1040ء میں سینیگال میں سب سے پہلے اسلام کی روشنی پہنچی اور یہاں کے حکمران ٹوکولیر زنگی قبائلوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر یہاں 15 ویں صدی تک مسلمان حکمران رہے۔ 15ویں صدی میں فرانسیسی دریائے سینی گال کے کنارے آباد ہوئے اور انہوں نے کچھ تجارتی اسٹیشن قائم کئے۔ 1650ء میں فرانسیسیوں نے دوسری اہم بندرگاہ سینٹ لوئی کے مقام پر اپنی تجارتی بستی قائم کی۔ پھر اس ملک پر قابض ہو گئے۔ بعد میں نپولین بوناپارٹ کی شکست کے بعد یہ ملک برطانیہ کے ہاتھ آگیا۔ مگر 1815ء میں پھر یہ علاقہ فرانسیسیوں کو واپس کر دیا گیا۔ 1893ء میں آخری مسلم ریاست بھی یہاں ختم ہو گئی۔ 1895ء میں یہ تمام علاقہ ایک بار پھر فرانسیسیوں کے پاس چلا گیا اور یہاں سے وہ افریقہ کا دوسرا مفتوح علاقہ بھی کنٹرول کرتے۔ 1946ء میں یہ فرانسیسی یونین کا علاقہ قرار پایا اور دو ارکان فرانسیسی اسمبلی میں کامیاب بھی ہو گئے۔ 1958ء میں گنی کے یونین سے نکالنے پر سینی گال کو خودمختاری مل گئی۔ 1959ء میں سینی گال اور سوڈان جسے آج کل مالی کہتے ہیں کو مدغم کر کے وفاق مالی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ 20 اگست 1960 کو یہ مکمل آزاد اور خودمختار ملک بن گیا۔ لیوپڈر سیڈر منگھور پہلے صدر بنے اور اسی سال سینی گال نے اقوام متحدہ میں شمولیت اختیار کرلی۔ 62ء میں صدر کا تختہ الٹنے کی ناکام سازش ہوئی۔ وزیراعظم محمد ضیاء 74ء تک قیدوبند کی صعوبتیں جھیلتا رہا۔ صدر نے 63ء73ء 78ء کے الیکشن جیتے۔ 17 دسمبر 1981ء کو سینی گال گیمبیا فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔ یکم فروری 1982ء کو وفاق پر عملدرآمد شروع ہو گیا۔ لیکن کرنسی اور دفاع کے علاوہ دونوں ملکوں نے اپنی اپنی علیحدہ حیثیت برقرار رکھی۔ 1981ء کے انتخابات کے نتیجے میں صدر عبدوویوف بنے۔ 83ء میں وزیراعظم کا عہدہ ختم کر دیا گیا۔ 88ء میں عبدوویوف پھر جیت گئے۔ 89ء میں سرحد پر واقع چراگاہوں کے مسئلے پر موریطانیہ سے تنازعہ ہو گیا۔ دونوں ملکوں نے سفارتی تعلقات ختم کر دیئے۔ 89 میں یہاں اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے وزرائے ثقافت کا اجلاس ہوا۔ 93ء کے عام انتخابات میں صدر ویوف پھر جیت گئے۔ حزب مخالف نے زبردست دھاندلی کا الزام لگایا۔ حکومت نتائج دکھانے میں تاخیر کرتی رہی۔ آخر تین ہفتوں کے بعد نتائج کا اعلان ہوا۔ جس میں ویوف کثرت سے منتخب ہوئے۔

اہم شخصیات: عبدووف لیوپڈر سیڈر منگھور، محمد ضیاء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام

SYRIA

سرکاری نام: عرب جمہوریہ شام۔

سربراہ مملکت: صدر: حافظ الاسد Hafez-al-Assad-1971ء تاحال۔

وزیراعظم: محمود الضوآبی Mahmood-al-Zuabi۔

وزیرخارجہ: فاروق الشرع Farooq-al-shar۔

دارالحکومت واہم شہر: شام کا دارالحکومت دمشق ہے۔ اہم شہروں میں حمص' حلب' لتاکیا' جماشامل ہیں۔

رقبہ: 185180 مربع کلومیٹر یا 71498 مربع میل۔

آبادی: آبادی 10400000 نفوس پر مشتمل ہے۔

سرکاری زبان: عربی اس کے علاوہ آرمینی' کرد' فرانسیسی اور انگریزی زبانیں بھی اکثر بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

شرح خواندگی: 50 فی صد۔

فی کس آمدنی: 1860 ڈالر۔

کرنسی: شامی پونڈ کرنسی ہے۔(3,925 شامی پونڈ ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔)

قومی دن: 17 اپریل۔

قومی ترانہ: قوم کے رکھوالو---

محل وقوع: یہ ملک براعظم افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال مشرق کی جانب ترکی اور مشرق کی جانب عراق واقع ہیں۔ شام بحیرہ روم کے مشرقی سرے پر واقع ہے۔ شام کے جنوب کی طرف اردن اور مغرب میں اسرائیل لبنان واقع ہیں۔ اس کے اہم دریاؤں میں فرات' خابور اور برارہ اہم شہر ہیں۔ ملک کی سطح پہاڑوں دریائی وادیوں اور صحراؤں پر مشتمل ہے۔ مشرقی حصے میں فرات بہتا ہے جو آبپاشی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ آب و ہوا گرم ہے۔ موسم سرما

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بارشیں ہوتی ہیں۔ یہ شمالاً جنوباً 310 میل لمبا اور شرقاً غرباً 290 میل چوڑا ہے۔

لوگ: 90 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ ایک مربع میل میں 181 افراد بستے ہیں۔ مسلمانوں میں 74 فی صد سنی العقیدہ اور 16 فی صد لوگ شیعہ ہیں۔ 90 فی صد لوگ عرب النسل ہیں جبکہ باقی دس فی صد میں کرد اور آرمینی لوگ ہیں۔ شام میں 6 سال کے بچے کو سکول میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ 94 فی صد نوجوان بچے (لڑکیاں اور لڑکے) سکولوں اور کالجوں میں جاتے ہیں۔ یہاں کئی یونیورسٹیاں ہیں۔ جن میں اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں کے لوگوں کی اوسط عمر مردوں میں 64 سال اور عورتوں میں 71 برس ہے۔ ہر سال 3.8 فی صد آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ 840 افراد کے لئے ایک بستر ہسپتال کا آتا ہے اور 1347 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر نابالغوں میں شرح اموات 34 فی ہزار ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: اس ملک میں صدارتی نظام رائج ہے۔ صدر سات سال کے لئے منتخب ہوتا ہے۔ پارلیمنٹ اس کی مدد کے لئے بنائی جاتی ہے۔ جس کی مدت چار سال ہے۔ مارچ 1973ء کے آئین کے مطابق تین نائب صدور بھی بنائے جاتے ہیں۔

یہ ملک آزاد خارجہ پالیسی رکھتا ہے۔ اقوام متحدہ، عرب لیگ، اسلامی ممالک کی تنظیم کا ممبر ملک ہے اور ان فورموں میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

وسائل: شام کے 33 فیصد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ اہم زرعی پیداوار میں گندم، جو، کپاس، چقندر، تمباکو، سبزیاں اور پھل شامل ہیں۔ ملک کی دو تہائی آمدنی برآمدات زراعت سے ہوتی ہے۔ 67 فی صد رقبہ پر کاشت ہوتی ہے۔ 5 فی صد رقبے پر جنگلات ہیں۔ 1956ء میں یہاں تیل دریافت ہوا۔ دیگر معدنی اشیاء تیل، گیس، فاسفیٹ، نمک، مینگانیز، لوہا، کرومائیٹ، اسفالٹ شامل ہیں مگر ان وسائل سے ابھی تک صحیح استفادہ نہیں کیا جا رہا ہے۔

صنعتی لحاظ سے بھی یہ ملک زیادہ انحصار خام مال پر کرتا ہے۔ تیل کی صفائی، بجلی کی اشیاء، شیشے کی اشیاء بنانے کی صنعتیں، پارچہ بافی، کیمیائی اشیاء، کھاد، سیمنٹ، انجینئرنگ کا سامان، تمباکو، پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنے کی صنعتیں شامل ہیں۔

ریلوے لائن 1100 میل لمبی ہے۔ قدیم ترین شمالی ڈویژن لائن حلب کو ترکی اور عراق سے ملاتی ہے۔ 25000 کلومیٹر لمبی سڑکیں موجود ہیں۔ سیرین عرب ایئر لائن بہت بڑی ایئر لائن ہے۔ دمشق، نظاکیہ اور طرطوس اہم بندرگاہیں ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ شام: یہ ملک دنیا کا قدیم ترین ملک ہے۔ یہاں بہت سی تہذیبوں نے جنم لیا اور یہاں ہی دم توڑ دیا۔ سکندر اعظم 332 قبل مسیح یہاں آیا تھا۔ 395ء تک یہ رومنوں اور بازنطینی لوگوں کے پاس رہا۔ مسلمان یہاں ساتویں صدی عیسوی میں آئے اور اپنا دین متعارف کروایا اور اپنی زبان بھی۔۔۔ آخر کار یہی اس ملک کی پہچان کا باعث بن گئی۔ 661ء تا 750ء یہ دمشق کے اموی خلفاء کے ماتحت رہا۔ 1516ء میں یہاں ترکوں نے قبضہ کر لیا۔ جو پہلی جنگ عظیم تک رہا۔ 1920 سے 1946ء تک فرانس کا قبضہ رہا۔ 17 اپریل 1946ء کو یہ علاقہ آزاد اور خود مختار ملک بن گیا۔ 58ء سے 68ء تک یہ متحدہ عرب جمہوریہ (مصر اور شام) کا حصہ رہا۔ اس کی فوجیں جب بھی اسرائیل کے خلاف جنگ ہوئی۔ اس میں شامل ہوئیں۔ فروری 1968ء میں یہاں فوج نے مارشل لاء لگا دیا۔ مارچ 71ء میں نورالدین الطاشی کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں جناب حافظ الاسد صدر بن گئے۔ انہوں نے عربوں کو اسرائیل کے خلاف متحدہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ 31 مئی کو لبنان کی خانہ جنگی کو ختم کرنے کے لئے شام کی فوجوں نے بھی اپنی خدمات پیش کیں۔ جہاں انہوں نے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔۔۔ 8 فروری کو جناب حافظ الاسد دوبارہ صدر منتخب ہو گئے۔ اگست 1980ء کو عراق اور شام کے تعلقات ختم ہو گئے۔ کیونکہ عراق ایران جنگ میں شام نے ایران کی مدد کی تھی۔ 1980ء میں روس کے ساتھ 20 سالہ فوجی اور اقتصادی تعاون کا معاہدہ کیا۔ 85ء میں جناب حافظ الاسد پھر سات سال کے لئے صدر بن گئے۔

مئی 1989ء کو چین نے ایک معاہدہ کے تحت شام کو OXM9 میزائل دینے کا اعلان کیا۔ اگست 1990ء میں کویت پر عراقی حملے کی مخالفت کی اور اتحادی فوجوں میں اپنی فوجیں بھیجیں۔ عرب اسرائیل امن کانفرنس منعقد کرنے کے لئے 1991ء میں امریکہ کی تجاویز قبول کر لیں۔ دسمبر 1991ء میں چار سال کے لئے حافظ الاسد دوبارہ صدر بنے۔ 1992ء میں اپریل میں شام نے اپنی یہودی آبادی سے سفر کی پابندیاں ختم کر دیں۔ 16 جنوری 1994ء کو شام کے صدر نے اعلان کیا کہ وہ گولان ہائٹس کے سلسلے میں اسرائیل کے ساتھ معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

درآمدات: مشینری، کیمیکل پروڈکٹس، دھات کا سامان، پھل سبزیاں۔

برآمدات: فاسفیٹ، ٹیکسٹائلز، پھل، تمباکو، سبزیاں، کپاس، پیٹرولیم۔

اہم شخصیات: حافظ الاسد، نورالدین عطاشی، فاروق الشار۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صومالیہ

SOMALIA

سرکاری نام: ڈیموکریٹک جمہوریہ صومالیہ۔

سربراہ مملکت: صدر: علی مہدی محمد Ali Mahdi Mohammad' جنوری 91ء تاحال

وزیراعظم: عمر عرطے غالب Omar Artah Ghalib۔

دارالحکومت: مغادیشو ملک کا دارالحکومت ہے۔ دیگر اہم شہروں میں کسمایو مرکد' بربرا اور ہرگویدا اہم شہر ہیں۔

رقبہ: 638000 مربع کلومیٹر یا 246300 مربع میل ہے۔

آبادی: صومالیہ کی آبادی تقریباً 82 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

سرکاری زبان: صومالی زبان ملک کی قومی زبان ہے۔

فی کس آمدنی: 290 ڈالر۔

کرنسی: صومالی شلنگ 26 صومالی شلنگ ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔

شرح خواندگی: 60 سے 65 فی صد کے درمیان ہے۔

قومی دن: یکم جولائی۔

قومی ترانہ: صومالیہ زندہ باد---

محل وقوع: یہ ملک براعظم افریقہ کے جنوبی حصہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں خلیج عدن' مشرق اور جنوب میں بحر ہند واقع ہے۔ مغرب میں کینیا' ایتھوپیا اور جبوتی واقع ہیں۔ ساحلی علاقہ 1700 میل تک پھیلا ہوا ہے۔ شمالی علاقہ پہاڑی ہے۔ جنوبی علاقہ میدانی ہے۔ یہ تین خطوں الجوبان' اوگو اور ٹوگ پر مشتمل ہے۔ یہاں کی آب و ہوا بڑی گرم اور خشک ہے۔ مگر جہاں پانی ملتا ہے وہ زمین کاشت کاری کے لئے مفید ہے۔ دس انچ سے زیادہ بارش نہیں ہوتی۔

لوگ: یہاں کے 99 فی صد لوگ شہروں میں آباد ہیں۔ زیادہ تر لوگ صومالی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ 50 فی صد بچے سکول جاتے ہیں اور سات فی صد ہائی سکولوں اور کالجوں وغیرہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ 60 سے 65 فی صد تک لوگ پڑھے لکھے ہیں۔
یہاں کے مردوں کی اوسط عمر 56 برس اور عورتوں کی 58 برس ہے۔ آبادی میں 3.3 فی صد کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے۔ 1053 افراد کے لئے ایک بستر ہے اور 19071 افراد کے حصہ میں ایک ڈاکٹر آتا ہے۔ نابالغوں میں شرح اموات 118 فی ہزار ہے۔

طرز حکومت اور خارجہ پالیسی: آئین کے تحت پارلیمانی نظام حکومت رائج ہے مگر اس وقت اقتدار پر فوج نے قبضہ کر رکھا ہے۔ خارجہ پالیسی کے حوالے سے یہ ملک اقوام متحدہ عرب لیگ' اسلامی کانفرنس اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

وسائل: لوبان' چاول' گنا' کیلا' سورگم' مکئی' مونگ پھلی' کپاس' گوند اور بانس اہم زرعی پیداوار ہیں۔ ملک کی 82 فی صد افرادی قوت زراعت کے پیشے سے وابستہ ہے۔ کل آمدنی میں زراعت کا حصہ تقریباً نصف ہے۔ جانوروں میں بھیڑ بکریاں اور اونٹ پالے جاتے ہیں۔
لوہا' قلعی جپسم باکسائیٹ اور یورینیم اہم معدنی پیداوار ہیں۔ غذاؤں کو ڈبیانا' پارچہ بافی' چمڑا سازی اور فرنیچر کا سامان اہم صنعتیں ہیں۔
ریلوے کا کوئی نظام موجود نہیں۔ 12 ہزار میل لمبی سڑکیں موجود ہیں۔
بندرگاہیں چار ہیں۔ بربرا اور موگادیشو۔۔۔ اپنی ایک ایئرلائین ہے۔ 51 فی صد حصص اس کے اپنے اور 49 فی صد اٹلی کی ایک فضائی کمپنی کے ہیں۔

درآمدت: ٹیکسٹائلز' کھاد' پیٹرولیم' کیمیکلز' زرعی مشینری' کیمیکل پروڈکٹس' عمارتی ٹرانسپورٹ کا سامان' مشروبات' گھریلو اشیائے صرف' اشیائے خوردنی' مشینری اور پرزہ جات اہم درآمدات ہیں۔

برآمدت: مچھلی' زندہ مویشی' پیٹرولیم' پروڈکنس' کیلا' کھالیں۔

تاریخ صومالیہ: یہاں کے قبائل دو ہزار سال قدیم ہیں۔ یہاں نویں اور چودھویں صدی کے درمیان ویج سلطنت قائم تھی۔ پرتگالیوں نے پندرھویں صدی میں ان کی حکومت کا تختہ الٹ کر اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔ سولہویں صدی میں مسقط اور اومان کے سلطان نے اس کے ساحلی قصبوں پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ 18 ویں صدی میں یہ علاقہ اہل زنجبار کو منتقل ہو گیا۔ 1885ء سے 1927ء تک یہ اٹلی کا نو آبادی حصہ رہا۔ 1949ء میں یہ آزاد ہو گیا۔ مگر 1950ء تک اٹلی کے زیر اثر رہا۔ 1954ء کو برطانوی علاقے صومالی لینڈ اور ایتھوپیا کو ایک علاقہ قرار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے کر آزاد اور خود مختار علاقہ قرار دیا گیا۔ 1960ء سے 1967ء تک عدن عبداللہ عثمان صومالیہ کے صدر رہے۔ ان کے بعد عبدالرشید علی صدر بنے۔ جنہیں 1969ء میں قتل کر دیا گیا۔ مختار محمد موسیٰ نے اقتدار سنبھال لیا۔ ان کے بعد سپریم کونسل نے اقتدار حاصل کر لیا اور جنرل سید بارے نئے صدر بن گئے۔ انہوں نے پارلیمنٹ کو توڑ دیا اور بہت سی بیرونی کمپنیوں کو قومیا لیا۔ 1976ء سوشلسٹ انقلابی پارٹی کا قیام عمل میں آیا۔ وسط 1977ء میں صومالیہ کے حریت پسندوں نے ایتھوپیا کے علاقے اوگاؤن پر حملہ کر دیا۔ جب روس اور کیوبا نے ایتھوپیا کی مدد کی تو 13 نومبر 1977ء کو صومالیہ نے روس اور کیوبا کے ساتھ معاہدہ دوستی ختم کر دیا۔ تاہم 1978ء میں صومالیہ نے اوگاؤن کے علاقہ سے اپنی فوجیں نکال لیں۔ اس کے باوجود 1980ء کے عشرے میں لڑائی جاری رہی۔ 30 دسمبر 1979ء کو یہاں عام انتخابات منعقد ہوئے۔ 22 اگست 1980ء کو امریکہ اور روس کے مابین معاہدہ طے پایا۔ جس میں طے پایا گیا کہ امریکہ موگادیشو اور بربرا کی بندرگاہیں بحری سہولت کے لئے استعمال کر سکے گا۔ اس کے عوض امریکہ اسے 45 ملین ڈالر کی خطیر رقم مہیا کرے گا تاکہ صومالیہ اقتصادی اور فوجی لحاظ سے مستحکم ہو سکے۔

1982ء میں صومالیہ اور ایتھوپیا کے درمیان اوگاؤن کے مسئلے پر پھر لڑائی چھڑ گئی۔ جون 1986ء میں قحط سے متاثر افراد کی ایک کثیر تعداد یہاں آ گئی۔ 1988ء میں شمال مشرقی حصوں میں گوریلوں نے اپنی کارروائیاں تیز کر دیں۔ جنوری 1991ء میں سید بارے ملکی خزانہ لے کر فرار ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد ملکی خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ دارالحکومت پر قبضہ کی کوشش میں 47 ہزار افراد مارے گئے۔ جنرل فرح عدید اور علی مہدی کے درمیان اقتدار کی جنگ لڑی گئی۔ مجبوراً اقوام متحدہ کو انوالو ہونا پڑا۔ اقوام متحدہ کی فوج میں شامل پاکستانی فوج کے دستے کے 25 سے زائد جوان شہید ہو گئے۔ ان کے خلاف جنرل فرح عدید نے کارروائی کی تھی۔ 24 مارچ 1994ء میں ایک معاہدہ امن نیروبی میں طے پایا۔ جن کے تحت رضاکارانہ طور پر امن کے لئے کوششیں کی جائیں گی۔ اس سلسلہ میں جنرل فرح عدید اور عبوری حکومت کے صدر علی مہدی نے بارہ دھڑوں کی جانب سے جنگ بندی کے مسئلہ پر سمجھوتے پر دستخط کئے۔ مگر ابھی تک امن بحال نہیں ہو سکا۔ عوام خانہ جنگی اور قحط کی وجہ سے مر رہے ہیں اور حکمران اقتدار کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

اہم مشہور شخصیات: علی مہدی محمد، عمر عرطے غالب، محمد علی ساتر، محمد موادلے مدار حسین علی شیدو، جنرل محمد فرح عدید۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحراوی عرب ری پبلک

SAHRAWI ARAB REPUBLIC

سرکاری نام: صحراوی عرب جمہوریہ۔

سربراہ مملکت: محمد عبدالعزیز۔

آبادی: یہ ملک 2 لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

رقبہ: 266769 مربع کلومیٹر ہے۔

سرکاری زبان: عربی اور ہسپانوی۔

دارالحکومت: العیون' اہم شہروں میں سمارا ئی اہم شہر ہے۔

آب و ہوا: اس ملک کی آب و ہوا گرم و خشک ہے۔

محل وقوع: براعظم افریقہ کے شمال مغربی حصہ میں واقع ہے۔ اس ملک کے مشرق اور جنوب میں ماریطانیہ اور شمال میں مراکش واقع ہیں۔ مغرب میں بحراوقیانوس واقع ہے سطح ہموار اور صحرائی ہے۔ مشرق اور شمال میں معمولی سی بلندیاں ہیں۔

لوگ: یہاں کے لوگ سو فی صد مسلمان ہیں۔ لوگ ہسپانوی زبان بولتے ہیں۔

وسائل: بھیڑ بکریاں' اونٹ اور مچھلی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی خاص چیز کاشت نہیں ہوتی۔

فاسفیٹ کے ذخائر موجود ہیں۔ 1968ء میں دریافت ہوئی۔ اس معدنی دولت سے اچھی خاصی آمدن ہے۔ خام لوہا اور تیل کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ جن پر کام ہو رہا ہے۔ اس ملک کی اہم صنعت ماہی گیری ہے۔

تاریخ صحراوی عرب ری پبلک: یہاں اسلام دسویں صدی میں آیا۔ 1436ء میں پرتگیزی یہاں آئے۔ انیسوی صدی میں ہسپانیہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔ 1958ء میں مراکش نے سپین سے مطالبہ کیا کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ دے۔ ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ اس موقع پر سلامتی کونسل کی وجہ سے جنگ ٹل گئی 14 نومبر 1975ء کو سپین نے علاقہ چھوڑنے کا اعلان کیا۔ مراکش اور ماریطانیہ کے فوجی دستے اس ملک میں داخل ہوئے۔ 26 فروری کو ہسپانیہ نے یہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنی فوجیں واپس بلالیں۔ 27 فروری کو صحراوی قوم پرستوں (پولیساریو) نے صحراوی عرب ڈیموکریٹ ری پبلک کے قیام کا اعلان کیا۔ 7 مارچ 1976ء کو مراکش اور برطانیہ نے الجزائر سے سفارتی تعلقات ختم کر دیئے۔ کیونکہ وہ بھی اس علاقے کا دعویدار تھا۔ 18 اپریل 1976ء کو مراکش اور برطانیہ کے مابین جنگ چھڑی جو 15 اگست 1979ء کو ختم ہوئی۔ شاہ حسن دوم نے اسے اپنا 37 واں صوبہ قرار دے دیا اور انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا۔ پولیساریو اور مراکشی فوج کے درمیان جنگ ہوئی جو اٹھارہ ماہ جاری رہی۔ فروری 1981ء تک 45 ممالک نے اس ملک کو تسلیم کر لیا۔ 1980ء جولائی میں افریقی اتحاد کی تنظیم کے اجلاس میں 50 ممبروں نے شرکت کی جن میں سے 30 نے اسے تسلیم کر لیا۔ 1982ء میں یہ افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ممبر ملک بن گیا۔ 89ء تک اسے 70 سے زائد ممالک تسلیم کر چکے تھے 1990ء میں مراکش سے جنگ بندی ہوئی۔ اور مذاکرات کے نتیجے میں یہ طے پایا کہ یہاں ریفرنڈم ہو۔ مگر فی الحال ابھی تک اس فارمولے پر عمل نہیں ہو سکا۔ کیونکہ مراکش اس سلسلے میں اپنی ہٹ دھری پر قائم ہے اور امن کے راستے میں دیوار---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عراق

IRAQ

سرکاری نام: اسلامی جمہوریہ عراق۔

سربراہ مملکت: صدر: صدام حسین Saddam Hussain۔ جولائی 1979ء تاحال۔

وزیر خارجہ: محمد سعید الصاحاف Muhammad Saeed-al-sahaf۔

رقبہ: 434924 مربع کلومیٹر یا 172000 مربع میل۔

آبادی: تقریباً 2 کروڑ ہے۔

قومی دن 14 جولائی۔

فی کس آمدنی: 2420 ڈالر 1987ء میں۔

سرکاری کرنسی: عراقی دینار 32,85 عراقی دینار ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔

زبان: عربی، کرد، ترکی اور اکسیری زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

قومی ترانہ: جمہوریت کو سلام۔

دارالحکومت: بغداد اس کے علاوہ موصل، کوفہ، نجف، بصرہ اور کرکوک اہم شہر ہیں۔

محل وقوع: براعظم افریقہ کے شمال میں واقع ہے۔ مشرق وسطیٰ کا ایک زرخیز ملک ہے۔ اس کے شمال میں ترکی مشرق میں ایران جنوب مشرق میں کویت اور خلیج فارس جنوب مغرب میں سعودی عرب اور مغرب میں شام اور اردن واقع ہیں۔ یہ شمالاً جنوباً 865 میل لمبا اور شرقاً غرباً 775 میل چوڑا ہے۔ اس کا قدیم نام میوپوٹیمیا ہے۔ ایرانی اسے سورستان کہا کرتے تھے۔ اس کا زیادہ حصہ دجلہ اور فرات کی وادی پر مشتمل ہے۔ شمال میں پہاڑی علاقہ ہے۔ دجلہ اور فرات اہم دریا ہیں۔ سلسلہ کروستان اہم پہاڑی سلسلہ ہے۔

ملک کی آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ ساحلی علاقوں کی آب و ہوا مرطوب ہے۔ شمالی پہاڑوں پر سردیوں میں بارش ہوتی ہے۔

اہم شخصیات: صدام حسین، طارق عزیز، شاہ فیصل، شہزادہ غازی، محمد حمزہ الزبیدی، سعدون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حماوی۔

لوگ: 95 فی صد لوگ مسلمان ہیں جن میں سے 66 فی صد شیعہ اور 35 فی صد سنی العقیدہ ہیں۔ 5 فی صد لوگ عیسائی ہیں۔ 75 فی صد لوگ عربی النسل 10 فی صد کرد اور 10 فی صد ترک نسل ہیں۔ یہاں چھ سال کے بچوں کو سکول میں داخل کروایا جاتا ہے۔ خواندگی کا تناسب 60 سے 65 فی صد ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 66 برس اور عورتوں کی 68 برس ہے۔ سالانہ شرح اضافہ 3.8 فی صد ہے۔ 552 افراد کے لئے ہسپتال کا ایک بستر اور 3324 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر ہے۔ نابالغوں میں شرح اموات 66 فی ہزار ہے۔

وسائل: تیل اس ملک کی سب سے بڑی معدنی دولت ہے۔ لوہا' کروم' تانبا' سیسہ' فاسفیٹ' جپسم' گندھک دوسری اہم معدنی دولت ہیں۔ دنیا کا چھ فی صد تیل عراق میں ہے۔ 1927ء میں کرکوک اور 1952ء میں موصل سے تیل کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے تھے۔

صنعتی اعتبار سے بھی یہ ایک خود کفیل ملک ہے۔ تیل صاف کرنے' چمڑا سازی' پارچہ بافی' سیمنٹ' تمباکو' کاغذ' کھاد' گندھک' ادویات' زرعی آلات' ایلومینیم کی مصنوعات' لوہا' فولاد تیار کرنے کے کارخانے وغیرہ یہاں پر موجود ہیں۔ اہم صنعتی شہروں میں بصرہ' بغداد موصل' کرکوک اہم شہر ہیں۔

21 فی صد حصہ پر کاشت ہوتی ہے۔ تقریباً 45 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ زراعت ملکی پیداوار کا 10.8 فی صد ہے۔ دجلہ اور فرات زمین کے لئے سونا ہیں۔ 50 فی صد زراعت مصنوعی آبپاشی سے ہو رہی ہے۔ 80 فی صد کھجوریں دنیا بھر کی عراق پیدا کرتا ہے۔ 7 ہزار مربع میل وسیع جنگلات ہیں۔ 1958ء کی زرعی اصلاحات کے تحت انفرادی ملکیت کی حد 100 ایکڑ نہری اور 200 بارانی مقرر ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: جمہوری طرز حکومت ہے مگر اس وقت ایک فوجی حکمران ہے۔ اقوام متحدہ۔ عرب لیگ اسلامی ممالک کی تنظیم اور اوپیک کا رکن ملک ہے۔

درآمدات: پٹرولیم' پٹرولیم پروڈکٹس۔

تاریخ عراق: اسلام سے قبل لنمی اس علاقے پر حکمران تھے۔ 637ء میں حضرت سعد بن ابی وقاص صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ساسانیوں کو شکست دے کر اس ملک میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس مشہور لڑائی کو جنگ قادسیہ کہا جاتا ہے۔ جنگ نہاوند میں بھی دشمن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو شکست ہوئی اور لشکر اسلام غالب آیا۔ یہ بات 641ء اور 642ء کی ہے۔ اس سے پہلے مسلمانوں نے بصرہ اور کوفہ میں فوجی چھاؤنیاں قائم کرلی تھیں۔ اکتوبر 749ء میں اموی حکومت کے بعد عباسی یہاں کے حکمران بنے۔ 1059ء میں سلجوق حکمران طغرل بیگ نے بغداد کو فتح کیا۔

بغداد علم و ادب کی وجہ سے عالمی شہرت یافتہ شہر ہے۔ اس وقت یہ اپنی انتہائی بلندیوں پر تھا۔ بڑے بڑے علماء' فضلا' سائنس دان' حساب دان' عقل مند اور ذہین افراد وہاں موجود تھے اور وہاں بہت بڑا علمی خزانہ موجود تھا۔ 1258ء میں ہلاکو خان کی صورت میں ایک عذاب نازل ہوا جو سب کچھ بہا کر لے گیا۔ 1401 میں تیمور لنگ نے یہاں قبضہ کر لیا۔ 1917ء میں انگریز یہاں کے حکمران بنے۔ 1918ء میں عراقی قوم کو ایک علیحدہ قوم تصور کر لیا گیا۔ 23 اگست 1921ء کو تاج و تخت شاہ فیصل کو ملا۔ جون 1922ء میں ملک کا آئین بنا۔ 18 اکتوبر 1922ء کو برطانوی تحویل کو معاہدے کی صورت دی گئی۔ جس کے مطابق برطانیہ عراق کی انتظامیہ۔ دفاع خارجہ امور اور مالیات کا ذمہ دار ہوگا۔ مگر عوام نے شدید احتجاج کیا۔ جس کے نتیجے میں 13 اکتوبر 1932ء کو ملک مکمل آزاد ہو گیا۔

شاہ فیصل کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا شہزادہ غازی حکمران بنا۔ 14 اپریل 1939ء کو وہ ٹریفک کے حادثے میں مارے گئے۔ شہزادہ فیصل چار برس کی عمر میں بادشاہ بنے ان کے ماموں امیر عبداللہ کو نگران مقرر کیا گیا۔ 1958ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ 14 جولائی 1958ء کو جنرل عبدالکریم قاسم نے تختہ الٹ دیا۔ شاہ کے ماموں کو قتل کر دیا گیا۔ وزیراعظم نورالسعید بھی مارے گئے۔ 63ء فروری میں عبدالکریم قاسم ایک اور انقلاب میں مارے گئے۔ عبدالسلام عارف صدر بنے۔ 66ء میں فضائی حادثے میں ہلاک ہو گئے۔ ان کی جگہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن عارف صدر بنے۔ جولائی 1968ء میں ان کا بھی تختہ الٹ دی گیا اور مارشل احمد حسن البکر عراقی صدر بن گئے۔ 1969ء میں ایران سے شط العرب کے مسئلے پر عراق کا جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ 1972ء میں 15 سالہ دوستی کا روس سے معاہدہ طے پایا۔ جس کے نتیجے میں اسلحے کی کثیر تعداد اسے ملی۔ 73ء میں شام کی مدد کی اور اسے اپنی فوجیں بھی دیں۔ 1975ء میں کردوں کو شکست دی۔ 1979ء کو حسن البکر مستعفی ہو گئے تو صدام حسین برسراقتدار آئے۔ ستمبر 1980ء میں ایران عراق جنگ شروع ہوئی جو 8 سال بعد اگست 1988ء کو بند ہوئی۔ جس سے دونوں ملک اقتصادی' فوجی اور دوسرے لحاظ سے شدید نقصان سے دوچار ہوئے۔ دس لاکھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد شہید ہوئے۔ اگست 1990ء میں صدام حسین نے کویت پر قبضہ کر لیا۔ امریکہ نے اتحادی فوجوں کی مدد سے اسے آزاد کرایا۔ عراق پر زبردست بمباری کی گئی۔ معصوم جانیں ضائع ہوئیں۔ شہری مارے گئے اور صدام حسین اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ انہوں نے اسے اسلام اور کفر کی جنگ میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جو ناکام ہوئی۔ اقوام متحدہ نے عراق پر لاتعداد پابندیاں لگا رکھی ہیں۔ جن کے سبب بے شمار بچے بھوک اور بیماری کی بدولت لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ عراق اقوام متحدہ کی تمام شرائط پوری کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود ان پابندیوں کو برقرار رکھا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اومان

OMAN

سرکاری نام: سلطنت عمان۔

سربراہ مملکت: سلطان قابوس بن سعید Sultan Qaboos Bin Said۔1970ء تا حال۔

وزیر خارجہ: یوسف ابن العلوی عبداللہ Yousuf Ibn-al-Alwi Abdullah۔

دارالحکومت و اہم شہر: مسقط۔ اہم شہروں میں مطرہ' سلالہ' منی قابوس قابل ذکر ہیں۔

طرز حکومت: بادشاہت قائم ہے۔ کوئی سیاسی جماعت یا ایوان یہاں موجود نہیں۔

آبادی: بائیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

زبان: عربی سرکاری زبان ہے۔ تاہم لوگ ہندی' اردو' اور بلوچی زبانیں بھی بولتے ہیں۔

فی کس آمدنی: 5760 ڈالر۔

رقبہ: یہ ملک 82030 مربع میل پر پھیلا ہوا ہے۔

محل وقوع: جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مشرقی ابھار پر یہ ملک واقع ہے۔ اس کے مغرب میں متحدہ عرب امارات' سعودی عرب اور یمن ہے۔ یہ جنوب سے شمال مشرق تک 205 میل لمبا اور شمال مغرب سے جنوب مشرق تک 215 میل چوڑا ہے۔ اس کا تنگ ساحلی میدان 10 میل چوڑا ہے اور اس کے بنجر پہاڑوں کی اوسط بلندی 9900 فٹ ہے۔ اس کی سب سے اونچی چوٹی 10400 فٹ ہے۔ اس کا نام جبل الشام ہے۔۔۔ آب و ہوا گرم صحرائی ہے۔ پہاڑی علاقوں کا موسم قدرے سرد ہوتا ہے۔ یہاں شدید گرمی پڑتی ہے۔ بارشیں موسم گرما میں مون سون ہواؤں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

لوگ: یہاں کے 95 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ اومانی عرب 74 فی صد اور پاکستانی 21 فی صد ہیں۔ 9 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ 60 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ 80 فی صد پڑھنے پرائمری سکول جاتے ہیں اور 30 فی صد ہائی سکولوں میں۔۔۔ مردوں کی اوسط عمر 65 برس ہے اور عورتوں کی 68 برس ہے۔ 331 افراد کے لئے ہسپتال کا ایک بستر اور 1071 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر ہے۔ نابالغ افراد میں اموات کا تناسب 40 فی ہزار ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسائل: 60 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ اومان کی زرعی پیداوار میں کھجور' پیاز' آم' ناریل' کیلے' برسیم' گندم اور جوار شامل ہیں۔ ساحلی علاقے میں ماہی گیری ہوتی ہے۔ شمال میں دھوفر کا علاقہ بہت زرخیز ہے۔

یہاں 1968ء میں تیل دریافت ہوا تھا جو ملک کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ تانبے' کروم' نکل اور جست کے ذخائر بھی پائے جاتے ہیں۔ ملک اومان کی اہم صنعتوں میں غذاؤں کو ڈبیانا' سیمنٹ' تیل کی صفائی شامل ہیں۔ اس سلطنت میں ریلوے کا کوئی نظام نہیں۔ 15 ہزار میل لمبی پکی سڑکیں موجود ہیں اور موٹر گاڑیاں سفر اور تجارتی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ اہم بندرگاہوں میں مطرہ' قابوس بنا العل اور اسنجیوت شامل ہیں۔ سلطنت اومان کی اپنی کوئی ایئر سروس نہیں۔ گلف ایئر میں اس کا کچھ حصہ ہے۔

خارجہ پالیسی: یہ اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم' خلیج تعاون کی کونسل اور عرب لیگ کا ممبر ملک ہے۔

تاریخ اومان: سب سے پہلے 16 صدی میں پرتگالیوں نے اس پر قبضہ کیا جو 50 سال یہاں حکمران رہے اور بالآخر یہاں کی عوام نے انہیں اپنے ملک سے نکال دیا۔ ایرانیوں نے سترھویں صدی کے آخر میں اس پر قبضہ کر لیا۔ 1698ء میں سلطان اومان و مسقط نے اپنی حفاظت کے لئے انگریزوں کو تجارتی مراعات دیں۔ اس کے بعد اومان اور برطانیہ میں کئی معاہدے ہوئے۔ 1854ء میں کوریا موریا کے جزیرے برطانیہ کو کیبل سٹیشن قائم کرنے کے لئے دیئے گئے۔ جنہیں بعد میں 20 نومبر 1967ء میں اومان میں شامل کیا گیا۔ 1951ء میں برطانیہ کے ساتھ آخری معاہدہ طے پایا۔ 23 جولائی 1960ء کو سلطان سید بن تیمور کو اس کے بیٹے قابوس بن سید نے معزول کر دیا اور اقتدار خود سنبھال لیا۔ انہیں اقتدار کے ابتدائی ایام میں پاپولر فرنٹ برائے آزادی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن 73ء میں ایرانی افواج کی مدد سے ان پر قابو پا لیا گیا۔ 1980ء میں اومان امریکہ سمجھوتے کے تحت ایک معاہدہ قرار پایا۔ جس کے تحت امریکہ نے اومان کی سلطنت کو ہتھیار فراہم کئے۔ 18 دسمبر 1989ء کو خلیجی تعاون کونسل کے سربراہوں کا اجلاس عمان میں منعقد ہوا۔ 1992ء اکتوبر میں اس کا یمن کے ساتھ سرحدی تنازعہ ختم ہوا۔ جس پر سلطان قابوس نے دستخط کئے۔

اہم شخصیات: سید بن تیمور' سلطان قابوس' یوسف ابن العلوی عبداللہ' عبداللہ یعقوب شارا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطر

QATAR

سرکاری نام: دولت قطر۔

سربراہ مملکت: امیر: خلیفہ ابن حماوت تانی Khalifa Ibn Hamadat Tani – 22 فروری 1992ء تاحال۔

وزیر خارجہ: شیخ حامد بن جاسم بن جابر التھانی

- Sheik Hamad Bin Jassim Bin Jaber al–Thani

سرکاری زبان: عربی۔

سرکاری کرنسی: قطری ریال (3.640 ریال برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

دارالحکومت و اہم شہر: دوحا اہم شہروں میں دخان' ام سعید' زکریت اور مائدہ شامل ہیں۔

قومی دن: 30 ستمبر۔

رقبہ: 4416 مربع میل۔

آبادی: یہ ملک 276000 افراد پر مشتمل ہے۔

فی کس آمدنی: 12360 ڈالر۔

محل وقوع: یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ نما ہے۔ براعظم شمالی افریقہ میں واقع ہے۔ مشرق وسطیٰ کی آزاد ریاست ہے۔ مغرب میں سعودی عرب اور جنوب میں متحدہ عرب امارات ہیں۔ سعودی عرب اور قطر سرحد 35 میل ہے۔ اس کا ساحل 350 میل لمبا ہے۔ اس کی سطح صحرائی اور پتھریلی ہے۔ اسی لئے آب و ہوا گرم ہے۔ بارش بہت کم ہوتی ہے۔ گرمیوں میں درجہ حرارت 100 درجے فارن ہائٹ تک پہنچ جاتا ہے۔

لوگ: 93.4 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ دیگر مذاہب میں 5.9 فی صد عیسائی 1.1 فی صد ہندو' بہاری 0.2 فی صد اور دوسری اقوام کے 0.4 فی صد لوگ شامل ہیں۔ 121 افراد فی مربع میل میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں۔ 40 فی صد تارکین وطن سعودی عرب 18 فی پاکستان 14 فی صد ایران اور 10 فی صد بھارت سے تعلق رکھتے ہیں۔ شرح خواندگی 76 فی صد ہے۔ 6 سے 12 سال کے بچے کے لئے تعلیم لازمی ہے اور یہ تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 69 سال اور عورتوں کی 7 سال ہے۔ 399 افراد کے لئے ہسپتالوں میں ایک ڈاکٹر اور 518 افراد کے لئے ایک بستر میسر آتا ہے۔ نابالغوں میں اموات کی شرح 24 فی ہزار ہے۔

وسائل: یہاں سب سے بڑا وسائل کا ذریعہ تیل اور گیس ہے۔ دخان سے تیل نکالا جاتا ہے جو سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ ام سعید میں آئل ٹرمینل ہے۔ یہاں قدرتی گیس کے ذخائر پائے جاتے ہیں جو دنیا کے ذخائر کا 12 فیصد ہیں۔ تیل کی دریافت 1939ء اور پیداوار کا سلسلہ 1940ء میں شروع ہوا تھا۔ قومی آمدن کا 75 فی صد حصہ تیل کی مد میں وصول ہوتا ہے۔ قطر پیٹرولیم پروڈیوسنگ اتھارٹی تیل نکالتی ہے۔ یہاں کی زراعت بہت محدود ہے۔ 10 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ سبزیاں بہت زیادہ کاشت ہوتی ہیں۔ اہم فصلوں میں گندم' ٹماٹر' سبزیاں' کھجوریں اور جو وغیرہ شامل ہے۔ یہاں سمندری کھارا پانی صاف کرکے زراعت کے کام آتا ہے۔

تیل صاف کرنے کی صنعتیں بہت وسیع ہیں۔ سڑا کے مقام پر ملک کے علاوہ سعودی عرب کا تیل بھی صاف ہوتا ہے۔ فولاد' کھاد' آٹا' ایلومینیم کی صنعتیں بھی قائم ہیں۔ 76 فی صد لوگ صنعتوں سے وابستہ ہیں۔

ریلوے کا نظام بالکل نہیں ہے۔ تاہم ہزار میل لمبی پکی سڑکیں موجود ہیں۔ دوحا اور ام سعید اہم بندرگاہیں ہیں۔ قطر کی اپنی ایئر سروس نہیں۔ گلف ایئر میں حصص ہیں۔

خارجہ پالیسی: یہ اقوام متحدہ کے علاوہ عرب لیگ اوپیک اور خلیج تعاون کونسل کا ممبر ملک ہے اسلامی ممالک کی تنظیم کا سرگرم رکن ملک ہے۔

تاریخ قطر: یہ ملک پہلے بحرین کا حصہ تھا۔ پھر 1872ء میں ترکوں نے یہاں قبضہ کر لیا۔ جو 1915ء تک رہا۔ 1916ء میں ترکوں کی عثمانی سلطنت کے خاتمے پر برطانیہ اور قطر میں ایک معاہدہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں دفاع اور خارجہ امور کی ذمہ داری برطانیہ کی قرار پائی۔ اس سروس کی بدولت برطانیہ کو ملک میں تجارتی مراعات دینے کا اعلان کیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد قطر کے عوام نے برطانیہ سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ 15 اگست 1971ء کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانیہ اور قطر کے مابین ایک معاہدہ طے پایا۔ جس کے تحت 1916ء کا معاہدہ منسوخ کر دیا گیا۔ اور برطانیہ سمیت ساری دنیا نے قطر کو آزاد اور خود مختار مملکت تسلیم کر لیا۔ سن تاریخ تھا۔ یکم ستمبر 1971ء 1960ء سے 1972ء تک امیر احمد بن علی الثانی یہاں حکمران رہے۔ شیخ خلیفہ ابن حماد الثانی جو ان کے چچازاد بھائی بھی ہیں نے ان کو معزول کر کے 22 فروری 1992 کو اقتدار سنبھال لیا۔ انہوں نے قطر کی ترقی کے لئے بہت کام کیا۔ صنعتوں کو ترقی دی گئی۔ سٹیل پلانٹ اور پیٹرو کیمیکل انڈسٹری ملک میں لگائی۔ 1977ء کو تیل کی صنعت کو قومیا لیا گیا۔ 78ء میں 300 ملین ڈالر کی لاگت سے پیٹرو کیمیکل پلانٹ لگایا گیا۔ قطر میں 1984ء میں سب سے پہلے انہی کے دور اقتدار میں تیل صاف کرنے کا کارخانہ لگایا گیا۔ 1991ء میں گہرے سمندر میں گیس کے بہت بڑے ذخیرے نارتھ فیلڈ سے گیس کی فراہمی شروع ہوئی۔ جس پر 20 فی صد علاقے کا دعویٰ ایران نے کیا۔ جولائی 1988ء میں قطر نے' عوامی جمہوریہ چین سے سفارتی تعلقات قائم کئے۔ جون 1992ء میں امریکہ کے ساتھ دفاعی معاہدہ کیا۔ 1992ء میں ہی سعودی عرب کے ساتھ پیدا شدہ سرحدی تنازعہ کو ختم کر کے دوستی کو دوبارہ شروع کیا گیا۔

اہم شخصیات: امیر احمد بن علی الثانی' شیخ خلیفہ حماد الثانی' حامد بن جاسم بن جابر التحانی۔

درآمدات: اشیائے خوردنی' عمارتی مشینری' بجلی کا سامان' مویشی' ایئر کنڈیشننگ مشینری' موٹر گاڑیاں۔

برآمدات: خام پیٹرولیم قومی آمدن کا سو فی صد اسی معدنی دولت سے حاصل ہوتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قازقستان

KAZAKHSTAN

سرکاری نام: جمہوریہ قازقستان۔

سربراہ مملکت: صدر: نور سلطان نظربائیوف Noor Sultan Nazarbayev۔

وزیر خارجہ: کنات سعودیبوو Kanat Saudabayev۔

دارالحکومت واہم شہر: ملک کا دارالحکومت الماتا ہے۔ دیگر اہم شہروں میں چمکنٹ، کاراگنڈا، است، کمین گورسک، سیمی پلانسک شامل ہیں۔

رقبہ: 27 لاکھ مربع کلومیٹر یا 10,49,155 مربع میل۔

آبادی: ایک کروڑ پچہتر لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

زبان: کزاخ، روسی اور جرمن۔

محل وقوع: سب سے بڑی آزاد مسلم ریاست ہے۔ اس کے مشرق میں عوامی جمہوریہ چین، جنوب میں کرغزستان، ازبکستان اور ترکمانستان اور شمال مغرب میں بحیرہ کیسپین واقع ہیں۔ یہ شمال سے جنوب تک ایک ہزار سات سو کلومیٹر اور مشرق سے مغرب تک تین ہزار کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی زمین وسیع وعریض، خوبصورت اور قدرتی دولت سے مالامال ہے۔ اس کی آب و ہوا میں تضاد پایا جاتا ہے۔ یہاں چار ہزار چھوٹی بڑی جھیلیں ہیں۔ جن میں سے دو ہزار آٹھ سو پینسٹھ میٹھے پانی کی جھیلیں ہیں۔ سب سے بڑی جھیل بلخاش ہے۔ اس کی لمبائی 17700 کلومیٹر ہے جو ملک کے عین وسط میں واقع ہے۔

لوگ: لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ بدھ مت کے ماننے والے اور عیسائی بھی رہتے ہیں۔ یہاں کے 50 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ چالیس فی صد کزاخ 37 فی صد روسی 6 فی صد جرمن اور 5 فی صد یوکرائنی ہیں۔ یہ لوگ کرغیز، ازبک، تاتار اور پٹھانوں زبانیں سمجھ سکتے ہیں۔ یہاں خواندگی کی شرح 99 فی صد ہے 8 سال سے 50 سال کی عمر کے تمام مرد و زن کا تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ ستر ہزار ڈاکٹر اور 225000 بستر ہسپتالوں میں ہیں۔ 1934ء سے کزاخ یونیورسٹی جو بہت بڑا تعلیمی ادارہ ہے اس ملک میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: یہاں پارلیمانی نظام حکومت رائج ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ اسلامی ممالک کی تنظیم ایکو اور آزاد جمہوریاؤں کی دولت مشترکہ کا رکن ملک ہے۔

وسائل: یہاں لوہے' تانبے' سیسے' جست اور کروم کے ، سیع ذخائر موجود ہیں لوہے کے اربوں ٹن ذخائر موجود ہیں۔ چاندی' باکسائیٹ' ٹنگسٹن' سونا بھی کثیر مقدار میں موجود ہے۔ چونے کا پتھر' چینی' مٹی' چاک' سنگ مرمر وغیرہ کافی مقدار میں دستیاب ہیں۔ ملک میں جوہری توانائی کے ادارے بھی ہیں۔ زراعت اس ملک کی مجموعی پیداوار کا 21 فی صد حصہ ہے۔ یہاں دنیا کی عمدہ ترین کپاس پیدا ہوتی ہے۔ گندم' تمباکو' ربڑ اور پھل اہم فصلیں ہیں۔ یہ دنیا کا بہترین زرخیز ملک ہے۔

قازقستان کی اہم صنعتوں میں آہنی و غیر آہنی دھات سازی' ایندھن کی صنعت کیمیاوی صنعت اور کیمیکل انجینئرنگ کی صنعت قابل ذکر ہیں۔

ریلوے لائن کی لمبائی 14 ہزار کلومیٹر سے زیادہ ہے۔ ریلوے لائن کی تعمیر نے مشرق بعید اور سائبیریا کو وسط ایشیا سے ملانے والا مختصر راستہ فراہم کر دیا ہے۔ فضائی سروس کا قیام 1929ء میں ہوا۔ سڑکوں کی لمبائی 152700 کلومیٹر ہے۔

تاریخ قازقستان: یہ ملک بہت قدیم ہے۔ اس کی تاریخ بھی بہت قدیم ہے۔ اس کے علاقے خوازم' سمرقند' بخارا اور خیوا صدیوں اسلامی تہذیب و تمدن کے مرکز رہے ہیں۔ 13 ویں صدی عیسوی میں تاتاریوں نے یہاں بہت ظلم و ستم ڈھائے' چنگیز خان اور ہلاکو خان کی شکل میں امت اسلامیہ پر ایک عذاب نازل ہوا۔ جس نے سب کچھ ختم کر کے رکھ دیا۔ 1730ء سے 1853ء کے درمیانی عرصہ میں اس علاقے پر روس کا اثر و رسوخ رہا۔ اکتوبر 1917ء میں سوشلسٹ انقلاب کے بعد یہ روس کا حصہ بن گیا۔ 5 دسمبر 1936ء کو یونین آف سویت سوشلسٹ ری پبلک کا رکن بنا۔ اکتوبر 1990ء تک یہ فیڈریشن کا حصہ رہا اور پھر آزاد اور خودمختار ملک کی حیثیت سے ابھرا۔ اکتوبر 1990ء میں یہاں کی اسمبلی نے خودمختاری کا اعلان کیا۔ شدید جدوجہد کے بعد 16 دسمبر 1991ء کو اسے آزاد اور خودمختار ملک بنا دیا گیا۔ 21 دسمبر تک ساری دنیا نے اسے تسلیم کر لیا۔ جون 1992ء میں ملک میں نیا آئین نافذ ہوا۔ مئی 1992ء کو دو سال میں تمام جوہری ہتھیاروں کے خاتمے کا فیصلہ کیا گیا۔ 26 جنوری 1994ء کو قازقستان کی حکومت نے ملکی ترقی اور خوشحالی کے لئے عالمی بنک سے 255 ملین ڈالر کی امداد حاصل کی۔ صدر کلنٹن نے تجویز پیش کی ہے کہ اگر یہ ملک ایٹمی ہتھیاروں کو ختم کر دے تو 85 ملین ڈالر مزید ملیں گے۔ 7

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارچ 1994ء کے انتخابات کے نتیجے میں صدر کے حامی بھاری اکثریت سے جیت گئے ہیں۔

اہم شخصیات: نور سلطان نذربائیوف، کنات سعودیبود۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرغزستان

KYRGYZSTAN

سرکاری نام: جمہوریہ کرغزستان۔

سربراہ مملکت: صدر مسکر اخیوف Askar Akayev ۔ دسمبر 1993ء تاحال

کرنسی: سام (SOM)۔

آبادی: 4.3 کروڑ 72 ہزار

یوم آزادی: 31 اگست 1991ء۔

رقبہ: 1,98,500 مربع کلومیٹر یا 76,640 مربع میل۔

دارالحکومت و اہم شہر: بشکیس ملک کا دارالحکومت ہے۔ اہم شہروں میں کراکول، اوش اور جلال آباد شامل ہیں۔

محل وقوع: نو آزاد مسلم ریاست کے مشرق میں چین، مغرب میں قازقستان اور ازبکستان، شمال میں قازقستان اور جنوب میں تاجکستان واقع ہیں۔ اس کی چار ہزار ایک سو ستر کلومیٹر لمبی سرحد زیادہ تر قدرتی سرحدوں، پہاڑی سلسلوں اور دریاؤں پر مشتمل ہے۔ یہ ایک پہاڑی ملک ہے یہ تین ہزار فٹ سطح سمندر سے بلند ہے۔ سلسلہ کوہ کا مغربی حصہ بھی شامل ہے۔ پوبیدا فتح سب سے بلند چوٹی ہے۔ جو سات ہزار چار سو انتالیس میٹر اونچی ہے چوساری وجاز، تارین اور چٹکل اہم دریا ہیں۔ جو دریا بحیرہ ارال میں گرتے ہیں۔ یہاں بڑی بڑی جھیلیں بھی ہیں۔ جھیل اسکل سب سے مشہور ہے اس کی لمبائی 182 کلومیٹر ہے۔ چوڑائی 58 کلومیٹر اور زیادہ سے زیادہ گہرائی سات سو دو میٹر ہے۔ یہاں کا موسم پہاڑوں میں نیم گرم اور معتدل ہے۔ بارشیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اس لئے اکثر حصے موسم سرما میں سخت سرد ہوتے ہیں۔

لوگ: یہاں کے لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ 48 فی صد لوگ کرغز ہیں۔ 26 فی صد روسی۔ 3 فی صد یوکرائنی 12 فی صد ازبک اور 2 فی صد تاتار اور باقی افراد۔۔۔ فی مربع کلومیٹر میں 14 افراد رہتے ہیں۔ کرغزستان اکیڈمی آف سائنسز یہاں کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ ہے۔ یہاں کے لوگوں کی پرائمری اور ثانوی تعلیم کے لئے 2000 کے لگ بھگ ادارے موجود ہیں۔ دس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار سائنسدان تحقیق و تدریس میں مصروف ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو مفت طبی امداد ملتی ہے۔

وسائل: ملک میں زراعت جدید انداز اور جدید مشینری سے کی جاتی ہے۔ زراعت پیشہ افراد زیادہ تر مویشی اور گھوڑے پالتے ہیں۔ کپاس' چاول' تمباکو اور شکر قندی اہم فصلیں ہیں۔ یہاں پھل اور سبزیاں بھی کاشت کی جاتی ہیں۔ اس ملک میں کان کنی بہت ترقی یافتہ ہے۔ یہاں بڑی بڑی کوئلے کی کانیں ہیں۔ تیل اور گیس ہیلی سائی ازباس' کنت اور چنگیز تاش نامی مقامات میں موجود ہیں۔ یہاں انجینئرنگ اور دھات سازی کے بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ آہنی وغیر آہنی دھات سازی کے علاوہ کپڑا اور جوتے' سوتی دھاگا' غذائی اشیاء کو ڈبانا' بجلی کے بلب' شکر تیار کرنے اور سگریٹ سازی کے کارخانے موجود ہیں۔

یہاں 1916ء میں سب سے پہلے ریلوے لائن تعمیر ہوئی۔ یہ اندیجان کو جلال آباد سے ملاتی ہے۔ یہاں ہزاروں میل لمبی پکی سڑکیں ملک کے ہر حصے میں موجود ہیں۔ 1965ء میں 592 کلومیٹر لمبی فرونزے اوش موٹروے تعمیر کی گئی تھی۔ اس سڑک میں ایک دو ہزار پانچ سو ساٹھ میٹر لمبی سرنگ بھی ہے۔ اندرون ملک و بیرون ملک کے لئے ہوائی سروس موجود ہے۔

خارجہ پالیسی: کرغزستان اسلامی کانفرنس کی تنظیم' ایکو اور آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ کا ممبر ملک ہے۔

تاریخ کرغزستان: یہاں کے عوام 13 ویں صدی تک خود مختار تھے۔ 1864ء میں وہ قوقند کی امارات کے ساتھ روس میں شامل ہوئے۔ 1917ء تک روسی انقلاب کے بعد یہ سارا کرغیز کا خود مختار علاقہ تھا۔ 1926ء میں اس کو دوبارہ منظم کیا گیا۔ 1936ء میں سوویت یونین کی ایک جمہوریہ قرار دیا گیا۔ 1991ء کو یہ ملک روس کے ختم ہونے پر ایک آزاد اور خود مختار ملک بن گیا۔ 25 دسمبر 1991ء کو آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ کا قیام عمل میں آیا۔ تو کرغزستان نے بھی اس میں شمولیت اختیار کی۔ 2 مارچ 1992ء میں اقوام متحدہ کا رکن بنا۔

1992ء کو سلاف آبادی کی شرح نقل مکانی 5 فی صد رہی۔ جو یہاں سب سے زیادہ تھے۔ 1993ء میں یہ ملک اقتصادی تعاون کی تنظیم ایکو کا رکن بنا۔ 30 جنوری 1994ء میں صدر مکسر اخیوف 96.7 فی صد ووٹ لے کر مزید پانچ سال کے لئے صدر منتخب ہو گئے۔

اہم شخصیات: مکسر اخیوف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کویت

KUWAIT

سرکاری نام: سلطنت دولت کویت۔

سربراہ مملکت: امیر: امیر شیخ جابرالاحمد الجابر

–Amir Sheikh Jabir–al –Ahmed–al–Jabir

1978ء تاحال۔

وزیراعظم: شہزادہ شیخ سعد عبداللہ السالم

–Prince Sheikh Saad Abdullah–al–Salim

وزیرخارجہ: صباح احمد الجابرالصباح Sabah–al–Ahmed Jaber–al–sabah–

دارالحکومت واہم شہر: کویت دارالحکومت ہے۔ اہم شہروں میں موالی' احمدی جابارہ شہر شامل ہیں۔

کرنسی: کویتی دینار (283ء0 دینار برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

رقبہ: 17818 مربع کلومیٹر یا 7000 مربع میل۔

سرکاری زبان: عربی مگر انگریزی بہت زیادہ سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

آبادی: 25 لاکھ افراد۔

فی کس آمدنی: 14870 ڈالر۔

قومی دن: 25 فروری۔

محل وقوع: کویت براعظم شمالی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال اور مغرب میں عراق' مشرق میں خلیج فارس اور جنوب میں سعودی عرب واقع ہیں۔ ساحل سے پرے بہت سے جزیرے ہیں۔ جن میں بویان سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ زیادہ تر رقبہ میدانی طرز پر مشتمل ہے۔ البتہ جنوب مشرق میں کچھ زرخیز علاقے ہیں۔ آب وہوا گرم ہے۔ بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ: 99 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ ان کے علاوہ عیسائی لوگ بھی بستے ہیں۔ 28 فی صد لوگ کویتی 39 فی صد عرب 33 فی صد ایرانی بھارتی اور پاکستانی باشندے آباد ہیں۔ یہاں کے لوگوں کے لئے تعلیم کی سہولت مفت ہے۔ آٹھ سال کے بچے کو سکول بھیجنا لازمی ہے۔ 75 فی صد لوگ خواندہ ہیں۔ 1966ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے کویت سٹی میں ایک یونیورسٹی قائم کی گئی تھی۔۔۔ مردوں کی اوسط عمر 72 سال اور عورتوں کی 76 سال ہے۔ آبادی میں شرح اضافہ 2.7 فی صد ہے۔ 319 افراد کے لئے ہسپتال کا ایک بستر 675 افراد کے حصے میں ایک ڈاکٹر آتا ہے نابالغوں میں شرح اموات 15 فی ہزار ہے۔

خارجہ پالیسی و طرز حکومت: کویت اقوام متحدہ' عرب لیگ' اسلامی ممالک کی تنظیم' اوپیک اور خلیج تعاون کونسل کا متحرک اور فعال ملک ہے۔

1962ء کے آئین کے مطابق بادشاہ سربراہ مملکت ہے جو تمام امور چلاتا ہے۔ سیاسی جماعت ملک میں کوئی نہیں اور نہ ہی بن سکتی ہے۔ وزیراعظم امیر کی خوشنودی پر بنتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے فرمان کے ذریعے مقرر کیا جاتا ہے اور اسی کے حکم پر اس کا عہدہ ختم ہو سکتا ہے۔

وسائل: کویت دنیا کا سب سے امیر ملک ہے۔ تیل اس کی سب سے بڑی معدنی دولت ہے جہاں سے اسے زر کثیر حاصل ہوتا ہے۔ یہاں 95 بلین بیرل کے تیل کے ذخائر موجود ہیں۔ 1938ء میں تیل دریافت ہوا تھا اور 1950ء سے نکالنا شروع ہوا۔ گیس ایک اور اہم معدنی دولت ہے جس کی بہت زیادہ فراوانی ہے۔

ملک میں صنعتی ترقی ہو رہی ہے۔ فاسفیٹ' کھاد' سیمنٹ' پیٹرو کیمیکلز' اور مچھلی کو ڈبوں میں بند کرنے کی صنعتیں بہت زیادہ ہیں۔ تیل صاف کرنے اور سمندری پانی کو صاف کرنے کے پلانٹ بھی لگائے گئے ہیں۔

ملک کا 3 فی صد حصہ کابل کاشت ہے لیکن ابھی تک صرف ایک فی صد حصے پر کاشت ہو رہی ہے پھلوں اور سبزیوں کی کاشت کی جاتی ہے۔ اہم فصلوں میں خربوزہ' ٹماٹر' پیاز' کھجوریں' مولی' ککڑی' قابل ذکر ہیں۔

یہاں ریلوے کا کوئی نظام موجود نہیں۔ 4000 میل سڑکیں موجود ہیں۔ کویت ایئرویز کا دائرہ کار دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ یہاں بحری سروس بھی ہے۔ منا الاحمد میں آئل ٹرمینل ہے اور یہی سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ کویت میں چھ لاکھ سے زیادہ گاڑیاں استعمال ہو رہی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن میں دو لاکھ علیحدہ گاڑیاں صرف تجارتی مقاصد کے لئے ہیں۔

تاریخ کویت: شیخ صباح الاول نے 1756ء میں کویت کے اقتدار پر قبضہ کیا اور ابھی تک یہی خاندان حکومت کر رہا ہے۔ وہ 1772ء تک برسراقتدار رہے۔ 1899ء میں اس وقت کے حکمران امیر شیخ مبارک نے برطانیہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ جس کے تحت یہ علاقہ برطانیہ کے زیر تحفظ آگیا۔ 1914ء میں اندرونی طور پر اسے برطانیہ سے آزادی ملی اور 19 جون 1961ء کو یہ مکمل طور پر آزاد اور خودمختار ملک بن گیا۔ اس دوران یہاں تیل کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے۔ 1952ء میں عراقی حکومت نے ایک پرانے معاہدے کو بنیاد بنا کر کویت پر دعویٰ کیا۔ مگر برطانیہ نے اسے مسترد کر دیا۔ 1967ء اور 1973ء کو عرب اسرائیل جنگوں میں بے گھر افراد کو اپنے ہاں پناہ دی۔ 18 دسمبر 1969ء کو سعودی عرب اور کویت میں ایک معاہدہ ہوا۔ جس کے تحت 2000 میل کا علاقہ تقسیم کر لیا گیا۔ 20 مارچ 1973ء کو خلیج فارس کے نزدیک عراق نے کویت پر حملہ کر دیا۔ مگر سعودی فوجی امداد پر عراق نے جنگ بند کر دی۔ 1975ء میں حکومت نے تمام ملکی اور غیر ملکی تیل کی کمپنیوں کو قومی تحویل میں لے لیا۔ 1976ء میں امیر کویت نے قومی اسمبلی توڑ دی۔ 31 دسمبر 1977ء کو شیخ جابرالاحمد الجابر الصباح کویت کے امیر بنے۔ 1977ء میں روس اور کویت کے مابین اسلحہ کا معاہدہ طے پایا۔ 1981ء میں کویت خلیج تعاون کونسل کا رکن بنا۔ 1987ء میں کویت نے خلیج میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کو دیکھتے ہوئے اپنے گیارہ آئل ٹینکر امریکی بحریہ کی نگرانی میں دے دیئے۔

2 اگست 1990ء کو صدر صدام نے کویت پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنا صوبہ قرار دے دیا۔ اس مسئلہ میں 30 ملکی اتحادی فوجوں نے مل کر عراق پر حملہ کر دیا۔ 27 فروری 1991ء میں عراق کو کویت چھوڑنا پڑا۔ اکتوبر 1992ء میں اسلام کے نفاذ کا اعلان ہوا۔ مئی 1993ء میں حکومت کویت نے عراقی سرحد پر خندق کھودنے کا اعلان کیا۔

اہم شخصیات: شیخ صباح الاول، امیر شیخ مبارک، جابرالاحمد الجابر الصباح، شہزادہ شیخ سعد عبداللہ السلیم، صباح احمد الجابر الصباح۔

درآمدات: سائنسی آلات، کشید شدہ پانی، اشیائے خوردنی زندہ، مویشی، کیمیکلز، مشینری اور ٹرانسپورٹ۔

برآمدات: پیٹرولیم، کھاد، پیٹرولیم پروڈکٹس۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوموروز

COMORO

سرکاری نام: جمہوریہ کوموروز۔

سربراہ مملکت: صدر: سعید محمد ڈجوہر Said Mahammad Djohar۔ نومبر 1989ء تاحال۔

وزیر خارجہ: سعید کیفے Said Kafe۔

دارالحکومت: مارونی۔

سرکاری کرنسی: فرانک۔

سرکاری زبان: عربی اور فرانسیسی' سواحلی زبان بھی بولی جاتی ہے۔ دفتری کاموں کے لئے فرانسیسی زبان کا استعمال ہوتا ہے۔

رقبہ: 838 مربع میل۔

آبادی: یہ ملک 5 لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: کوموروز کے 1978ء کے آئین کے مطابق صدر اور وفاقی اسمبلی عوام کے براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ صدر چھ سال کے لئے منتخب ہوتا ہے۔
یہ ملک اقوام متحدہ' افریقی اتحاد کی تنظیم اور اسلامی کانفرنس کا رکن ملک ہے۔

محل وقوع: یہ بحرہند میں موجود تین چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ملک ہے اور ان کے نام گرینڈ کوموروز' آنجوان اور میلی ہیں۔ موز چینل میں شمال مشرقی مڈغاسکر اور جنوب مشرقی افریقہ کے مابین ہے۔ اس کے مغرب میں موزمبیق اور مشرق میں مڈغاسکر ہیں۔ جزیرہ میوٹ اس سے کچھ فاصلے پر ہے۔ آب و ہوا سارا سال گرم رہتی ہے۔ مئی تا اکتوبر موسم خشک رہتا ہے۔ ساحلی علاقوں میں موسم معتدل رہتا ہے۔ ساحل 230 میل لمبا ہے۔

لوگ: یہاں کی اکثریت مسلمان ہے۔ لوگ مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ انڈونیشیا اور ایران سے آئے ہوئے لوگوں کی بھی کافی تعداد یہاں موجود ہے۔ یہاں کے لوگ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ شرح خواندگی صرف 15 فی صد ہے۔ 20 فی صد سے کم بچے سکول جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت عامہ پر کم توجہ ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 54 برس اور عورتوں کی 58 برس ہے۔ سالانہ شرح اضافہ 3.5 فی صد ہے۔ نابالغوں میں اموات کی شرح 91 فی ہزار ہے۔

وسائل: 80 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں جو کل قومی پیداوار کا 44.8 فی صد ہے۔ قہوہ' کاریا' وینیلا اور کوکو اہم زرعی پیداوار ہیں۔ پھل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ 3.5 فی صد رقبے پر کاشت ہوتی ہے۔ معدنیات میں کوئی چیز قابل ذکر نہیں۔ صنعتی طور پر انتہائی پسماندہ ملک ہے۔ لکڑی چیرنے' سیمنٹ سازی اور عطریات کی معمولی صنعتیں یہاں موجود ہیں جو کل پیداوار کا 5 فی صد ہیں۔

ریلوے کا نظام موجود نہیں ہے۔ سڑکوں کی لمبائی ایک ہزار میل ہے۔ مارونی قدرتی بندرگاہ ہے اس کے علاوہ زاودزی بھی اہم بندرگاہ ہے۔ ایکونی یہاں کا ہوائی اڈہ ہے جو ماردنی کے جنوب میں واقع ہے۔

تاریخ کوموروز: 1525ء میں پرتگیزی جہاز ران ڈیگور پیرو نے اس کو دریافت کیا۔ 1591ء میں برطانوی ملاح جیمز لنکاسٹر اس کے ساحل پر اترا تھا۔ پھر یہاں مسلمان تاجروں کی آمد و رفت سے اسلام پھیلا۔ 1841ء تک یہاں مسلمانوں کی حکمرانی رہی۔ 1841ء سے 1909ء تک یہاں فرانس نے حکومت کی۔ 1974ء میں ریفرنڈم کے ذریعہ یہ ملک آزاد ہوا۔ جولائی 1975ء میں یہاں کے باشندوں نے فرانس سے یک طرفہ آزادی کا اعلان کر دیا۔ صرف میوٹ کے عیسائی باشندوں نے فرانس کا ساتھ دیا۔ صدر علی صالح نے اگست 1976ء میں صدر عبداللہ کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ 13 مئی 1978ء کو صدر علی صالح کو بھی اقتدار چھوڑنا پڑا۔ 19 مئی 1978ء کو احمد سید عبداللہ صالح نے اقتدار سنبھالا۔ ستمبر 1984ء میں وہ دوبارہ منتخب ہوئے۔ دسمبر 1987ء میں ان کے خلاف بیرون ملک ہونے پر بغاوت ہوئی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکی۔ 26 نومبر 1989ء کو انہیں قتل کر دیا گیا۔ جناب حریب ایشیابی نے عبوری صدر کا عہدہ سنبھالا جو سپریم کورٹ کے جج تھے۔ بعد میں محمد جوہر نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ جون 1992ء میں نئے آئین کے مسئلہ پر ریفرنڈم ہوا۔ محمد جوہر ابھی تک حکمران ہیں۔

اہم شخصیات: علی صالح' صدر عبداللہ' احمد سید عبداللہ صالح' حریب ایشیابی' صدر محمد جوہر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیمرون

CAMERON

سرکاری نام: متحدہ جمہوریہ کیمرون۔

سربراہ مملکت: صدر: پال بائیا Paul Biya۔ نومبر 1982ء تاحال۔

وزیراعظم: سائمن اچی ڈی ایچو Simon Achide Achu۔ اپریل 1992ء تاحال۔

دارالحکومت واہم شہر: کیمرون کا دارالحکومت یاؤنڈے ہے۔ دیگر اہم شہروں میں نگونڈری، ڈوآلا، میروا اور نیکانگ سیمیا شامل ہیں۔

سرکاری زبان: فرانسیسی اور انگریزی۔

کرنسی: C.F.A فرانک (408,5 فرانک ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔)

قومی دن: 9 جون۔

قومی ترانہ: او کیمرون اپنے بھائیوں کو متحد رکھو۔

رقبہ: 475442 مربع کلومیٹر یا 183569 مربع میل۔

آبادی: ایک کروڑ پچیس لاکھ۔

محل وقوع: کیمرون براعظم افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں جھیل چاڈ، مشرق میں چاڈ اور جمہوریہ وسطی افریقہ، جنوب میں کانگو، گیبون اور استوائی گنی مغرب میں خلیج گنی اور مغرب اور شمال میں نائیجیریا واقع ہیں۔ ملک کی سطح مرتفاعی ہے۔ جنوب میں بہت ساحلی میدان ہے جن میں جنگلات کی کثرت ہے۔ بلند ترین چوٹی ماؤنٹ کیمرون ہے جو سطح بحر سے 13350 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ ساحلی علاقوں کی آب و ہوا گرم اور اندرونی علاقوں کی سرد اور خشک ہے۔ ساحلی علاقوں میں بارش بھی ہوتی ہے۔

درآمدات: کتابیں اور ٹرانسپورٹ کے آلات، ادویات، لوہا، جوتے، اسٹیل، ٹائر، سیمنٹ، کاغذ، گارمنٹس، کٹنگ ٹولز اور مشینری۔

برآمدات: ایلومینیم، خام پیٹرولیم، کوکا، سوتی دھاگہ، کھجور کا تیل، کیلا، لکڑی، ربڑ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ: یہاں کے لوگوں کا تعلق دو سو سے زیادہ مختلف قبائل سے ہے۔ جن میں 30 فیصد بملیکی (Bamilke) اور 7 فی صد فولانی (Folany) ہیں۔ فی مربع میل میں 63 افراد بستے ہیں۔ اکثریت مسلمان ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ عیسائی اور دہریے بھی رہتے ہیں۔ 65 فی صد لوگ خواندہ ہیں۔ مرد کی اوسط عمر 49 سال اور عورت کی 53 سال ہے۔

وسائل: 74 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں مگر بدقسمتی سے صرف 14 فی صد رقبہ قابل کاشت ہے۔ یہاں کاکو اور کیلے عالمی شہرت رکھتے ہیں۔ کافی' کوکو' چاول' کیلا' کپاس' ربڑ' مونگ پھلی' چائے' چمڑا' تیل نکالنے والے بیج' پام آئل' اہم زرعی پیداوار ہیں۔ لوگ ماہی گیری' جنگلی پیداوار سے بھی وابستہ ہیں۔ یہاں کی سب سے بڑی معدنی دولت ایلومینیم ہے۔ باکسائیٹ' ٹٹانیئم سونے اور خام تیل کے ذخائر کے علاوہ قدرتی گیس کے وسیع ذخائر ہیں۔

صنعتی لحاظ سے ابھی یہ ملک راستے میں ہے۔ غذاؤں کو ڈبیانا' لکڑی کی مصنوعات' المونیم' پیٹرول' پٹ سن کے تھیلے' صابن اور مشروبات کی صنعتیں ترقی کر رہی ہیں۔ 11 فی صد لوگ صنعت سے وابستہ ہیں۔ یہاں 686 میل لمبی ریلوے لائن موجود ہے۔ ڈوآلا مشہور بندرگاہ ہے۔ ہوائی اڈہ اور ایئرلائن بھی ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: پارلیمانی نظام حکومت قائم ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' افریقی اتحاد کی تنظیم اور اسلامی ممالک کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

تاریخ کیمرون: یہاں بھی اسلام عرب تاجروں کے ذریعے سے پہنچا۔ 15 ویں صدی میں پرتگیزی یہاں آئے۔ 1884ء میں جرمنی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد یہ ملک جرمنوں کے ہاتھ سے نکل کر فرانس کے قبضہ میں چلا گیا۔ اتحاد نامی سیاسی تحریک کے زیر سایہ اس ملک میں آزادی کی تحریک چلی۔ جس کے نتیجے میں یکم جنوری 1960ء کو یہ ملک آزاد ہو گیا۔ احمد واحد جی ملک اس ملک کے پہلے صدر بنے۔ یکم اکتوبر 1967ء میں ریفرنڈم کے بعد یہ ملک برطانیہ سے بھی آزاد ہو گیا۔ 1973ء میں ملک کا نیا آئین بنا۔ 1983ء میں پال بیا ملک کے صدر بنے۔ 1986ء میں جھیل نیوس سے زہریلی گیس نکلنے سے تین ہزار افراد مارے گئے۔ 26 اپریل 1991ء کو سیرو حیاتو ملک کے وزیراعظم بنے۔ 1992ء میں سائن اکیری ایکو وزیراعظم اور اکتوبر 1991ء میں پال بیا ملک کے صدر بنے۔

اہم شخصیات: احمد واحد جی' میرو حیاتو' سائن اکیری ایکو' پال بیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنی

Gini

سرکاری نام: عوامی انقلابی جمہوریہ گنی۔

سربراہ مملکت: صدر: بریگیڈیئر جنرل لان ساناکونٹی

–Brigadier General Lansana Conte

وزیر خارجہ: ابراہیم صلا Ibrahim Sulla–

دارالحکومت واہم شہر: کوناکری دارالحکومت ہے۔ اہم شہروں میں لابے' کنڈیا' کنکن قابل ذکر ہیں۔

رقبہ: 245857 مربع کلومیٹر یا 94926 مربع میل۔

آبادی: تقریباً 75 لاکھ افراد۔

سرکاری زبان: فرانسیسی' پول اور مانڈے علاقائی زبانیں ہیں۔

شرح خواندگی: 25 فی صد۔

قومی دن: 2 اکتوبر۔

کرنسی: سائیلی (301ء23 سائیلی برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

محل وقوع: گنی براعظم جنوبی افریقہ کا ملک ہے۔ اس کے شمال میں گنی بساؤ' سینیگال' اور مالی' مشرق میں ڈی آئیوری کوسٹ اور جنوب میں لابیریا واقع ہیں۔ اس کے مغرب میں بحراوقیانوس ہے۔ اس کی آب و ہوا گرم مرطوب ہے۔ ساحل پر گرمی اور رطوبت ہوتی ہے۔ جبکہ اندرونی علاقوں میں آب و ہوا معتدل ہے۔

لوگ: یہاں کے 85 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ 10 فی صد عیسائی اور 5 فی صد دیگر مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کے 26 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں جو خولانی' میلنک اور سوسیس نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ 8 سال کے بچے کے لئے تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ 36 فی صد بچے پرائمری اور 15 فی صد ہائی سکول میں پڑھتے ہیں۔ یہاں کی عورتوں کی اوسط عمر 45

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال اور مردوں کی 41 سال ہے۔ سالانہ شرح اضافہ 2.5 فی صد ہے۔ 9732 افراد کے لئے ہسپتال میں ایک ڈاکٹر ہے۔ نابالغوں میں شرح اموات 144 فی ہزار ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: ملک میں فوجی ڈکٹیٹر شپ قائم ہے۔ یہ ملک اسلامی ملک کی تنظیم، اقوام متحدہ، افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

وسائل: گنی زرعی ملک ہے۔ چاول، پام ناریل، بانس، مالٹا، کافی اور شہد اہم زرعی اجناس ہیں۔ یہاں جانوروں کی کثرت ہے اور لوگ 82 فی صد کسی نا کسی طرح اس پیشے سے وابستہ ہیں۔ کل رقبہ کا 18 فی صد حصہ زیر کاشت ہے۔ ماہی گیری بھی ہوتی ہے۔ وسیع حصہ جنگلات سے گھرا ہوا ہے۔

ملک میں معدنیات کے ذخیرے موجود ہیں۔ باکسائیٹ، خام لوہا، ایلومینیم اور سونے کے ذخائر ہیں۔ ایلومینیم برآمدات کا 60 فی صد ہے۔ دنیا کا 33 فی صد باکسائیٹ یہ ملک پیدا کرتا ہے اور صنعتی لحاظ سے یہی چیز قابل ذکر ہے باکسائیٹ کی صفائی قابل ذکر صنعت ہے۔

ریلوے لائن 66 میل ہے جو اہم شہروں کو ملاتی ہے اور تجارت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سڑکیں 20 ہزار میل لمبی ہیں۔ کناکری اہم بندرگاہ ہے۔ ملک کی ایئر سروس کا نام "ایئر گنی" ہے اور دارالحکومت میں موجود ہوائی اڈہ بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔

تاریخ گنی: گنی تاریخی ملک ہے۔ تیرہویں صدی میں یہاں پرتگالی آئے۔ سولہویں صدی میں فولانی قبائل یہاں حکمران رہے جو 1849ء تک حکمرانی کرتے رہے۔ پھر یہ علاقہ فرانس کے زیر قبضہ آگیا اور 1958ء تک فرانس اس علاقے پر قابض رہا۔ 2 اکتوبر 1958ء میں گنی کے لوگوں نے طویل جدوجہد کے بعد عظیم رہنما سیکوطورے کی ولولہ انگیز قیادت میں آزادی حاصل کی جو 1961ء سے 1983ء تک صدر رہے۔ 27 مارچ 1984ء کو یہ عظیم رہنما انتقال کر گیا۔ ان کی جگہ کرنل لاسانا کونتے نے لی اور ملک میں مارشل لاء لگا دیا جو اب تک قائم ہے۔

درآمدات: عمارتی سامان، خوراک، مشروبات، صنعتی و مشینری آلات، پیٹرولیم، پروڈکٹس، فارماسوٹیکل کا سامان۔

برآمدات: پھل، تیل کے بیج، باکسائیٹ، المونیم۔

اہم شخصیات: سیکوطورے، کرنل لاسانا کونتے، ابراہیم ملا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنی بساؤ

GUINEA BISAU

سرکاری نام: جمہوریہ گنی بساؤ۔

سربراہ مملکت: بریگیڈیئر جنرل جوبرنارڈو ویرا

Brigadier General Joao Bernardo Viera–1980ء تاحال۔

دارالحکومت واہم شہر: دارالحکومت کا نام بساؤ ہے۔اہم شہروں میں بولو اہم شہر ہے۔

رقبہ: 36125 مربع کلومیٹر یا 13948 مربع میل۔

آبادی: 13 لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

سرکاری زبان: پرتگیزی' فولانی' میلینک' فیلپ' بلانٹا اور منڈیا دیگر اہم زبانیں ہیں۔

کرنسی: گنی پیسو ملک کی کرنسی ہے۔(89,78 پیسو ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔)

شرح خواندگی: تقریباً 12 فی صد۔

قومی دن: 24 ستمبر۔

محل وقوع: یہ ملک براعظم جنوبی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال مغرب میں بحیرہ اوقیانوس' شمال میں سینیگال' اور مشرق میں گنی واقع ہیں۔ ملک کی سطح میدانی ہے۔ آب و ہوا گرم مرطوب ہے۔

لوگ: یہاں 34 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ 36 فی صد چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ مظاہر پرست مسلمانوں کے بعد دوسری بڑی آبادی ہیں جو 26 فی صد ہیں۔ عیسائی لوگ 4 فی صد ہیں۔ ایک مربع میل میں 73 افراد بستے ہیں۔ بلانتا' خولا' منجاکا' منڈیلا قبائل کی اکثریت ہے۔ آبادی کا 80 فی صد دیہاتوں میں رہتا ہے۔ یہاں لوگ تعلیم کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ 4 سال کے بچے کے لئے تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 49 سال ہے جبکہ عورتوں کی اوسط عمر 48 سال ہے۔ شرح اضافہ آبادی 2.4 فی صد ہے۔ نابالغوں میں شرح اموات 1000 میں 145 ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسائل: یہاں کا سب سے بڑا آمدنی کا ذریعہ زراعت ہے۔ ملک کی نوے فی صد آبادی اسی پیشے سے وابستہ ہے۔ چاول' باجرہ' پام' مونگ پھلی' زیتون' گنا اس ملک کی اہم زرعی پیداوار ہیں۔ حکومت زراعت کے فروغ کے لئے کام کر رہی ہے تاکہ زراعت سے حاصل فوائد سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوا جاسکے۔ باکسائیٹ یہاں کی اہم معدنی پیداوار ہے۔ اس سے گنی بساؤ کو کثیر مقدار میں زرمبادلہ ملتا ہے۔ جنگلات اور ماہی گیری اس کی اہم صنعتیں ہیں۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: گنی بساؤ میں جمہوری طرز حکومت ہے مگر 1980ء سے مارشل لاء کے نفاذ کے بعد اب تک آمریت قائم ہے۔ گنی بساؤ' اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

تاریخی گنی بساؤ: مسلمان یہاں تیرھویں صدی میں اسلام کی روشنی لے کر آئے۔ ان کے بعد پرتگیزی' ولندیزی' انگریز اور بعد میں فرانسیسی آئے جو یہاں غلاموں کی خرید و فروخت کرتے رہے۔ 1879ء میں فرانسیسی نو آبادی قرار دیا گیا۔ اس میں کیپ وردی اور گولڈ کوسٹ کا علاقہ بھی شامل تھا۔ 1945ء میں آزاد تحریک عروج پر تھی۔ اہم جماعت گولڈ کوسٹ کیپ وردی پارٹی تھی۔ جس نے آزادی کی تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔ 10 نومبر 1974ء کو یہ ملک آزاد ہو گیا۔ 1980ء میں یہاں جو برنارڈو ویرا کی قیادت میں فوجی انقلاب آیا۔ جون 1991ء میں عوامی دباؤ پر حکمران انتخابات پر مجبور ہوئے۔ سیاسی عمل شروع ہے۔ تاہم انتخابات ابھی تک نہیں ہو سکے ہیں۔

درآمدات: ٹرانسپورٹ کے آلات' اشیائے خوردنی' اشیائے صرف' مشروبات' مشینری اور آلات مشینری۔

برآمدات: ناریل' مونگ پھلی' مچھلی' لکڑی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیبون

GABON

سرکاری نام: جمہوریہ گیبون۔

سربراہ مملکت: صدر: الحاج عمر بونگو Al-Haj Omar Bongo-1967ء تاحال۔

وزیراعظم: کیسی میرادئی مبامئی Casimir Oye Mba-1990ء تاحال۔

وزیرخارجہ: مارٹن بونگو Marten Bongo۔

دارالحکومت: لیبری ویلی۔

فی کس آمدنی: 2750 ڈالر فی کس۔

رقبہ: 267667 مربع کلومیٹر یا 103347 مربع میل۔

سرکاری زبان: فرانسیسی، فنگ، بانٹو۔

کرنسی: CAFA فرانک (5ء408 فرانک ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔)

آبادی: گیبون کی آبادی 1400000 افراد پر مشتمل ہے۔

محل وقوع: یہ ملک براعظم افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں استوائی گنی اور کیمرون جنوب اور مشرق میں کانگو واقع ہیں۔ مغرب میں بحراوقیانوس واقع ہے۔ یہ ملک وسیع جنگلات میں گھرا ہوا ہے۔

لوگ: یہاں کے لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ اس کے علاوہ مظاہر پرست اور عیسائی بستے ہیں۔ دس افراد فی مربع میل میں آباد ہیں۔ چالیس سے چوالیس فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ لوگ فرانسیسی بنٹو اور فنگ زبانیں بولتے ہیں۔ 90 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ سو فی صد بچے پرائمری سکولوں میں جاتے ہیں۔ مردوں کی اوسط عمر 51 سال اور عورتوں کی 56 سال ہے۔ 2.8 فی صد شرح خواندگی ہے نابالغوں میں اموات کی شرح ایک ہزار میں 104 ہے۔

اہم شخصیات: عمر بانگو، جوزف زیڈ جمیل، کیسی میرادئی مبامئی، ممبوندو۔

وسائل: کوکو، قہوہ، ناریل، کیلا، کساوا، چاول، مونگ پھلی اہم زرعی پیداوار ہیں۔ ملک کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

65 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ 2 فی صد رقبہ زیر کاشت ہے۔ وسیع جنگلات ہیں۔ دنیا کی قیمتی لکڑی کے ذخیرے یہاں موجود ہیں۔ میگنیز کے ذخائر دنیا میں سب سے زیادہ یہاں موجود ہیں۔ دیگر اہم معدنیات میں یورینیم، تیل و گیس، لوہا، سیسہ، تانبا اور ہیرے وغیرہ کے ذخائر موجود ہیں۔ اہم صنعتوں میں لکڑی کی مصنوعات، پارچہ بافی، تعمیراتی سامان، ماہی گیری اور ہاتھی دانت اہم صنعتیں ہیں۔ یہاں کی مشہور بندرگاہیں جنتل، پورٹ، اونیڈر اور مے پومیا ہیں۔ ملک کی اپنی ایئرلائین ہے اور یہ تجارتی امور میں اہم خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: اسلامی کانفرنس کی تنظیم، اقوام متحدہ، اوپیک اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔ اوپیک اور افریقی اتحاد کی تنظیم میں اہم اور فعال ملک ہے۔ طرز حکومت جمہوری ہے یک جماعتی نظام حکومت رائج ہے۔

تاریخ گیبون: اسلام 13ویں صدی عیسوی میں یہاں پھیلا۔ چودھویں صدی میں پرتگیزی یہاں آئے۔ پھر برطانوی، ولندیزی، ہسپانوی اور فرانسیسی یہاں آئے۔ 1839 میں یہ فرانس کے زیر سایہ چلا گیا۔ 17 اگست 1960ء کو آزاد ہوا اور یک جماعتی طرز حکومت یہاں رائج ہوا۔ 1973ء عمر بونگو دوسری مرتبہ یہاں کے صدر بنے۔ 1986ء کو تیسری بار ملک کے صدر بنے۔ ان کے مخالفین نے پیرس میں جلاوطن حکومت کا اعلان کیا۔ مسٹر میلکس ایبی سیٹ کو مبامیڈ نگا وزیراعظم مقرر ہوئے۔ 22 فروری 1987ء کو صدر نے چین کا دورہ کیا۔ جس کے نتیجے میں کئی معاہدے ہوئے۔ 1990ء میں سیاسی رہنماؤں کی ایک کانفرنس طلب کی۔ جس نے یہ فیصلہ کیا کہ ملک میں انتخابات سیاسی جماعتوں کی بنیاد پر ہوں گے مگر مارچ 1991ء تک سخت ہنگامے ہوئے۔ جس کی وجہ سے انتخابات موخر کرنے پڑے۔

درآمدات: معدنیاتی پروڈکٹس، ٹرانسپورٹ کا سامان، اشیائے خوردنی، کیمیکل پروڈکٹس، بجلی سلیپر۔

برآمدات: خام میگنیز، زرعی مصنوعات، خام پیٹرولیم، لکڑی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیمبیا

GAMBIA

سرکاری نام: جمہوریہ گیمبیا۔

سربراہ مملکت: صدر: یفٹیننٹ یحییٰ جامع۔23 جولائی 1994ء تاحال۔

وزیراعظم: جین کریمین Jean Chremien۔4 نومبر 1993ء تاحال۔

وزیرخارجہ: بولونک سونک Bolong Sonk۔

دارالحکومت: بنجول۔اہم شہروں میں بریکاما' سالیکنی' بیکاؤ' گنجورہ' در سیری کنڈا شامل ہیں۔

رقبہ: 11295 مربع کلومیٹر یا 4361 مربع میل۔

آبادی: گیمبیا کی آبادی 7000000 افراد پر مشتمل ہے۔

سرکاری زبان: انگریزی ملک کی سرکاری زبان ہے۔ علاقائی زبانوں میں میلنک' وولوف شامل ہیں۔

کرنسی: ڈلاسی گیمبیا (4,314 دلاسی برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

محل وقوع: براعظم افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال مشرق اور جنوب میں سینیگال اور مغرب میں بحراوقیانوس واقع ہیں۔ ملک کی سطح ہموار اور میدانی ہے۔ اس ملک کی آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ تاہم ساحلوں پر آب و ہوا خوشگوار ہے۔ زیادہ تر بارشیں ساحلی علاقوں پر ہوتی ہیں۔

لوگ: 90 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ دیگر مذاہب کے لوگ بھی آباد ہیں جو مظاہر پرست یا عیسائی ہیں۔ 211 افراد فی مربع میل میں بستے ہیں۔ شہروں میں 21 فی صد افراد بستے ہیں۔ 42% لوگ منڈنگا۔ 16 فی صد فولا اور 16 فی صد ووطوف قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ زیادہ آبادی حبشی مسلمانوں کی ہے۔ لوگ بہت کم تعلیم یافتہ ہیں۔ شرح خواندگی 15 فی صد ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 47 سال اور عورتوں کی 51 سال ہے۔ شرح پیدائش 2.5 فی صد اور شرح اموات 23 فی صد ہے۔ صحت کے لحاظ سے بھی یہ ملک بہت پسماندہ ہے۔ نابالغوں میں اموات کی شرح 139 فی ہزار ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرز حکومت: یہاں پارلیمانی نظام حکومت رائج ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

وسائل: زراعت ملک کی معیشت کا اہم حصہ ہے۔ 75 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ 16 فی صد رقبے پر زراعت ہوتی ہے۔ مونگ پھلی' پام' چاول' تیل نکالنے والے بیج اہم زرعی پیداوار ہیں مونگ پھلی اہم تجارتی چیز ہے جو اس ملک کی تجارت میں اہم ہے۔ دریائے گیمبیا ملک کے وسیع حصہ کو سیراب کرتا ہے۔ صنعتوں کے لحاظ سے کوئی صنعت ایسی نہیں جو قابل ذکر ہو۔ یہاں صرف 6000 کاریں ہیں۔ بنجول اہم بندرگاہ ہے۔

تاریخ گیمبیا: تیرھویں صدی میں اسلام یہاں پہنچا۔ پندرھویں صدی میں پرتگیزیوں نے یہاں قبضہ کر لیا۔ سترھویں صدی میں انگریز یہاں کے حکمران تھے۔ 1889ء میں فرانس نے ملک کی سرحدوں کا تعین کیا۔ 1962ء میں سرڈاڈا کے جوار وزیراعظم بنے۔ 1963ء میں وزیراعظم کی شدید محنت اور جدوجہد سے اس ملک کو اندرونی آزادی ملی۔ 15 فروری 1965ء کو یہ ملک مکمل آزاد ہو گیا۔ اپریل 1970ء کو دولت مشترکہ کے اندر رہتے ہوئے جمہوریہ بنا اور ملک میں اسی روز نیا آئین نافذ کیا گیا۔ ڈاڈجوار نئے آئین کے تحت صدر بنے۔ مارچ 1974ء میں عام انتخابات کے نتیجہ میں صدر 5 سال کے لئے مزید صدر منتخب ہوئے۔ 1992ء تک صدر ڈاڈجوار منتخب ہوتے آرہے ہیں۔ اس دوران صرف ایک بار کیمونسٹوں نے 1981ء میں تخت الٹنے کی کوشش کی جو سینیگال کی مدد سے ختم کر دی گئی۔ یکم فروری کو سینی گیمبیا فیڈریشن قائم ہوئی تھی۔ ملک کے صدر ڈاڈاجوار کی پارٹی کا نام پیپلز پروگریسو پارٹی ہے۔ 1992ء میں مقننہ میں جو 36 افراد پر مشتمل ہے اس پارٹی کو 25 نشستیں ملی ہیں۔

درآمدات: اشیائے خوردنی' مشینری' ٹیکسٹائلز' پیٹرولیم پروڈکٹس' کیمیکلز' تمباکو۔

برآمدات: کھجور کا بیج' مچھلی کا تیل' مونگ پھلی اور اس کی پروڈکٹس۔

قومی دن: 18 فروری۔

قومی ترانہ: گیمبیا ہمارا آبائی وطن۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لبنان

LEBANON

سرکاری نام: جمہوریہ لبنان۔

سربراہ مملکت: صدر: الیاس ہاراوی Elias Harawi۔ نومبر 1989ء تاحال۔

وزیراعظم: رفیق الحریری Rafiq-al-Hariri۔ 1992ء تاحال۔

وزیر خارجہ: فیرض بویض Farez Bweiz۔

دارالحکومت و اہم شہر: بیروت ملک کا دارالحکومت ہے۔ اہم شہروں میں طرابلس، صیدا، طائر اور بعلبیک شامل ہیں۔

کرنسی: لبنانی پونڈ (8,88 لبنانی پونڈ ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔)

سرکاری زبان: عربی۔

قومی ترانہ: ہم سب وطن کے لئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ہے۔

قومی دن: یکم ستمبر۔

فی کس آمدنی: 690 ڈالر سالانہ۔

محل وقوع: یہ مشرق وسطیٰ کا سب سے چھوٹا ملک ہے۔ براعظم مغربی اشیاء میں واقع ہے۔ اس کے شمال اور مشرق میں شام جنوب میں اسرائیل اور مغرب میں بحیرۂ روم واقع ہیں۔ اس کی شمالاً جنوباً لمبائی 135 میل اور شرقاً غرباً چوڑائی 55 میل ہے جبل لبنان اہم پہاڑی سلسلہ ہے۔ بلند ترین چوٹی قرنات السودا 10131 فٹ بلند ہے۔ عاصی اور لیطانی یہاں کے مشہور دریا ہیں۔ اس کی آب و ہوا بحیرہ روم سے ملتی جلتی ہے۔ گرمیاں خشک اور بارشیں کم اور سردیوں میں سردی کم پڑتی ہے۔ یہ براعظم ایشیا اور یورپ کے درمیان واقع ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: ایک ایوانی مقننہ ہے۔ سربراہ صدر اور سربراہ حکومت وزیراعظم ہوتا ہے۔ لبنان اقوام متحدہ، اسلامی تحریک کی تنظیم اور عرب لیگ کا رکن ملک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی: 2897000 افراد پر مشتمل ہے۔

رقبہ: 4015 مربع میل یا 10452 کلومیٹر۔

لوگ: یہاں کے 75 فی صد لوگ مسلمان ہیں جبکہ 25 فی صد عیسائی ہیں۔ 95 فی صد باشندے عرب جبکہ 4 فی صد آرمینیائی ہیں۔ لوگ عربی کے علاوہ فرانسیسی، جرمن، اطالوی، آرمینی اور انگریزی زبانیں بول اور سمجھ لیتے ہیں۔ 5 سال کے بچے کو پڑھنے کے لئے سکول بھیجنا لازمی ہے۔ مشرق وسطیٰ کا سب سے زیادہ پڑھا لکھا علاقہ ہے۔ 95 فی صد بچے سکولوں میں جاتے ہیں۔ خواندگی کا تناسب 75 فی صد ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 66 سال اور عورتوں کی 71 سال ہے۔ سالانہ شرح اضافہ 2.1 فی صد ہے۔ 263 افراد کے حصے میں ہسپتال کا ایک بستر اور 771 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر آتا ہے۔ نابالغوں میں اموات کی شرح 52 فی صد ہے۔

اہم شخصیات: جنلاط کمال، صائب سلام، جنرل شہاب، الیاس، سارکس، میجر سعد حداد، بشیر جمائل، رشید کرامی، امین جمائل، سلیم الحوص، جنرل مائیکل عون۔

وسائل: ترشاوہ پھل، سیب، انگور، آلو، چقندر، جو، تمباکو، کیلا، انجیر اور گندم یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ 35 فی صد رقبہ زیر کاشت ہے اور 11 فی صد لوگ اس پیشے سے منسلک ہیں۔ خام لوہا، تانبا، چینی، مٹی، فاسفیٹ اور اسفالٹ اہم معدنیات ہیں۔ سیاحت اس ملک کی سب سے بڑی صنعت ہے۔ اس کے علاوہ خوراک کو ڈبیانا، سیمنٹ، کیمیائی اشیاء اور تیل کی مصنوعات اہم صنعتیں ہیں۔ ریلوے کا نظام کافی وسیع ہے جو شام اور ترکی سے مربوط ہے۔ 6000 ہزار میل لمبی سڑکیں ہیں۔ ایئر لبنان اور ٹرانس میڈیٹرینین ایئرویز قومی ایئر لائنیں ہیں۔ بیروت ملک کا اہم ترین ہوائی اڈہ ہے۔ بیروت، طرابلس اور حیرا مشہور بندرگاہیں ہیں۔

تاریخ لبنان: یہ بہت قدیم ملک ہے۔ اس پر حیتوں، رومیوں اور بزنطینی حکمران حکومت کرتے رہے۔ ساتویں صدی عیسوی میں عربوں نے اس کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا۔ صلیبی جنگوں کی فتح کے بعد سے پہلی جنگ عظیم تک اس پر ترک حکمران رہے۔ اس کے بعد یہ ملک فرانسیسی عمل داری میں چلا گیا۔ 1926ء میں لبنان جمہوریہ قرار پایا۔ 1944ء میں خود مختار ہوا۔ ماردنی مسیحیوں کے لئے مسلمانوں خصوصاً دروزیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ایک مستقل خطرہ تھی۔ 1959ء میں خانہ جنگی شروع ہوئی جس میں مسلمان رہنما کمال جنلاط اور صائب اسلام حزب اختلاف کی قیادت کر رہے تھے۔ کامیاب رہی۔ صدر کامل شمعون نے امریکہ سے فوجی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امداد کی درخواست کی۔ 1960ء میں جنرل شہاب کے صدر بننے کے بعد یہ فوجی واپس چلے گئے۔ 1975ء میں عیسائیوں' مسلمانوں اور فلسطینی گوریلوں کے مابین جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ 1976ء میں الیاس سارکس لبنان کے صدر بنے۔ 19 اپریل 1979ء کو عیسائی ملیشیا کے سربراہ میجر سعد حداد جنوبی لبنان کے صدر بنے اور اس کا نام آزاد لبنان رکھا۔ اس پر ان کے اوپر غداری کا مقدمہ چلا۔ یکم اپریل 1981ء میں شامی فوجوں اور عیسائی ملیشیا کے مابین پھر جھڑپیں ہوئیں۔ 24 جولائی 1981ء میں اسرائیل اور فلسطینی گوریلوں کے درمیان جنگ بندی کا سمجھوتہ ہوا۔ مگر اس کے باوجود جنگ جاری رہی۔ 10 جون 1982ء کو اسرائیلی فوجیں بیروت کے نواح تک پہنچ گئیں۔ اس جنگ میں ہزاروں فلسطینی شہید ہوئے اور بالآخر جنوبی لبنان فلسطینیوں کو خالی کرنا پڑا۔ 14 ستمبر 1982ء کو صدر مبشر حمائل ہلاک ہو گئے۔ 28 ستمبر کو اسرائیلی فوجیں لبنان سے واپس چلی گئیں۔ یکم ستمبر 1982ء تک تمام فلسطینی لبنان سے چلے گئے۔ مئی 1985ء میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔ 1986ء میں پی ایل او کے اڈوں پر اسرائیل نے فضائی حملے کئے۔ یکم جون 1987ء کو وزیراعظم رشید کرامی فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ 1988ء میں امین حمائل صدارت سے دستبردار ہو گئے۔ میکائل عون نے اقتدار سنبھالا۔ مگر وزیراعظم سلیم الحوص نے اس کی حکومت کو تسلیم نہ کیا۔ کاسابلانکا' مراکش میں عرب راہنماؤں کی کوششوں سے لبنانی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ ماروئی عیسائی رینی معوض صدر اور مسلم الحوص وزیراعظم نامزد ہوئے۔ 22 نومبر 1989ء میں صدر کار بم دھماکے میں ہلاک ہو گئے۔ ان کی جگہ الیاس ہراوی 24 نومبر 1989ء کو صدر بنے۔ مئی 1991ء میں منعقدہ انتخابات میں عیسائیوں نے انتخابات میں حصہ نہ لیا ان کا موقف تھا کہ لبنان سے شامی فوجیں چلی جائیں۔ جنوری 1993ء میں عیسائی ملیشیا دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔

3 اپریل 1991ء کو بیروت میں متعین فرانسیسی سفیر نے سابق صدر جنرل عون کو فرانس میں سیاسی پناہ کی پیش کش کی جو انہوں نے مان لی۔ 27 اگست کو 1991ء میں لبنان حکومت نے جنرل عون کو 5 سال لبنان میں نہ آنے اور سیاست میں ساری زندگی نہ حصہ لینے کی شرائط پر معاف کر دیا۔ لبنانی مسلمان جنرل عون کو قاتل اور جلاد کہتے ہیں۔ لبنان میں یرغمالیوں کی رہائی اگست 1991ء کے پہلے عشرے میں شروع ہوئی۔ ایران نے اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک صحافی جو 5 سال سے یرغمال تھا رہا کر دیا گیا۔ انہی دنوں میں امریکی یرغمالی بھی رہا ہوئے۔

اسرائیل نے ستمبر 1991ء کے دوسرے ہفتے 51 لبنانی قیدی رہا کئے۔ اس کے علاوہ حزب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نامی جماعت کے 9 کارکنوں کی لاشیں بھی دی گئیں۔ شیخ عبید کو اسرائیل میں اغوا کر کے بھیجا گیا جو اسرائیل کی کھلی دہشت گردی ہے۔

درآمدات: مشینری، سونا، قیمتی پتھر معدنیاتی و کیمیکل پروڈکٹس، ٹیکسٹائلز، موٹر گاڑیاں، دھاگہ، آئرن اور اسٹیل کا سامان، تمباکو کی مصنوعات، زندہ مویشی، سبزی اور اشیائے خوردنی کی پروڈکٹس۔

برآمدات: تمباکو، شراب، سونا، قیمتی پتھر، پھل، عمارتی دھات کا سامان، فرنیچر، پلاسٹک کا سامان اور اشیائے خوردنی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیبیا

LIBYA

سرکاری نام: سوشلسٹ عوامی عرب جمہوریہ لیبیا۔

سربراہ مملکت: صدر: کرنل معمر قذافی Qadhafi–al–Moammar–1969ء تاحال۔

وزیراعظم: عبدالماجد Abdul Majed–1994ء تاحال۔

وزیر خارجہ: عمر مصطفیٰ المنتسر Omar Mustafa–al–Muntasser–

قومی ترانہ: اللہ اکبر۔

قومی دن: 24 دسمبر۔

رقبہ: 1759540 مربع کلومیٹر یا 679358 مربع میل۔

آبادی: 45 لاکھ افراد لیبیا میں بستے ہیں۔

سرکاری کرنسی: لیبین دینار (296,053 دینار برابر ہیں ایک امریکن ڈالر کے۔)

سرکاری زبان: عربی سرکاری زبان ہے۔ بربر' اطالوی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

دارالحکومت و اہم شہر: تریپولی دارالحکومت ہے۔ طرابلس' بن غازی اہم شہر ہیں۔

فی کس آمدنی: 5500 ڈالر۔

محل وقوع: لیبیا براعظم افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں بحیرہ روم مشرق میں مصر جنوب مشرق میں سوڈان جنوب میں چاڈ اور نجر مغرب میں الجزائر اور شمال مغرب میں تیونس واقع ہیں۔ ساحل ایک ہزار ایک سو میل لمبا ہے۔ جبل سودا' الاسودالحروج اور جبل نفوسہ پہاڑی سلسلے ہیں۔ 92 فی صد حصہ ریگستانی یا نیم ریگستانی ہے۔ اس کا ایک مقام عزیزیہ دنیا کا گرم ترین علاقہ ہے۔ موسم گرما میں درجہ حرارت 100 سے 125 درجے فارن ہائیٹ تک ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ تاہم ساحلی علاقوں کا موسم معتدل رہتا ہے۔ صحرائی علاقوں میں بارشیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: صدارتی طرز حکومت ملک میں قائم ہے۔ قانون سازی پیپلز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانگرس کرتی ہے۔ سربراہ مملکت پیپلز کانگرس کا سیکرٹری جنرل ہوتا ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' عرب لیگ افریقی اتحاد کی تنظیم اور اوپیک کا رکن ملک ہے۔

لوگ: لیبیا کے 97 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ ایک مربع میل میں 6 افراد بستے ہیں۔ ان میں 97 فیصد عرب بربر ہیں۔ 75 فی صد لوگ کاشت کاری کرتے ہیں۔ شرح خواندگی 60 فی صد ہے۔ 7 سال کے بچے کے لئے سکول جانا لازمی ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 66 برس اور عورتوں کی 71 سال ہے۔ آبادی میں سالانہ اضافہ 3 فی صد ہے۔ 9 ہزار افراد ڈاکٹر ہیں۔ نابالغوں میں موت کی شرح 62 فی ہزار ہے۔

اہم شخصیات: کرنل معمر قذافی' شاہ ادریس نسوسی' عبدالعاجد' عمر مصطفیٰ المنتسر' عمر مختار۔

وسائل: ملک کے پانچ فی صد علاقے پر کاشت کاری ہوتی ہے۔ ملک کا ایک بڑا حصہ ریگستان پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ویران ہے۔ مونگ پھلی' زیتون' انگور' کھجوریں' گندم' جو' ترشاوہ پھل اس ملک کی اہم زرعی پیداوار ہیں۔ لوگ بھیڑ بکریاں بھی پالتے ہیں۔ 31 فی صد افراد کاشت کاری کے شعبے سے منسلک ہیں۔ تیل اس ملک کی سب سے بڑی معدنی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ ملک دنیا کا 37 واں بڑا امیر ملک ہے۔ اس کے علاوہ قدرتی گیس اور جپسم کے وسیع ذخائر بھی یہاں موجود ہیں۔ 27 فی صد لوگ صنعت سے وابستہ ہیں۔ 40 فی صد ملکی پیداوار صنعت سے حاصل ہوتی ہے زیادہ تر صنعتیں قومی ملکیت میں ہیں۔ مشروبات' کپڑا' سگریٹ' سیمنٹ' پیٹرولیم کی مصنوعات اور قالین بافی اہم صنعتوں میں شامل ہیں۔ کھاد' پانی سے کشید کرکے تازہ پانی حاصل کرنے کا پلانٹ بن غازی کے ساحل پر واقع ہے۔ 5 لاکھ کاریں اور تقریباً اتنی کمرشل گاڑیاں ہیں۔ سڑکوں کی لمبائی 50 ہزار کلومیٹر ہے۔ ریلوے کا نظام قائم نہیں۔ لیبین ایئرلائنز ستمبر 1965 سے فضائی سروس انجام دے رہی ہے۔ بن غازی اور طرابلس بین الاقوامی ہوائی اڈے اور اہم بندرگاہیں ہیں۔

تاریخ لیبیا: 630 ق م میں یونانی سب سے پہلے یہاں آئے۔ اس وقت اس علاقے کو سائریکا کہتے تھے۔ اس دوران فینیقوں نے یہاں حکومت قائم کی۔ پہلی صدی میں رومی یہاں آئے۔ 642 میں اسے عربوں نے فتح کیا۔ 1551ء میں عثمانی سلطنت کا حصہ بن کر یہ علاقہ ترکوں کے زیر سایہ آگیا اور یہ 1910ء تک اس ملک کا حصہ رہا۔ 1911ء میں اس پر اٹلی نے قبضہ کرلیا۔ مگر سنوسی قبائل نے غیر ملکی فوجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ 42-1941ء میں لیبیا دوسری عالمگیر جنگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اکھاڑہ بن گیا۔ اس جنگ میں لیبیا کو بغیر کسی وجہ سے شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ میں برطانوی جنرل منٹگمری' جرمن رومیل اور امریکی جنرل آئزن ہاور نے عالمی شہرت حاصل کی۔ 1942ء میں دوسری عالمگیر جنگ کے دوران انگریزوں نے سنوسیوں سے وعدہ کیا کہ جنگ کے بعد وہ انہیں آزاد کر دیں گے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

دوسری جنگ کے بعد اٹلی جنگ عظیم میں ہار گیا۔ اس کی آزادی میں امریکہ' فرانس اور برطانیہ نے بڑی کوششیں کیں کہ یہ ملک آزاد نہ ہو مگر نومبر 1949ء میں اقوام متحدہ نے اسے آزاد کرایا۔ 24 دسمبر 1951ء کو اس کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ 2 جنوری 1952ء سے یہ مکمل آزاد ہو گیا۔ شاہ ادریس سنوسی یہاں کے حکمران بنے۔ یکم ستمبر 1969ء کو کرنل معمر قذافی نے ان کا تختہ الٹ کر ملک کے اقتدار پر قبضہ کر لیا اور اب تک وہی حکمران ہیں۔ 1972ء کو مصر اور لیبیا کے وفاق کا قیام اور 12 جنوری 1974ء کو تیونس لیبیا کا ادغام کرنل قذافی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ تاہم یہ نہ ہو سکا۔ کیونکہ غیر اسلامی طاقتیں یہ نہیں چاہتی تھیں۔ 1977ء کو ملک کو سوشلسٹ قرار دیا گیا۔ 1980ء کو لیبیا نے چاڈ کے ساتھ ادغام کا اعلان کیا۔ 1981ء میں امریکہ کے طیاروں نے خلیج سدرہ کی جھڑپ میں لیبیا کے دو جنگی طیارے مار گرائے۔ 6 جنوری 1986ء کو امریکہ نے اس ملک پر اقتصادی پابندیاں لگا دیں۔ امریکہ لیبیا پر "جوہری اور پلانٹ" کیمیائی ہتھیار تیار کرنے کا الزام لگاتا رہا ہے جو دارالحکومت سے 50 میل کے فاصلے پر ہے۔ اگست 1989ء کے معاہدے کی رو سے اوزو کی متنازعہ پٹی کا معاملہ بین الاقوامی عدالت انصاف میں پیش کیا گیا جس میں 1993ء میں لیبیا کے خلاف فیصلہ دیا گیا۔ لیبیا میں 1988ء میں شروع اصلاحات میں کہا گیا ہے کہ نجی کاروبار اور دکانیں قائم کی جا سکتی ہیں۔ سیاسی قیدی اور غیر ملکی جیلوں سے رہائی کا حکم جاری کیا گیا ہے۔ یکم ستمبر 1991ء کے آئین کے مطابق:

- ہر شہری پیپلز کانگرس یا میڈیا کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔
- مذہب پر کسی کی اجارہ داری نہ ہو گی کوئی شخص مذہب کو استحصال کا ذریعہ نہیں بنائے گا۔
- جائز نجی ملکیت کو مقدس تصور کیا جائے گا۔
- کسی بھی شریف شہری کی آزادی سلب نہیں کی جائے گی۔ اس سے نہ پوچھ گچھ ہو گی اور نہ ہی تلاشی لی جائے گی۔ 12 اگست 1992ء کو معمر قذافی اور کئی دوسرے عرب رہنماؤں نے 25 ارب ڈالر کے ایک پروجیکٹ کا افتتاح کیا۔ جس سے صحرا نخلستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تبدیل ہو جائے گا۔

درآمدات: خوراک، کیمیکلز، مشینری، ٹرانسپورٹ۔

برآمدات: اون، تیل، زیتون کا تیل، کھالیں، کھٹے پھل، قدرتی گیس۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماریطانیہ

MAURITANIA

سرکاری نام: اسلامی جمہوریہ ماریطانیہ۔

سربراہ مملکت: صدر: ماؤیا آولڈ سدی احمد طایا

Maaouya Ould Sidi Ahmed Taya — اپریل 1981ء تاحال۔

وزیراعظم: سدی محمد اولد باباکا Sidi Muhammad Ould Baubaka۔

وزیرخارجہ: احمد اولد منی Ahmed Ould Minnih۔

دارالحکومت واہم شہر: نواک شوٹ' دیگر بڑے شہروں میں قاعدی' نوادیبو شامل ہیں۔

سرکاری زبان: عربی اور فرانسیسی۔

کرنسی: اگوجیا (69.29 اگوجیا برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

قومی دن: ولادت نبی حضرت محمد ﷺ

قومی ترانہ: موریطانیہ اے موریطانیہ۔

رقبہ: 397954 مربع میل یا 1030700 مربع کلومیٹر۔

آبادی: ماریطانیہ میں چوبیس لاکھ افراد بستے ہیں۔

محل وقوع: یہ ملک براعظم مغربی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں ہسپانوی صحرا اور الجزائر واقع ہیں جبکہ مغرب اور جنوب مشرق میں مالی' جنوب مغرب میں سینی گال اور بحیرۂ اوقیانوس واقع ہے۔ سینی گال کا دریا اس کی بیشتر اراضی کو سیراب کرتا ہے۔ شمالی علاقہ بے آب وگیاہ ہے اور یہ صحارا تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ ملک کی آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ کیونکہ ملک کا اکثر حصہ صحرائی ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: بنیادی طور پر ملک جمہوری ہے مگر اس وقت ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ہے۔ ملٹری کمیٹی کو تمام اختیارات حاصل ہیں یہ ملک اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیم' عرب لیگ اور افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

لوگ: 41 فی صد بچے پڑھنے جاتے ہیں۔ خواندگی کا تناسب 30 فی صد ہے 99.4 فی صد لوگ مسلمان ہیں ایک مربع میل میں 5 افراد آباد ہیں۔ 4 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں 80 فی صد لوگ بربر ہیں۔ حبشیوں کی تعداد بیس فی صد ہے۔ مور 0ء81 فی صد' مکوف 67 فی صد' سوئیکے 8ء2 فی صد' پولار 1ء1 فی صد دیگر 8ء7 فی صد۔ گ آباد ہیں زیادہ تر عرب ان لوگوں کی اولاد ہیں جو نویں صدی میں یہاں اسلام کو لائے۔ مردوں کی اوسط عمر 44 سال اور عورتوں کی پچاس سال ہے۔ شرح اضافہ آبادی 3.0 فی صد ہے۔ 1217 افراد کے لئے ایک بستر 1928 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر ہے۔ شرح اموات 94 فی ہزار ہے۔

اہم شخصیات: کرنل احمد معاویہ' مختار الدادہ' کرنسل مصطفیٰ اولد سالک' کرنل محمد محمود اولد لوئی کرنل محمد کھونو ہیڈلا' سیدی احمد طایا' سیدی محمد اولد بابا کا۔

وسائل: 47 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ زراعت جنوبی علاقے میں ہوتی ہے کل قومی پیداوار کا زراعت 34 فی صد حصہ ہے۔ اہم زرعی پیداوار میں کھجوریں' گوند' باجرہ' مونگ پھلی' شکر قندی' جو' گندم' تمباکو' چاول اور جوار شامل ہیں۔

لوہے اور تانبے کے بڑے ذخائر موریطانیہ میں پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ نمک اور جپسم کے یہاں وسیع ذخائر موجود ہیں۔ تمام تر صنعتیں دارالحکومت نواکشوٹ میں قائم ہیں۔ چینی' کپڑا' سمندری پانی کی صفائی' خوراک کو ڈبوں میں بند کرنا اور کان کنی اہم صنعتیں ہیں۔

936 کلومیٹر لمبی ریلوے لائن یہاں موجود ہے اور 5000 میل لمبی سڑکیں' نواکشوٹ نوادی بو اور پورٹ سینٹرل بڑی بندرگاہیں ہیں۔ ایئر موریطانیہ قومی ایئر لائن ہے۔ نواکشوٹ نوادی بو بعد نیما بین الاقوامی ہوائی اڈے ہیں۔

تاریخ موریطانیہ: پچھلے زمانے میں یہ ملک ایک بہت بڑی حکومت تھی جس میں الجزائر' مراکش اور ماریطانیہ اس میں شامل تھیں۔ دسویں صدی میں بربروں نے یہاں کے قدیم باشندوں کو جنوب میں دھکیل دیا۔ مرابطین کے عہد میں یہاں مسلمانوں کا دور دورہ ہوا اور انہی سے یہاں کے افریقی قبائل مسلمان ہوئے۔ یہاں کے افریقی باشندوں نے 15 ویں صدی میں بربروں کو شکست دے کر مراکش' الجزائر' سپین اور گھانا پر قبضہ کر لیا تھا۔ 15 ویں صدی کے آخر میں پرتگالی یہاں حکمران ہو گئے۔ ان سے فرانسیسیوں نے اقتدار حاصل کیا۔ انگریزوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ولندیزیوں نے اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ 1920ء میں یہ فرانس کی نو آبادی بنا۔ 1958ء میں فرانس نے اسے داخلی خود مختاری دے دی۔ 28 نومبر 1960ء کو یہ ملک مکمل آزاد ہو گیا۔ 1966ء 1971ء اور 1976ء میں مختار الداوہ وزیر اعظم بنے اور بعد ازاں صدر بن گئے۔ 1974ء میں ہسپانوی صحرا کو تقسیم کرنے کے سلسلے میں ماریطانیہ نے مراکش کے ساتھ الحاق کیا۔ 16 اپریل کو ہسپانوی نو آبادی کے تیسرے جنوبی حصہ کو اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ اس سلسلہ میں پولیساریو گوریلوں نے فوج سے جھڑپیں کیں۔ الجزائر کی افواج نے ان کی مدد کی۔ 9 جولائی 1978ء کو لیفٹیننٹ کرنل مصطفیٰ اولد سالک نے صدر مختار الداوہ کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ جولائی 1978ء میں پولیساریو گوریلوں نے یک طرفہ طور پر ماریطانیہ سے جنگ بندی کر دی۔ 3 جون 1979ء کو صدر سالک کے مستعفی ہونے پر کرنل محمد محمود الوڈ لولی صدر بنے اور محمد نواز کھونو ہیڈالا وزیر اعظم۔ 15 اگست 1979ء کو پولیساریو گوریلوں کے ساتھ معاہدہ امن طے پایا۔ جس کے تحت ماریطانیہ مغربی صحرا کے علاقے سے اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو گیا اور مراکش کے ساتھ فوجی معاہدہ ختم کر دیا۔ 4 جنوری کو ہیڈالا نے لولی کا تختہ الٹ دیا اور صدر بن گئے۔ مارچ 1980ء میں فوجی کونسل نے اسلامی نظام کے قیام کا اعلان کیا۔ 1986ء میں شراب نوشی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اکتوبر 1987ء کو صدر کے خلاف ایک زبردست بغاوت ہوئی مگر کچل دی گئی۔ 1988ء میں حکومت میں فسادات ہوئے۔ بعد ازاں حکمرانوں کو بلدیاتی انتخابات کروانا پڑے۔ 1989ء میں سینیگال کے ساتھ سرحدی جنگ ہوئی۔ 12 جولائی 1991ء کو صدر کی فوجی حکومت کے پیش کردہ آئین پر ریفرنڈم ہوا۔ جس میں کثیر جماعتی نظام ایک پارلیمنٹ اور سینٹ کی تشکیل کا وعدہ ہوا تھا۔ 97 فی صد ووٹروں نے اس کے حق میں رائے دی۔ صدر کا عہدہ چھ سال کے لئے تھا۔

درآمدات: چاول، چائے، اشیائے صرف، ٹرانسپورٹ کا سامان، ٹیکسٹائلز، پیٹرولیم، پروڈکٹس، عمارتی سامان۔

برآمدات: تانبا، آئرن، جپسم، نمک، مویشی، مچھلی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالدیپ

MALDIVES

سرکاری نام: جمہوریہ مالدیپ۔

سربراہ مملکت: صدر: مامون عبدالقیوم Maumoon Abdul Qayoom۔ نومبر 1978ء تا حال۔

وزیر خارجہ: فتح اللہ جمیل Fathulla Jamil۔

دارالحکومت واہم شہر: دارالحکومت ھال اہم شہروں میں گیسن اہم شہر ہے۔

سرکاری زبان: دیوپی قومی زبان' دفتری زبان انگریزی' علاقائی زبان سنہالی ہے۔

کرنسی: مالادیپی روپیہ۔

آبادی: اڑھائی لاکھ۔

قومی دن: 26 جولائی۔

فی کس آمدنی: 300 ڈالر سالانہ۔

قومی ترانہ: ہم اس قومی اتحاد پر تمہیں سلام کرتے ہیں۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: جمہوری نظام رائج ہے۔ صدر کا عہدہ اور پارلیمنٹ کی معیاد پانچ سال ہے۔ 1953ء اور 1964ء کو دساتیر مرتب ہوئے۔ جن کے ذریعہ ملک چل رہا ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور سارک کا رکن ملک ہے۔

محل وقوع: براعظم ایشیا میں واقع ہے۔ جنوبی ایشیا میں بحرہند کے تقریباً دو ہزار چھوٹے چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے۔ اس کا قریب ترین ہمسایہ بھارت 95 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ دوسرا ہمسایہ سری لنکا 670 میل دور ہے۔ کسی جزیرے کا رقبہ 5 مربع میل سے زیادہ نہیں ہے۔ یعنی اس کا کل رقبہ 115 مربع میل ہے جو لاہور سے بھی کم ہے۔ یہاں کی آب و ہوا گرم مرطوب ہے۔ اوسط درجہ حرارت 80 فارن ہائٹ تک رہتا ہے۔

لوگ: سنی العقیدہ مسلمان رہتے ہیں اور عقیدے کے پکے ہیں۔ دارالحکومت کے علاوہ تین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزائر ایسے ہیں جہاں کی آبادی ہزار تک ہے۔ سنہالیوں کے علاوہ دراوڑی اور عربی نسل لوگ یہاں رہتے ہیں۔ 22 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں' عورتوں کی اوسط عمر 65 برس اور مردوں کی 61 برس ہے۔ 95 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ 1000 کی آبادی میں 47 بچے پیدا ہوتے ہیں اور دس وفات پاجاتے ہیں۔

وسائل: لوگ کاشت کاری کرتے ہیں اور 10 فی صد افراد اس پیشے سے وابستہ ہیں۔ زراعت کی آمدنی کل قومی پیداوار کا 4 فی صد ہے۔ ناریل' سنگترہ' میٹھا' کیلا' اناس' لیموں اور ارنڈ کاشت کئے جاتے ہیں۔ دیگر زرعی اجناس بیرونی ممالک سے پوری کی جاتی ہیں۔ سب سے بڑا ذریعہ آمدن اس ملک کا ماہی گیری ہے۔ 98.2 فی صد برآمدات ماہی گیری سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد سیاحت دوسرا بڑا آمدن کا ذریعہ ہے۔ گھونگوں سے بھی اچھی خاصی آمدن ہوتی ہے۔ 1990ء میں یہاں 76000 ٹن مچھلی پکڑی گئی تھی۔ یہاں کوئی دریا نہیں' تازہ ترین پانی کا ذریعہ بارشیں ہیں۔ یہاں مختلف اقسام کی چھوٹی چھوٹی صنعتیں قائم ہیں۔ ناریل کے رسیلے کی صنعت سب سے بڑی صنعت ہے۔ عورتیں گھروں میں چٹائیاں بنتی ہیں۔ سیپوں اور گھونگوں سے رنگ برنگی اشیاء تیار ہوتی ہیں۔ بحری جہاز رانی کی صنعت بھی ترقی کر رہی ہے۔ 1958ء میں یہاں جہاز رانی شروع ہوئی۔ اس کا بحری بیڑہ بہت بڑا ہے۔ کل تجارت اسی وجہ سے ہوتی ہے۔ بحری کشتیوں' موٹربوٹوں اور لانچوں کے ذریعہ جزائر کے درمیان آمدورفت ہے۔ مالدیپ کی اپنی ہوائی سروس بھی ہے اور روزانہ اخبارات بھی شائع ہوتے ہیں۔

تاریخ مالدیپ: یہاں سب سے پہلے بدھ مت کے پیروکار رہتے تھے۔ ایک بزرگ ابو البرکات یوسف البربری کی وجہ سے یہاں کا راجہ مسلمان ہوگیا اور ان کی وجہ سے رعایا مسلمان ہوئی۔ بدھ مت کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ سلطان محمد بن عبداللہ کے عہد میں یہاں اسلام پھلا پھولا۔ اس کے بعد مالکہ رہندی کبادی کا' المعروف بہ خدیجہ نے اقتدار سنبھالا۔ وہ پہلی مسلمان حکمران تھی۔ ملکہ خدیجہ کے بعد سلطان علی (1512–1513) یہاں کا حکمران رہا۔ اس کے بعد سلطان حسن نہم اور سلطان علی ششم یہاں کے حکمران بنے۔ اس کے بعد یہاں کافی بادشاہ گزرے سلطان علی ششم پرتگالیوں کے ساتھ جنگ میں مارا گیا۔ مگر عوام نے غیر ملکی حکمرانوں کو قبول نہ کیا اور نکال باہر کیا۔ اس جنگ آزادی کی راہنمائی محمد تکرفانی نے کی۔ اس کے بعد ابراہیم ثالث تخت نشین ہوا۔ 1976ء تک مختلف بادشاہ آتے اور جاتے رہے۔ اس پر انگریزوں کا قبضہ 1876ء میں ہوا۔ 1887ء میں مقامی سلطان اور انگریزوں نے ایک معاہدہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستخط کئے۔ جس کے تحت یہ علاقہ انگریزوں کی عملداری میں چلا گیا۔ انگریزوں نے 1939ء میں یہاں ہوائی اڈہ اور بحری اڈاہ تعمیر کیا۔ 1948ء کو مالدیپ نے برطانوی حکومت کو خراج ادا کرنا بند کر دیا۔ 1965ء میں وزیر اعظم ابراہیم ناصر کی قیادت میں یہ ملک آزاد ہوا۔ 1968ء تک یہاں بادشاہت قائم رہی۔ 29 مارچ 1979ء تک برطانوی مکمل طور پر یہاں سے چلے گئے۔ 1978ء میں ابراہیم ناصر کے استعفیٰ کے بعد عبدالقیوم مامون صدر بنے جو تاحال ہیں۔ 1988ء میں ملک میں سری لنکا نے مداخلت کی۔ مگر اسے منہ کی کھانی پڑی۔ 1990ء میں جمہوری اصلاحات کا اعلان ہوا۔ عوامی شرکت کے لئے شوریٰ کی تعداد 15 سے بڑھا کر 55 کر دی گئی۔ الیاس ابراہیم جو صدر کے بعد نائب تھے اور مالدار آدمی تھے۔ عوامی دباؤ پر ملک چھوڑ گئے۔ 21 نومبر کو مالدیپ میں سارک کانفرنس ہوئی۔ 14 جنوری کو بھارت اور مالدیپ نے ویزا سسٹم ختم کر دیا۔ 1990ء میں مامون عبدالقیوم سارک کے چیرمین بنے۔ 19 جولائی 1991ء میں انہوں نے نیپال، بنگلہ دیش اور پاکستان کا دورہ کیا۔

برآمدات: ناریل، کھجور، مشروبات، کیمیکلز، ٹرانسپورٹ کا سامان، تمباکو، اشیائے خوردنی، مشینری۔

درآمدات: مچھلی۔

اہم شخصیات: حضرت ابوالبرکات یوسف البربری، سلطان احمد شنو، ملکہ خدیجہ، سلطان علی سلطان حسن نہم، سلطان علی ششم، سلطان محمد جمال الدین، سلطان السکندر ثانی، محمد مکرم، امام الدین سلطان معین الدین ثانی، ابراہیم ناصر، عبدالقیوم مامون، الیاس ابراہیم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالی

MALI

سرکاری نام: جمہوریہ مالی۔

سربراہ مملکت: صدر: الفا عمر کنارے Alpha Omer Konare۔1992ء تاحال۔

وزیر خارجہ: محمد الحسینی طور Muhammad-al-Hussaini Tore۔

رقبہ: 1240000 مربع کلومیٹر 479000 مربع میل۔

آبادی: 7160000 افراد پر مشتمل ہے۔

سرکاری زبان: فرانسیسی جبکہ سیارا سینونو دیگر اہم زبانیں ہیں۔

کرنسی: مالی فرانک (1ء794 مالی فرانک ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔)

قومی دن: 22 ستمبر۔

قومی ترانہ: تمہاری پکار مالی۔

دارالحکومت و اہم شہر: بماکو' اس کے علاوہ ماپتی' سیگو' مونیتی' سیکاسو' ٹمبکٹو دیگر مشہور شہر ہیں۔

محل وقوع: مالی براعظم افریقہ میں واقع ہے۔ یہ سب سے بڑا افریقی اسلامی ملک ہے اور افریقہ کے مغرب میں واقع ہے اس کے مغرب میں ماریطانیہ' سینی گال' جنوب میں گنی' کوٹے ڈی اتیوری' برکینا فاسو مشرق میں نائجر اور شمال میں الجزائر واقع ہیں۔ ملک کی سطح مرتفع ہے۔ یہاں موسم گرمیوں میں سخت گرم ہوتا ہے۔ جولائی اور اگست بارشوں کے مہینے ہیں۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: ملک میں صدراتی نظام حکومت قائم ہے۔ یہ ملک افریقی اتحاد کی تنظیم اقوام متحدہ' اور اسلامی مالک کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

لوگ: 90 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ جن میں 50 فی صد 15 سال سے کم افراد ہیں۔ سیاہ نسل اور سفید نسل کے لوگ اکٹھے ہیں۔ لوگ بمبارا' میلینک اور سرکولی 50 فی صد اور پول 17 فی صد وولٹک 12 فی صد سنگھائی 6 فی صد توارک اور مور 5 فی صد ہیں۔ فی مربع میل میں 17 افراد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں۔ شرح خواندگی 25 فی صد ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 45 سال اور عورتوں کی 47 سال ہے۔ 1000 کی آبادی میں 51 بچے پیدا اور 21 فوت ہو جاتے ہیں۔ 4215 افراد کے لئے ہسپتال کا ایک بستر اور 283 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر میسر ہے۔

وسائل: 72 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ 2 فی صد رقبہ پر کاشت ہے۔ چاول، مکئی، کپاس، آلو، گندم، جوار، مونگ پھلی اور باجرہ قابل تذکرہ اشیاء ہیں۔ بڑے پیمانے پر ماہی گیری اور مویشی پالنے کا کام ہوتا ہے۔

ملک کی اہم معدنیات میں سونا، نمک، باکسائٹ، یورینیم، لوہا، تانبا، میگانیز اور فاسفیٹ شامل ہیں۔ محدود پیمانے پر صنعتیں ہیں۔ 12 فی صد لوگ اس کام سے وابستہ ہیں۔ کپڑا، سگریٹ، دیاسلائیاں، کمبل، ٹافیاں، غذاؤں کو ڈبیانا، ماہی گیری، چینی اور چمڑے کی مصنوعات شامل ہیں۔ ریلوے لائن 401 میل لمبی ہے۔ ہزاروں میل لمبی سڑکیں ہیں اور ملک کی اپنی ایئرلائن بھی ہے۔

تاریخ مالی: یہ ملک صدیوں سے اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ چلا آرہا ہے۔ ٹمبکٹو اس ملک میں اہم حیثیت رکھتا ہے اور اسلامی تاریخ میں بھی۔۔۔ 1828ء میں یہاں فرانس نے قبضہ کر لیا اور یہ علاقہ فرانسیسی سوڈان کہلانے لگا۔ 1946ء میں یہاں کے لوگوں کو محدود خود مختاری مل گئی۔ 28 نومبر 1958ء کے ریفرنڈم کے نتیجے میں اس ملک اور سینی گال میں یونین قائم ہوئی۔ 20 اگست کو 1960ء کو علیحدگی ہو گئی۔ 22 ستمبر کو فرانسیسی سوڈان کو مالی کا نام دے کر آزاد کر دیا گیا۔ مودیبو کیتا اس کے پہلے صدر بنے۔ 8 جون 1963ء کو فرانس کے ساتھ اقتصادی اور ثقافتی معاہدے ہوئے۔ مالی اور سینی گال کے درمیان بھی تجارت اور آمدورفت کے معاہدے ہوئے۔ 19 نومبر 1968ء کو فوجی حکومت کی صورت میں لیفٹیننٹ جنرل موسیٰ طراورے زمام نے اقتدار سنبھالا۔ 1974ء کے آئین میں صدر کے عہدے کی معیاد پانچ سال مقرر ہوئی اور اسمبلی چار سال کے لئے منتخب ہونا قرار پائی۔ 1969ء میں شدید قحط سالی نے ملک کو بہت نقصان پہنچایا۔ 1972ء تک ایک لاکھ افراد مارے گئے اور سات لاکھ افراد ہجرت کر گئے۔ 1977ء میں ملک میں ہنگامی حالت کا خاتمہ ہوا۔ 81-1980ء میں با کینا فاسو کے درمیان سرحدی جھڑپیں ہوئیں۔ 26 مارچ 1991ء کو صدر موسیٰ طراورے کے اقتدار کا سورج ڈوب گیا۔ کرنل احمد وتومناتی برسر اقتدار آئے۔ مگر وہ بھی زیادہ دیر حکومت نہ کر سکے۔ 1992ء میں عمر کنارے ملک کے صدر بن گئے۔ اس دوران 91ء میں 29 مارچ کو فوجی جنتا کی جانب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکاری ہینڈ آؤٹ جاری کیا گیا کہ ملک میں نو ماہ کے اندر انتخابات ہوں گے۔ 12 اپریل کو مسٹر سوماناساکو وزیر اعظم بنایا گیا۔ جولائی 1991ء میں فوجی بغاوت ہوئی جو کچل دی گئی۔

درآمدات: چینی اور اشیائے خوردنی، موٹر گاڑیاں، مشینری، پیٹرولیم پروڈکٹس۔

برآمدات: مونگ پھلی، خشک پھل، مویشیوں کی کھالیں، مویشی، کپاس۔

اہم شخصیات: صدر مودیو کتیا، موسیٰ طراورے، کرنل احمدوتی، عمر کنارے، سومان کوکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحدہ عرب امارات

UNITED ARAB EMIRATES

سرکاری نام: متحدہ عرب امارات۔

سربراہ مملکت: شیخ زید بن سلطان النہیان

-Sheikh Zaid Bin Sultan-al-Nahyan

وزیر اعظم: شیخ مخطوم بن راشد المخطوم

-Sheikh Maktum Bin Rashid-al-Maktum

نومبر 1990ء تا حال

وزیر خارجہ: رشید عبداللہ Rashid Abdullah-

دارالحکومت: ابو ظہبی۔

سرکاری زبان: عربی' اس کے علاوہ فارسی اور انگریزی زبانیں بولی جاتی ہیں۔

رقبہ: 83600 مربع کلومیٹر۔

آبادی: 24 لاکھ۔

فی کس آمدنی: 15680 ڈالر۔

کرنسی: UAE درہم 3ء17 درہم ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔

قومی دن: 6 اگست۔

محل وقوع: براعظم شمالی افریقہ میں واقع ہے۔ یہ سات ریاستوں دوبئی' شارجہ' راس الخیمہ' فجیرہ' ام القوین' ابو ظہبی اور عمان کا مجموعہ ہے۔ اس کے شمال مغرب میں قطر مغرب اور جنوب میں سعودی عرب' مشرق اور شمال مشرق میں عمان' شمال میں خلیج فارس ہے جو اسے ایران سے ملاتا ہے۔ اندرونی اعتبار سے یہ ریاستیں سعودی عرب سے ملتی ہیں۔ شرقاً غرباً 375 میل لمبی اور شمالاً جنوباً 70 میل چوڑی سلطنت ہے۔ جنوب میں بنجر اور ساحلی میدان ہے۔ جبکہ مشرق میں حجر (Hajar) کی پہاڑیاں واقع ہیں۔ یہاں کے ساحلی علاقوں کی آب و ہوا گرم مرطوب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے ۔ موسم گرما میں مختلف حلقوں میں درجہ حرارت مختلف ہو گیا ہے۔ سردیوں میں موسم خاصا سرد ہوتا ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: یہ ملک سات خلیجی ریاستوں پر مشتمل ہے اور ساتوں ریاستوں کے حکمرانوں کی ایک سپریم کونسل ہے ۔ صدر کا انتخاب پانچ سال کے لئے ہوتا ہے ۔ امارتوں کے حکمران دو سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔

یہ ملک اقوام متحدہ' عرب لیگ اور اسلامی ممالک کی تنظیم' تیل کی تنظیم اوپیک خلیج تعاون کونسل کا رکن ملک ہے۔

لوگ: 94 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ فی مربع میل میں 74 افراد آباد ہیں۔ یہاں عرب' ایرانی' پاکستانی اور بھارتی نسل کے لوگ بھی رہتے ہیں ۔ یہاں 44 ہسپتال ہیں۔ جن میں 7500 سے زائد بستر ہیں۔ 3 ہزار ڈاکٹر اور آٹھ ہزار نرسیں ملک میں موجود ہیں۔ تعلیم بالکل مفت ہے۔ خواندگی 70 فی صد ہے۔ آبادی کا پانچواں حصہ سکولوں میں پڑھتا ہے۔

وسائل: متحدہ عرب امارت حالانکہ صحرائی ملک ہے۔ پھر بھی زراعت میں اس ملک نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ راس الخیمہ اس ملک کی کل زرعی پیداوار کا نصف حصہ فراہم کرتا ہے۔ یہاں صحرا کے وسیع علاقے میں 60 ملین درختوں کی شجرکاری کی گئی ہے۔ ٹماٹر کھجور' تربوز' خربوزے اور تمباکو بھی یہاں کاشت ہوتے ہیں۔ گلہ بانی بھی ہوتی ہے۔ جبکہ مرغیوں اور انڈوں کی پیداواری صلاحیت بڑھائی جا رہی ہے۔ ملک کی آمدن کا بڑا حصہ تیل سے حاصل ہوتا ہے۔ تیل کی موجودہ پیداوار 3 ملین بیرل روزانہ ہے۔ یہ ملک ہائیڈروکاربن میں دوسرا ملک اور گیس میں دنیا کا چوتھا بڑا ملک ہے۔ اس کا کثیر حصہ ابوظہبی میں ہے۔ یہاں تیل اور گیس کو مائع کرنے کے پلانٹ تعمیر کئے گئے ہیں۔ ابوظہبی میں تیل صاف کرنے کے دو کارخانے اور گیس کو مائع بنانے کے پلانٹ دوبئی اور شارجہ میں ہیں۔ جاپان کو یہاں سے گیس اور تیل برآمد کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ المونیم' کپڑے' برتن سازی' کیمیائی اشیاء' کھاد' سیمنٹ اور پلاسٹک کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔

یہاں کا زمینی آمدورفت کا نظام بہت وسیع ہے۔ 2200 کلومیٹر سے زائد لمبی سڑکیں ہیں۔ چودہ بندرگاہیں ہیں۔ دبئی میں جڑواں بندرگاہیں ہیں۔ چھ ہوائی اڈے ہیں 50 لاکھ ٹیلی فون ہیں اور چار ریڈیو اسٹیشن موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ٹی وی اسٹیشن قائم ہیں جن کی جدید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترین سروس دن رات چلتی ہے۔

تاریخ متحدہ عرب امارات: پندرھویں اور سولھویں صدی میں اس پر تگالیوں کا قبضہ تھا۔ بعد میں اس پر ایران قابض ہو گیا۔ 1783ء میں یہاں کے باشندوں نے ایرانیوں کو ملک سے نکال دیا۔ 1866ء میں انگریزوں نے یہاں قدم جمانے شروع کر دیئے اور یہ ملک آہستہ آہستہ برطانیہ کے زیر تحفظ آگیا۔ اس دوران بحری قزاقوں نے بڑا سر اٹھار کھا تھا۔ جس کا انگریزوں نے خاتمہ کر دیا۔ 1880ء سے 1916ء تک برطانیہ سے یہاں کے حکمرانوں نے متعدد معاہدے کئے۔ 1958ء میں یہاں پر تیل دریافت ہوا۔ 1979ء میں برطانیہ نے ان ریاستوں کو آزاد کر دیا اور انگریز مکمل طور پر یہاں سے چلے گئے۔ 72ء فروری میں راس الخیمہ بھی متحدہ عرب امارات میں شامل ہو گئی۔ شیخ زید بن سلطان 1971ء سے صدر چلے آرہے ہیں۔ ملک کا آئین 1976ء میں پاس ہوا تھا۔ 18 مارچ 1990ء کو چینی وزیر خارجہ نے یہاں کا دورہ کیا۔ جس کے نتیجے میں سلطان شیخ زید نے چین کا پہلی بار دورہ کیا۔ اس کے بعد وہ انڈونیشیا اور جاپان بھی گئے۔ 21 اگست 1990ء کو ایک ہزار امریکی دستہ متحدہ عرب امارات آیا۔ عراق خلیج جنگ میں امارات نے عراق پر 5800 فضائی حملے کئے۔ 17 اکتوبر 1990ء کو شیخ راشد بن المکتوم انتقال کر گئے۔ وہ نائب صدر اور دبئی کے امیر تھے۔ 20 نومبر 1990ء کو بیس رکنی نئی کابینہ تشکیل دی گئی۔ اس کی 1990ء میں 13ء7 بلین ڈالر آمدنی تھی۔ ان دنوں تیل کی پیداوار 3 بلین بیرل ہے۔ اس نے جنگ سے متاثر دوست ملکوں کو ڈیڑھ ارب ڈالر امداد دی۔

درآمدات: زندہ مویشی، مشروبات، کولتار، تمباکو، مشینری، کیمیکلز، ٹرانسپورٹ کا سامان۔

برآمدات: پیٹرولیم۔

اہم شخصیات: شیخ زید بن سلطان النہیان، شیخ راشد بن المکتوم، سلطان بن محمد القاسمی، رشید عبداللہ، یوسف بن عمیر، عبدالرحمن بخاطر، مکتوم بن راشد۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراکش

MOROCCO

سرکاری نام: مملکت مراکش۔

سربراہ مملکت: شاہ حسن ثانی King Hassan۔ مارچ 1961 تاحال۔

وزیراعظم: عبدالطیف فلالی Abdul Latif Filali

وزیرخارجہ: مولائی احمد خرکائی Moulay Ahmed Cherkaoui۔

دارالحکومت: رباط' اہم شہروں میں فیض' داریصفا' طبجہ' مراکش' کاسابلانکا' قطوان' مکناس اور آغادیر شامل ہیں۔

رقبہ: 458730 مربع کلومیٹر یا 177117 مربع میل۔

آبادی: تین کروڑ۔

سرکاری زبان: عربی تاہم بربر زبان بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

کرنسی: کرنسی کا نام مراکشی درہم ہے 9ء551 مراکشی درہم ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔

قومی دن: 3 مارچ۔

فی کس آمدنی: 620 ڈالر۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: بادشاہت قائم ہے۔ وزیراعظم کو بادشاہ منتخب کرتا ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' عرب لیگ' عرب مغرب یونین' اتحاد افریقی کی تنظیم اور اسلامی ممالک کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

محل وقوع: براعظم جنوب مغربی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں بحیرہ روم مشرق اور جنوب مشرق میں الجزائر' جنوب میں مغربی (ہسپانوی) صحرا اور مغرب میں بحیرہ اوقیانوس واقع ہیں۔ شمال مشرق سے جنوب مغرب تک اس کی لمبائی 825 میل اور مشرق سے جنوب تک 475 میل چوڑائی ہے۔ یہ 5 قدرتی خطوں میں منقسم ہے۔ اطلس' اعظم' وسطی اطلس اور اطلس داخلیہ اہم پہاڑی سلسلے ہیں۔ آب و ہوا معتدل ہوتی ہے۔ بہت زیادہ بارشیں ہوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

لوگ: 99 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ ایک فی صد کیتھولک اور یہودی ہیں۔ ایک مربع میل میں 15 افراد رہتے ہیں۔ عرب بربر 99 فی صد ہیں۔ شرح خواندگی 30 فی صد ہے۔ لوگوں کی اوسط عمر 63 سال مرد اور عورتوں کی 66 برس ہے۔ سالانہ شرح اضافہ 2.2 فی صد ہے۔ 918 افراد کے لئے ہسپتال کا ایک بستر اور 4873 کے لئے ایک ڈاکٹر۔۔۔ نابالغوں میں شرح اموات 76 فی ہزار ہے۔

وسائل: ملک کی آبادی کا بڑا حصہ زراعت سے وابستہ ہے۔ زراعت کل ملکی پیداواری آمدنی کا 17 فی صد ہے۔ گندم' جو' زیتون اہم فصلیں ہیں۔ گلہ بانی اور ماہی گیری اہم پیشہ ہے۔ فاسفیٹ یہاں کی اہم معدنی دولت ہے۔ فاسفیٹ کے علاوہ کوئلہ' سونا' خام تیل' لوہا' سیسہ' کوبالٹ' زنک مینگانیز' چاندی' سرما اور سنگ مرمر اہم معدن ہیں۔

یہاں کی صنعت اتنی قابل ذکر نہیں۔ تاہم کار اسمبلنگ' چینی' ادویہ' چمڑہ سازی' قالین سازی اور پارچہ بانی قابل ذکر ہیں۔ ریلوے لائنوں کی لمبائی 1893ء کلومیٹر اور سڑکوں کی لمبائی چالیس ہزار میل ہے۔ جن پر سات لاکھ کاریں اور تین لاکھ تجارتی گاڑیاں چلتی ہیں۔ رائل ایئر قومی ایئر لائن ہے۔ ملک میں 15 ہوائی اڈے ہیں۔ مراکش نیوی گیشن کمپنی ایک سرکاری کمپنی ہے۔ جس میں حکومت کے 96 فی صد حصص ہیں۔ طنجہ' کاسا بلانکا اور قنطرہ مشہور بندرگاہیں ہیں۔

تاریخ مراکش: پہلی صدی عیسوی میں اسلام یہاں پہنچا۔ جب حضرت عقبہ بن نافع اور موسیٰ بن نصیر نے اسے فتح کیا۔ خاندان امیہ کے حکمران ادریس اول نے اس علاقے کو بہت ترقی دی اور ایک ترقی یافتہ علاقہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ 1061ء سے 1106ء تک یوسف بن تاشفین یہاں حکمران رہا اور بہت سے افریقی علاقے اس نے فتح کئے۔ عبدالمومن بن علی نے اس کے بعد مراکش اور اندلس کے علاقے فتح کئے۔ یعقوب المنور نے 1184ء سے 1199ء تک یہاں حکومت کی۔ احمد المنور نے 1603ء تک یہاں سے تمام غیر ملکیوں کو باہر نکالا۔ 1758ء سے 1790ء تک ایک نیک اور مصلح حکمران محمد بن عبداللہ یہاں حکومت کرتے رہے۔ 4 اگست 1844ء میں فرانس نے یہاں حملہ کیا۔ شاہ کو شکست ہوئی اور شاہ نے فرانسیسیوں کی تمام شرائط مان لیں۔ اس طرح یہ علاقہ فرانس کے زیر تحفظ چلا گیا۔ غازی عبدالکریم ایف کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیادت میں عوام نے مسلح جدوجہد غیر ملکی حکمرانوں کے خلاف لڑی۔ جس کے نتیجے میں 2 مارچ 1956ء کو مراکش آزاد ہوا۔ شاہ حسن مراکش کے بادشاہ بنے۔ شاہ حسن ثانی نے ان کی موجودگی میں ملک کا انتظام سنبھالنے میں مدد کی اور شاہ کی ناگہانی موت کے بعد بادشاہ بن گئے اور شاہ حسن ثانی کا لقب اختیار کیا۔ 1969ء میں رباط میں اسلامی ممالک کی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی۔ 1971ء میں شاہ کی بادشاہت کو ختم کرنے کے لئے سازش ہوئی جو ناکام ہو گی۔ بغاوت کا سرغنہ جنرل محمد بو نیکر تھا۔ 1976ء میں ماریطانیہ اور مراکش نے ہسپانوی صحارا کو باہم تقسیم کر لیا۔ 1978ء میں مراکش نے مغربی صحارا میں اپنی فوجیں داخل کر دیں۔ 1985ء میں یہ علاقہ صحارا عرب جمہوریہ کے نام سے معرض وجود میں آیا۔ جسے 69 ممالک نے تسلیم کیا۔ 1986ء تک یہ ملک صحرا کے دو تہائی حصہ پر قابض ہو گیا۔ لیکن بعد ازاں مراکش کو یہاں کے نمائندوں سے بات چیت شروع کرنا پڑی۔ عراق 'کویت' جنگ میں سب سے پہلے مراکش کے صدر نے عراقی اقدام کی مخالفت کی اور اپنی 1100 فوجیں سعودی عرب روانہ کیں۔ 24 مارچ 1990ء میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے مراکش کا دورہ کیا۔ اس وقت مراکش کے 16,000 فوجی 14000 میل لمبی طویل دفاعی دیوار کے ساتھ ساتھ موجود ہیں اور ان پر 15 لاکھ ڈالر اخراجات آ رہے ہیں۔ پورے علاقے میں 75000 صحراویوں کی آبادی ہے۔ معاد عرب نوری عراقی نائب سفیر کو 1990ء میں مراکش میں قتل کر دیا گیا۔ عدل و احسان تحریک مراکش میں اسلامی حکومت کا مطالبہ کر رہی ہے اور یہ تنظیم شاہ کو امیرالمومنین تسلیم نہیں کرتی۔ جس کی وجہ سے زیر عتاب ہے۔ 92-1991ء میں ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ شاہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے۔ 1993ء میں اپوزیشن نے انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کی ہے۔

درآمدات: موٹر گاڑیاں' عمارتی سامان' پیٹرولیم پروڈکٹس' زرعی مشینری' چینی اشیاء خوردنی' سبز چائے' کیمیکل پروڈکٹس۔

برآمدات: فاسفیٹ ایسڈ' تمباکو' کھٹے پھل' کپڑا' ہوزری' قالین' فاسفیٹ' کاغذ' محفوظ مچھلی' سبزیاں' کھاد۔

اہم شخصیات: حضرت عقبہ بن نافع' موسیٰ بن نصیر' یوسف بن تاشفین' یعقوب المنور' شاہ حسن دوئم' احمد المنور' محمد بن عبداللہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر

EGYPT

سرکاری نام: عرب جمہوریہ مصر۔

سربراہ مملکت: صدر: حسنی مبارک Hosni Mabarak۔ اکتوبر 1981ء تاحال۔

وزیراعظم: عاطف صدقی Atef Sedki۔ جون 1986ء تاحال۔

وزیرخارجہ: عامر موسیٰ Amer Moussa۔ 20 مئی 1991ء تاحال۔

دارالحکومت واہم شہر: قاہرہ اور اسکندریہ' سویز' غزا' المعان الخبر' پورٹ سعید' منصورہ۔

رقبہ: 1001449 مربع کلومیٹر یا 385110 مربع میل۔

آبادی: پچاسی لاکھ سے زیادہ۔

سرکاری زبان: عربی۔

کرنسی: مصری پونڈ 1.15 مصری پونڈ ایک ڈالر کے برابر ہیں۔

قومی دن: 23 جولائی۔

قومی ترانہ: میری زندگی کے ساتھ میرے ہتھیار۔

آمدنی فی کس: 710 ڈالر۔

محل وقوع: یہ ملک براعظم افریقہ میں اندر کی جانب واقع ہے اور افریقہ کے شمال کی طرف ہے۔ اس کے شمال میں بحیرہ روم' مشرق میں اسرائیل اور بحیرہ قلزم (احمر)' جنوب میں سوڈان اور مغرب میں لیبیا واقع ہیں۔ دریائے نیل 850 میل لمبا دنیا کا سب سے بڑا دریا مصر میں ہی ہے۔ اس کی آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ تاہم ساحلی علاقوں میں آب و ہوا مرطوب ہے۔ بارشیں مختلف علاقوں میں مختلف اوسط سے ہوتی ہیں۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: مصر سوشلسٹ جمہوریہ ہے۔ صدر کا انتخاب تین سال بعد ہوتا ہے۔ عوامی اسمبلی کی تعداد 488 ہے اور یہ پانچ سال کے لئے بنائی جاتی ہے۔ شوریٰ کونسل بھی ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' اسلامی کانفرنس' عرب لیگ' افریقی اتحاد کی تنظیم اور غیرجانبدار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک کا رکن ملک ہے۔

لوگ: نوے فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ دس فی صد لوگ عیسائی مذہب کے پیروکار ہیں۔ فی مربع میل میں 140 افراد بستے ہیں۔ 44 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ نوے فی صد ہمیٹک قبائل سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ دیگر بدو' نوبیائی لوگ شامل ہیں۔ 6 سے 12 سال کی عمر کے بچوں کے لئے تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ 44 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ مردوں کی اوسط عمر 60 برس اور عورتوں کی 61 برس ہے۔ شرح اضافہ آبادی 2.3 فی صد ہے۔ 505 افراد کے حصے میں ہسپتال کا ایک بستر اور 616 افراد کے حصہ میں ایک ڈاکٹر آتا ہے۔ 80 فی ہزار شرح اموات نابالغوں میں ہے۔

وسائل: 44 فی صد لوگ زراعت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ جو کل ملکی پیداوار کا 20 فی صد ہے۔ 4 فی صد رقبے پر کاشت ہوتی ہے۔ برآمدات میں زراعت کا حصہ 50 فی صد ہے۔ اسوان ہائی ڈیم اسیوط بیراج اور محمد علی بیراج اس کی اراضی کو سیراب کرنے میں اہم معاون ہیں۔ مصر کی زمین دنیا کی زرخیز ترین زمینوں میں سے ہے۔ یہاں کی کپاس دنیا کی بہترین کپاس ہے۔ دیگر زرعی اجناس میں چاول' مکئی' باجرہ' برسیم' دالیں' چنا' تیل نکالنے والے بیج اور جو شامل ہیں۔ تیل' فاسفیٹ' نمک' خام لوہا' سیمنٹ کا پتھر' مینگانیز' سونا' جپسم' کارلین' کرومم اور یورینیم یہاں کی اہم معدنیات میں شامل ہیں۔ پارچہ بافی' کیمیائی اشیاء' تیل کی مصنوعات' غذاؤں کی پیکنگ' سیمنٹ' فاسفیٹ یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔

یہاں 3327 میل لمبی ریلوے لائن اور تیس ہزار لمبی سڑکیں موجود ہیں۔ قاہرہ' سکندریہ' پورٹ سعید' اور پورٹ سویز اہم بندرگاہیں ہیں۔ یہ دنیا کی اہم بندرگاہیں بھی ہیں۔

تاریخ مصر: تاریخی لحاظ سے یہ ملک بہت قدیم ہے۔ اس کی تہذیب بھی دنیا کی قدیم ترین تہذیب ہے۔ 3200 ق م میں یہاں جیتا جاگتا ماحول تھا اور ترقی یافتہ بھی۔۔۔ یہاں کے اہرام جن کا دنیا کے عجوبائے میں شمار ہوا ہے۔ 2600 ق م اور 2500 ق م میں تعمیر ہوئے۔ 525 میں یہ ایران کے زیر قبضہ آگیا۔ 640 میں حضرت عمر کے عہد میں اسلامی حکومت میں شامل ہوا۔ اس علاقے کو حضرت عمرو بن العاص نے فتح کیا تھا۔ آٹھویں صدی میں عباسی اقتدار کے بعد سردار یہاں حکمران رہے۔ 1517ء میں ترکوں کی عثمانی سلطنت کے زیر نگیں یہ علاقہ آگیا۔ 1798ء میں نپولین بوناپارٹ نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد فرانس اور برطانیہ کے زیر اثر یہ علاقہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا۔ 1882ء میں برطانیہ نے اس پر مکمل قبضہ کر لیا۔ 1914ء میں یہ علاقہ برطانیہ کے زیر نگرانی علاقہ قرار پایا۔ 1922ء میں شاہ فواد اول یہاں کا حکمران بنا۔ 1936ء میں اس کا بیٹا شاہ فاروق تخت نشین ہوا۔ دوسری جنگ عظیم میں مصر اتحادیوں کا ایک بہت اہم اڈہ تھا۔ 1948ء میں عرب اسرائیل جنگ میں انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ 1952ء میں جنرل محمد نجیب نے شاہ فاروق کا تختہ الٹ دیا اور ملک کو جمہوری ملک قرار دیا۔ نائب وزیر اعظم جمال عبدالناصر بنے۔ مگر اختلافات پر جنرل نجیب جلد ہی اقتدار سے علیحدہ ہو گیا اور جمال عبدالناصر صدر بن گئے۔ اکتوبر 1954ء میں نہر سویز سے برطانوی فوج کے انخلاء کا معاہدہ طے پایا اور نہر کو بین الاقوامی آبی راستہ قرار دیا گیا۔ جولائی 1956ء میں امریکہ نے برطانیہ اور بین الاقوامی بنک نے اسوان ہائی ڈیم کی تعمیر میں مصر کو قرضہ دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر مصر نے نہر سویز کو قومی ملکیت میں لے لیا۔ اسرائیل' برطانیہ اور امریکہ نے مل کر مصر پر حملہ کیا اور شکست کھائی' اقوام متحدہ کی مداخلت پر جنگ بند کرنا پڑی۔ 1970ء میں انوار السادات جمال عبدالناصر کی وفات پر صدر بنے۔ انہوں نے مغرب سے دوستی کا اظہار کیا۔ جس پر عربوں نے مصر کو مالی امداد بھی دی۔ جون 1967ء میں اسرائیل نے جو علاقہ زیر قبضہ کر رکھا تھا۔ 1973ء کو ایک بڑے حصے کو آزاد کروا لیا گیا۔ صدر انوار السادات نے 18 مئی 1978ء کو کیمپ ڈیوڈ کے مقام پر اسرائیل سے معاہدہ کیا۔ اس دوران مصری صدر نے اسرائیل کا دورہ بھی کیا۔ جس کے تحت صحرائے سینا مصر کو مل گیا۔ 6 اکتوبر 1981ء کو انور سادات ہلاک ہو گئے۔ ان کے بعد حسنی مبارک صدر بنے اور اب تک صدر کے تمام انتخابات جیتتے چلے آ رہے ہیں۔ اسلام کے حامی آج کل اپنی سرگرمیاں تیز کر رہے ہیں۔ 1994ء میں جماعت اسلامی مصر نے غیر ملکیوں کو مصر چھوڑنے کی تنبیہہ کی ہے۔ ورنہ وہ بعد میں نتائج کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ نومبر 1995ء کو پاکستان میں مصری سفارت خانے میں بم کے دھماکے میں 11 افراد ہلاک ہو گئے۔ ایک مصری تنظیم نے اس دھماکے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔

<u>درآمدات:</u> اشیائے خوردنی' مشینری' موٹر گاڑیوں کے آلات۔

<u>برآمدات:</u> ٹیکسٹائلز' پیٹرولیم پروڈکٹس' سوتی دھاگہ اور کپاس۔

<u>اہم شخصیات:</u> محمد علی پاشا جمال عبدالناصر' انوار السادات' محمد نجیب' حسنی مبارک' شاہ فاروق' شاہ فواد اول' حضرت یوسف علیہ السلام' فرعون' زلیخا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملائیشیا

MALAYSIA

سرکاری نام: وفاق ملائیشیا۔

سربراہ مملکت: بادشاہ: تنکو جعفر عبدالرحمٰن Tuanku Jaffar Abdul Rehman۔ 26 اپریل 1994ء تاحال۔

صدر: مہاتر بن محمد Mohathir Bin Muhammad۔ جولائی 1981ء تاحال۔

وزیر خارجہ: عبداللہ احمد بداوی Abdullah Ahmed Bedawi۔ 15 مارچ 1991ء تاحال۔

دارالحکومت و اہم شہر: کوالالمپور ملک کا دارالحکومت ہے۔ جارج ٹاؤن' ایپوچ اہم شہر ہیں۔

رقبہ: 332632 مربع کلومیٹر یا 130000 مربع میل ہے۔

آبادی: دو کروڑ۔

فی کس آمدنی: 1800 ڈالر۔

سرکاری زبان: ملائی' تاہم انگریزی سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

کرنسی: ا نگست' 2451 نگست ایک امریکن ڈالر کے برابر ہیں

قومی دن: 31 اگست۔

قومی ترانہ: میرا وطن۔

محل وقوع: براعظم جنوب مشرق ایشیا میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں بحیرہ چین' شمال میں تھائی لینڈ اور جنوب میں سنگاپور ہے۔ آب و ہوا مرطوب ہے۔ یہاں موسلا دھار بارشیں ہوتی ہیں۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: ملک میں شہنشاہیت قائم ہے۔ سربراہ مملکت بادشاہ ہے جبکہ سربراہ حکومت وزیراعظم ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی کانفرنس' غیر جانبدار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک کا ممبر ملک ہے۔

لوگ: یہاں کے 51 فی صد سے زائد لوگ مسلمان ہیں۔ دیگر مذاہب کے لوگ بھی بستے ہیں۔ جن میں ہندو' بدھ مت' تاؤمت اور عیسائی شامل ہیں۔ 59 فی صد لوگ ملائی' 32 فی صد چینی اور 9 فی صد ہندوستانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کے 80 فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ نوجوانوں کی 96 فی صد تعداد سکولوں اور کالجوں میں جاتی ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 65 سال اور عورتوں کی ستر سال ہے۔ شرح پیدائش 2.4 فی صد سالانہ ہے۔ 442 افراد کے لئے ہسپتال میں ایک بستر اور 2700 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر کی سہولت میسر ہے۔ نابالغوں میں شرح اموات 29 فی 1000 ہے۔

وسائل: اہم زرعی پیداوار میں چاول' ناریل' سیاہ مرچ' کیلا' پپیتا' آم اور ربڑ شامل ہیں۔ زراعت میں ملائیشیا نے بہت شاندار ترقی کی ہے۔ معدنیات میں قلعی قابل ذکر ہے۔ قلعی پیدا کرنے والا ملائیشیا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے دیگر معدنی وسائل میں سونا' کوئلہ' تیل' چینی' مٹی' تانبہ اور دیگر دھاتیں شامل ہیں۔ ملک کی معدنی پیداوار کی وجہ سے ملک تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ ملائیشیا میں صنعت نے بھی بہت ترقی کی ہے۔ ربڑ کی مصنوعات' فولاد' الیکٹرانکس کے آلات' سگریٹ' بسکٹ' فرنیچر' کشتی سازی برتن سازی اہم صنعتیں ہیں۔

ملائیشیا میں ریلوے اور سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے جو اس کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ریلوے سروس کا نام ٹاپی ٹناہ ملایو ہے اور نیٹ ایکسپریس نے 1992ء میں یہاں سے اپنی سروس شروع کی۔ 1972ء سے ملائشین ایئرلائنز اپنا کام سرانجام دے رہی ہے۔ اس کا شمار دنیا کی بڑی ایئرلائنز میں ہوتا ہے۔

تاریخ ملائیشیا: 878 عیسوی میں اسلام نے اس علاقے کو منور کیا اور اس مذہب نے یہاں بہت ترقی کی۔ لوگ سنی العقیدہ مسلمان ہیں۔ 15 ویں صدی میں سماٹرا کے بادشاہ پرمیشورا نے اس سلطنت کی بنیاد رکھی۔ مگر صرف 15 سال بعد ہی پرتگالیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد 1641ء میں یہاں ولندیزیوں نے قبضہ کر لیا۔ 1795ء میں یہ علاقہ برطانیہ کے زیر سایہ چلا گیا۔ 1941ء میں یہاں جاپان قابض ہو گیا۔ مگر جنگ عظیم کے بعد صورتحال بدل گئی۔ جاپان پسپا ہوا۔ ملائیشیا میں آزادی کی جنگ لڑی گئی۔ یونائیٹڈ ملاشیا نیشنل آرگنائزیشن تنظیم قائم کی گئی۔ جس نے ملک میں عوامی جذبات کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیڈ کیا۔ بالآخر برطانیہ کو مجبور ہو کر مقامی رہنماؤں سے مذاکرات کرنا پڑے۔ 21 اگست 1957ء کو مرکزی حکومت کے تحت ملائیشیا کی ریاستوں کا وفاق عمل میں آیا۔ 17 ستمبر 1957ء کو یہ اقوام متحدہ کا ممبر ملک بن گیا۔ 1960ء تک یہ مکمل آزاد اور خود مختار ملک بن گیا۔ تنکو عبدالرحمٰن ملک کے پہلے وزیراعظم بنے۔ 1970ء میں کمیونسٹ تحریک نے زور حاصل کیا۔ مگر اس تحریک کو کچل دیا گیا۔ اس دوران 65 ارکان کی مشاورتی کونسل بنائی گئی۔ تاکہ ملک میں امن و امان ہو۔ ستمبر 1970ء میں تنکو عبدالرحمٰن اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ تنکو عبدالرزاق نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا۔ جنہوں نے پارلیمانی نظام کو فروغ دیا۔ 24 اگست 1974ء کو ان کی پارٹی واضح اکثریت سے جیتی۔ 1975ء میں سمندر سے تیل نکالا گیا۔ جس سے ملائیشیا کی معیشت بہت مضبوط ہو گئی۔ 14 جنوری 1976ء کو تنکو عبدالرزاق انتقال کر گئے۔ داتوک عون حسین ان کی جگہ نئے وزیراعظم بنے۔ ان کی جماعت نے 1978ء کے انتخابات میں 2/3 کی اکثریت حاصل کی۔ 1979ء میں ویت نام کے مہاجرین کو ملائیشیا نے آباد کرنے سے انکار کر دیا۔ جولائی 1981ء کو داتوک عون حسین شدید بیمار ہونے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے تو مہاتیر بن محمد وزیراعظم بن گئے۔ 1988ء میں عدلیہ اور انتظامیہ میں اختیارات کے مسئلہ پر کافی لے دے ہوئی۔ محمود اسکندر شاہ نے سپریم کورٹ کے لارڈ پریذیڈنٹ صالح عباسی کو ان کے عہدے سے ہٹا دیا۔ اسی سال کوالالمپور ہائی کورٹ نے (UMNO) کو غیر قانونی جماعت قرار دیا۔ 1989ء 18 ستمبر کو ازالا محب الدین ملائیشا کے نویں بادشاہ بنے۔ 2 دسمبر 1989ء میں ایک معاہدے کے نتیجے میں کمیونسٹ شورش جو 41 برس سے چل رہی تھی کا خاتمہ ہو گیا۔ مارچ 1990ء میں وزیراعظم مہاتیر محمد نے اپوزیشن سے غیر ملکی امداد لینے کا الزام لگایا۔ 14 اکتوبر 1990ء کو وزیراعظم نے پارلیمنٹ توڑ کر نئے انتخابات کا اعلان کیا۔ وفاق پارلیمنٹ کی 180 سیٹوں میں سے حکمران جماعت نے 127 نشستیں حاصل کیں۔ حزب اقتدار میں گیارہ پارٹیاں تھیں۔ جبکہ حزب اختلاف میں 3 جماعتی اتحاد سمنگاٹ نے اپنے امیدوار کھڑے کئے تھے۔ اس اتحاد میں پارٹی اسلام بھی شامل تھی۔ رضا لے حمزہ اپوزیشن رہنما کی پارٹی کو 53 سیٹیں ملیں۔ مارچ 1990ء میں ملائیشیا نے سنگاپور، برطانیہ، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے ساتھ مشترکہ فضائی مشقیں کیں۔ ریاست صباح میں 9 جولائی 1990ء کو ایک سازش پکڑی گئی۔ جس میں اس ریاست کو خود مختار ریاست بنانا تھا۔ یاد رہے کہ یہاں سے ہی تیل نکالا جاتا ہے۔

ملک کے پہلے وزیراعظم تنکو عبدالرحمٰن 87 برس کی عمر میں 6 دسمبر 1990ء کو انتقال کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ ان کا تعلق ریاست کیدہ سے تھا۔ 17 جولائی کو 30 اسلامی ممالک نے کشمیر کو حق خودارادیت دینے کا مطالبہ کیا۔ 30 ستمبر کو جاپان کے شاہ نے ملائیشیا کا دورہ کیا۔ 1992ء میں مخلوط حکومت میں دراڑیں پڑنی شروع ہو گئیں مگر مہاتیر محمد ابھی تک اپنے عہدے پر موجود ہیں۔

درآمدات: سبزیوں کا تیل، مشینری، خوراک، ٹرانسپورٹ کے آلات، مشروبات۔

برآمدات: پیٹرولیم، کپڑے، ربڑ، کھجور کا تیل، بجلی کا سامان، لکڑی، کپڑے، جوتے۔

اہم شخصیات: تنکو عبدالرحمٰن، تنکو عبدالرزاق، عون حسین مہاتیر بن محمد، رضالے حمزہ ازلان محب شاہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نائیجیریا

NIGERIA

سرکاری نام: وفاقی جمہوریہ نائیجیریا۔

سربراہ مملکت: صدر: جنرل ثانی آباچا General Sanie Abacha 17 نومبر 1993ء تاحال۔

وزیر خارجہ: بابا گانا کنگی بی Baba Gana Kingibe۔ نومبر 1993 تاحال۔

دارالحکومت واہم شہر: لاگوس ملک کا دارالحکومت ہے۔ اہم شہروں میں روگوم شو' عبران' کونو شامل ہیں۔

سرکاری زبان: انگریزی یہاں کی سرکاری زبان ہے۔

کرنسی: کرنسی کا نام نیارا ہے جو ایک ڈالر کے بدلے 83ء80 نیارا بنتے ہیں۔

رقبہ: 923768 مربع کلومیٹر یا 356669 مربع میل نائیجیریا کا رقبہ ہے۔

آبادی: اس کی آبادی تقریباً نو کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔

فی کس آمدنی: 370 ڈالر سالانہ ہے۔

قومی دن: یکم اکتوبر قومی دن ہے۔

محل وقوع: براعظم جنوبی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال اور شمال مغرب میں نائیجر شمال مشرق میں جھیل چاڈ مشرق میں کیمرون جنوب میں خلیج گنی اور مغرب میں بینن واقع ہے۔

یہاں اپریل تا اکتوبر بارشیں ہوتی ہیں۔ نومبر تا مارچ موسم خشک رہتا ہے۔ ساحلی علاقوں کا درجہ حرارت کبھی 90 درجہ فارن ہائیٹ سے زیادہ نہیں ہوتا۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: سربراہ مملکت صدر ہے۔ فوجی کونسل کے ذریعہ قانون سازی ہوتی ہے۔ یہاں آمریت قائم ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم' افریقی اتحاد کی تنظیم کا ممبر ملک ہے۔

لوگ: مسلمان یہاں 50 فی صد ہیں۔ عیسائی 40 فی صد اور 10 فی صد دیگر مذاہب کے لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ایک مربع میل میں 248 افراد بستے ہیں۔ 35 فی صد آبادی شہروں میں رہتی ہے۔ ہاوسا' یوروبا اور فولانی نسل سے لوگ تعلق رکھتے ہیں۔ شرح خواندگی 51 فی صد ہے۔ مردوں کی اوسط عمر 48 سال اور عورتوں کی 50 سال ہے۔ آبادی میں ہر سال 29 فی صد اضافہ ہوتا ہے۔ نابالغ افراد کی اموات شرح 118 فی ہزار ہے۔

وسائل: 54 فی صد لوگ زراعت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ زراعت سے ہونے والی آمدنی کل پیداوار کا 26 فی صد ہے۔ 51 فی صد حصہ زیر کاشت ہے۔ اہم زرعی پیداوار میں کپاس' گنا' روئی' کوکو' تمباکو' مونگ پھلی' ناریل' سویابین' کیلا' سنگترہ' ربڑ شامل ہیں۔ یہاں وسیع جنگلات ہیں۔ معدنیات سے یہ ملک مالا مال ہے۔ تیل' گیس' کوئلہ' لوہا' چونا' کولمبیم' سونا' قلعی' زنک اہم معدنیات ہیں۔ دنیا کا 90 فی صد کولمبیم یہیں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ دنیا کا چھٹا بڑا قلعی پیدا کرنے والا ملک ہے۔ اہم صنعتوں میں کپڑا' چینی' تیل کی صفائی' ٹائر سازی' فرنیچر سازی' موٹر گاڑیاں' غذاؤں کو ڈبیانا شامل ہے۔ یہاں کی سڑکوں کی لمبائی 5 ہزار میل ہے 2200 میل ریلوے لائن بچھی ہوئی ہے۔ قومی ایئر لائینز کا نام (WAAC) ہے۔ ملک میں 13 ہوائی اڈے ہیں۔ ملک کی جہازران کمپنی 1961ء سے کام کر رہی ہے۔ اہم بندرگاہوں میں ہرکورٹ' لاگوس' وری اور کالابار شامل ہیں۔

تاریخ نائیجیریا: یہ قدیم تاریخی ملک ہے۔ اس کی تاریخ 900 ق م کی قدیم ہے۔ اسلام یہاں تیرھویں صدی عیسویں میں پھیلا۔ یہاں فولانی قبائل نے ہاوسا قبائل کو شکست دے کر 15 ویں صدی میں ایک سلطنت کی بنیاد رکھی۔ بعد کی دو صدیوں میں پرتگیزوں اور برطانوی اقوام نے یہاں حکومت کی۔ 1861ء میں برطانیہ نے دارالحکومت لاگوس پر مکمل قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ برطانوی افواج نے دوسرے حصوں پر بھی اپنا قبضہ جمایا۔ یکم اکتوبر 1954ء کو وفاق نائیجیریا کا قیام عمل میں آیا۔ 1959ء کو الحاج ابوبکر بولیوا وزیراعظم بن گئے۔ 66ء کا فوجی انقلاب شمالی علاقوں تک محدود رہا۔ اس انقلاب کا رہنما جنرل ارونس تھا۔ آیبو قبائل جنرل کے ساتھ تھے۔ اس انقلاب میں بالآخر ابوبکر تفاوا بولیوا قتل ہو گئے۔ جنرل ارونس نے مئی 1966ء میں ملک کا وفاق توڑ دیا اور اسے جمہوریہ قرار دیا۔ جس سے ملک میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ جولائی 1966ء میں فوجی افسروں کی بغاوت کے بعد جنرل ارونس کو قتل کر دیا۔ جنرل یعقوبو گودن جو چیف آف آرمی سٹاف تھے صدر بن گئے۔ انہوں نے آتے ہی پھر وفاق کا قیام عمل میں لایا۔ لیکن آیبو قبیلہ نے یہ بات ماننے سے انکار کیا۔ مئی 1967ء میں مشرقی میں بیافرا کے نام سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک الگ جمہوریہ کا قیام عمل آیا۔ وفاقی حکومت نے الگ ریاست کی آزادی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ملک میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ طویل خانہ جنگی کے بعد 1970ء کو الگ ریاست کے باغیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ 1978ء میں نائیجیریا کا آئین پاس ہوا۔ اگست 83ء میں شیخوشگاری ملک کے صدر بنے۔ 84ء میں میجر جنرل بوہاری انقلابی ملٹری کونسل کے سربراہ بنے۔ 1985ء میں انکی جگہ جنرل ابراہیم بانگیلا نے لی۔ اپریل 1988ء میں حکومت نے پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کیا۔ جس پر عوام نے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ مئی 1989ء میں سیاسی جماعتوں پر سے پابندی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ 26 اگست 1993ء کو صدر ابراہیم اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ نومبر 1993ء میں جنرل تائی آباچا ملک کے صدر بن گئے۔

درآمدات: مشینری، کیمیکلز، غذائی اشیاء، مشروبات، تمباکو۔

برآمدات: کافی، ربڑ، پیٹرولیم پروڈکٹس، کھالیں کھجور کا تیل۔

اہم شخصیات: الحاج ابوبکر تفاوا بولیوا، جنرل ارونس، جنرل یعقوبو گوون، شیخوشگاری، جنرل محمد لوہاری، جنرل ابراہیم بابنگیدا، شی ایبک، جاارنسٹ شگن۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیجریا نائیجر

NIGER

سرکاری نام: جمہوریہ نائیجر۔

سربراہ مملکت: صدر: محمانی عثمان Mahamane Usmane۔ فروری 1993ء تاحال۔

وزیراعظم: ھاما آماڈو Hama Amadoa۔ 1995ء سے تاحال۔

وزیر خارجہ: الحاج رلوانو لقمان Al-Haj Relwanu Lukman۔

دارالحکومت و اہم شہر: نیامی' اہم شہروں میں زندر' مرادی' طاؤا مشہور شہر ہیں۔

کرنسی: CAF فرانک (25ء482 فرانک برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے)

سرکاری زبان: فرانسیسی ہاؤسا اور فولانی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔

قومی دن: 3 اگست۔

فی کس آمدنی: 280 ڈالر۔

قومی ترانہ: اے نائیجر کے باشندو---

آبادی: 90 لاکھ افراد پر نیجریا نائجر مشتمل ہے۔

رقبہ: 1267000 مربع کلومیٹر یا 489191 مربع میل۔

محل وقوع: نیجر یا نائیجر براعظم افریقہ کا جنوبی ملک ہے۔ اس کے شمال میں الجزائر اور لیبیا' مشرق میں چاڈ جنوب میں نائیجریا اور بنین اور جنوب مغرب میں اپر وولٹا اور مغرب میں مالی واقع ہے۔ جنوبی سرے پر صحارا واقع ہے۔ علاقہ بے آب و گیاہ اور پہاڑی ہے۔ دریا نیجر اور ڈلیا اہم دریا ہیں۔ آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ اوسط درجہ حرارت 84 فارن ہیٹ ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: یہاں یک جماعتی آمریت مسلط ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر نے ملک کے اقتدار پر قبضہ کر رکھا ہے۔ یک جماعتی کونسل (قومی ترقیاتی کونسل) ملک کا نظم و نسق چلانے میں صدر کی مدد کرتی ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' اسلامی ممالک کی تنظیم' افریقی اتحاد کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ: 85.5 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ باقی عیسائی اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک مربع میل میں 16 افراد رہتے ہیں۔ 21 فی صد لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ لوگ ہاوسا' جرما' فولانی اور تاورگ قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ شرح خواندگی 28 فی صد ہے۔ نیامی شہر میں کئی یونیورسٹیاں ہیں۔ شرح پیدائش 3.2 فی صد ہے۔ 1000 میں 199 بچے زچگی کے وقت فوت ہو جاتے ہیں۔ حکومت نے لوگوں کی صحت و فلاح کے لئے ہسپتال' ڈسپنسریاں وغیرہ قائم کر رکھی ہیں۔

وسائل: گوند' مونگ پھلی اور کپاس اہم فصلیں ہیں دیگر فصلوں میں باجرہ' تیل نکالنے والے بیج' چاول' غلہ اور روئی شامل ہیں۔ 59 فی صد زراعت سے قومی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ 90 فی صد حصہ زیر کاشت ہے۔ کاسیٹرائیٹ' جپسم' چونے کا پتھر' سیلشیا' سونا' قلعی' معدنی نمک' منگٹن یورینیم' لوہا' کوئلہ' مینگانیز' کیتھیم اور تیل قابل ذکر ہیں۔ برآمدات کے شعبے میں 64 فی صد آمدنی یورینیم سے حاصل ہوتی ہے۔ یہاں بڑی بڑی زرعی صنعتیں قائم ہیں' کیمیائی' الیکٹریکل اور مکینیکل سامان تیار ہوتا ہے۔ کپڑا بننے' سیمنٹ تیار کرنے' دھات کا سامان بنانے' مشروبات کو بوتلوں میں بند کرنے' چمڑا رنگنے اور رنگ و روغن تیار کرنے کی صنعتیں یہاں موجود ہیں۔ یہاں میلوں لمبی سڑکیں موجود ہیں۔ جن پر 27000 کمرشل اور 30 ہزار ذاتی گاڑیاں چلتی ہیں۔ ریلوے لائن ملک میں نہیں ہے۔ نائیجیریا کی اپنی ہوائی سروس موجود ہے۔

تاریخ نائیجر: یہ ملک بھی تاریخی اعتبار سے بہت پرانا ہے۔ یہاں 6 صدی سے اٹھارویں صدی تک مختلف قبائل حکومت کرتے رہے۔ جن میں شونگھائی' ہاوسا اور فولانی قبائل قابل ذکر ہیں۔ 1890ء میں فرانس نے جب یہاں قبضہ کیا۔ تو یہاں کے عوام نے مسلح جدوجہد کی 1922ء میں اسے فرانسیسی نوآبادی علاقہ قرار دیا گیا۔ 1958ء میں یہ علاقہ محدود آزاد ہو گیا۔ 1960ء میں یہ علاقہ مکمل آزاد ہو گیا۔ صمانی ڈیوری ملک کے پہلے صدر تھے۔ جنہوں نے 15 اپریل 1974ء تک حکومت کی۔ ان کا تختہ 15 اپریل کو لیفٹیننٹ کرنل سینی کونچے نے الٹا دیا۔ لیکن آنے والی حکومت بھی قحط سالی کو نہ ختم کر سکی۔ یہاں 1975ء میں تیل اور فاسفیٹ کے ذخائر دریافت ہوئے۔ 76ء میں صدر کے خلاف سازش کو کچل دیا گیا۔ 14 نومبر 1987ء میں کرنل علی میو ملک کے صدر بنے۔ 89ء میں دوبارہ منتخب ہوئے۔ ستمبر 1989ء میں نئے آئین کے حق میں 9987 ووٹ پڑے۔ 27 اکتوبر 1991ء میں احمد وچیفو وزیراعظم بنے۔ 1993ء میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہمانی عثمان صدر بنے اور محمد واسو خود وزیر اعظم۔

نائیجر یورینیم کی پیداوار کے لئے معروف ہے۔ دنیا کا 40 فی صد یورینیم یہاں سے نکلتا ہے۔ ستم ظریفی یہ کہ بجلی کا کوئی پلانٹ یہاں موجود نہیں اور نہ ہی کوئی ٹیکنالوجی اور فنی مہارت۔۔۔ اس لئے یہ یورینیم کو اونے پونے یورپی ملکوں کے ہاتھوں فروخت کرنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ 90 فی صد آمدنی یورینیم سے حاصل ہوتی ہے۔ اکتوبر 1991ء کے آخر میں ملک میں ایک بار پھر خونی جھڑپیں ہوئی جس میں سو سے زیادہ افراد مر گئے۔ 1995ء ھاما آماؤو ملک کے نئے وزیر اعظم بنے ہیں۔

<u>درآمدات:</u> مشینری، لوہا، اسٹیل، پیٹرولیم پروڈکٹس، کپاس، ربڑ، مونگ پھلی۔

<u>برآمدات:</u> کاغذ، تمباکو، چینی، کپاس، سوتی دھاگہ، مویشیوں کی کھالیں، مونگ پھلی، زندہ مویشی، یورینیم۔

<u>اہم شخصیات:</u> حمانی ڈیوری، لیفٹیننٹ کرنل سینی سینے سونامیرو، کیپٹن میری محمد، کرنل علی میو، احمد وچفیو، مہمانے عثمان، محمد واسوفو، ھاما آماؤو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن

YEMEN

سرکاری نام: یمن عرب جمہوریہ۔

سربراہ مملکت: صدر: علی عبداللہ صالح Ali Abdullah Saleh۔

وزیراعظم: عبدالعزیز عبدالحانی Abdul Aziz Abdulhani۔

وزیرخارجہ: محمد صالم بے سندون Muhammad Salem Basindon

آبادی: ایک کروڑ پندرہ لاکھ کے قریب ہے۔

رقبہ: 205365 مربع میل۔

کرنسی: ریال (4.595 ریال ایک امریکی ڈالر کے برابر ہیں۔)

فی کس آمدنی: 500 ڈالر تقریباً۔

قومی دن: 22 مئی۔

دارالحکومت: صنعا دیگر اہم شہروں میں عدن' طائز اور حریدہ قابل ذکر ہیں۔

سرکاری زبان: سرکاری زبان عربی ہے۔ انگریزی سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

محل وقوع: یہ براعظم شمالی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال مشرق میں سعودی عرب اور مشرق میں عمان واقع ہے۔ ایک ساحلی ریتلی پٹی اندرون ملک زرخیز علاقوں میں چلی گئی ہے۔ جنوب میں بحیرہ عرب اور مغرب میں بحیرہ احمر واقع ہے۔ گرمیوں میں شدید گرمی ہوتی ہے۔ ساحلی علاقوں میں موسم معتدل رہتا ہے۔ سردیاں خشک اور معتدل ہوتی ہیں۔ کہر بھی پڑتی ہے۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: پارلیمانی نظام حکومت رائج ہے۔ سربراہ مملکت صدر اور وزیراعظم سربراہ حکومت ہوتا ہے۔ صدر پانچ سال کے لئے منتخب ہوتا ہے۔ یمن اقوام متحدہ' عرب لیگ' اسلامی ممالک کی تنظیم کا رکن ملک ہے۔

لوگ: 99 فی صد لوگ مسلمان ہیں۔ 53 فی صد سنی اور 46 فی صد شیعہ مسلک سے تعلق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں۔ یہاں ایک فی صد عیسائی بستے ہیں۔ مقامی لوگوں کے علاوہ ہندوستانی اور حبشی باشندے بھی بستے ہیں۔

9 فی صد عرب نسل بھی رہتے ہیں۔ 38 فی صد شرح خواندگی ہے۔ 59 فی صد بچے سکول جاتے ہیں۔ مردوں کی اوسط عمر 49 سال اور عورتوں کی 51 سال ہے۔ شرح اضافہ آبادی 3.0 فی صد ہے۔ نابالغ افراد میں اموات کا تناسب 1000 میں 121 ہے۔

وسائل: گندم، جو، کپاس، مکئی، آلو، کھجور اور سواغم اہم زرعی اجناس ہیں جو یہاں پیدا ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی فصل کپاس ہے۔ یہ ایک زرخیز زرعی ملک ہے۔ 64 فی صد لوگ اس پیشے سے وابستہ ہیں۔ ملک کا 14 فی صد حصہ زیر کاشت ہے۔

کوئلہ، لوہا، نمک، تانبا، سیسہ، چاندی، گندھک، یورینیم، سونا، ٹیٹانیم، زرکون اہم معدنیات ہیں۔ 22 فی صد لوگ صنعتوں سے منسلک ہیں۔ ملکی پیداوار کی صنعت 18 فی صد ہے۔ اہم صنعتوں میں پیٹرولیم، ریفائنری، رنگ سازی، ماچس سازی، پارچہ بافی، دواسازی اور ایلمونیم کی صنعتیں شامل ہیں۔ 1984ء اور 1987ء میں یہاں سے تیل بھی دریافت ہوا۔ یہاں ریلوے کا نظام موجود نہیں۔ سڑکوں کی کل لمبائی سات ہزار میل ہے۔ 13 ہوائی اڈے ملک میں موجود ہیں۔ ملک کی اپنی ایئرلائنز موجود ہے۔ صنعا اور عدن بین الاقوامی ہوائی اڈے ہیں۔ الحدیدہ، المخا اور عدن اہم بندگاہیں ہیں۔ جہاں دنیا بھر کے جہاز لنگرانداز ہوتے ہیں۔

تاریخ یمن: ملکہ سبا ہزاروں سال پہلے یہاں کی حکمران تھی۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ عدن شہر کا نام بھی قرآن میں آیا ہے جو اس ملک کا اہم شہر ہے۔ عثمانی ترکوں نے یہاں کئی سو سال حکومت کی۔ جنگ عظیم اول میں ترکی کی شکست کے بعد یہ سلطنت ختم ہو گئی۔ یوں 1918ء میں یمن آزاد ہوا۔ 48ء سے 62ء تک امام احمد نے یہاں حکومت کی۔ بعد میں جنرل عبدالسلال فوجی صدر بنے۔ 62ء میں یمن جنگی اڈہ بنا۔ 30 نومبر کو مصر کی فوجوں کے یہاں سے نکلنے کے بعد شمالی یمن اور جنوبی یمن کا قیام عمل میں آیا سن تھا 1967ء اپریل 1976ء میں سعودی عرب کے ساتھ کشیدہ تعلقات ختم ہوئے۔ 13 جون 1974ء کو ایک فوجی انقلاب میں کرنل ابراہیم الحمیدی نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ 1971ء میں وہ قتل کر دیئے گئے۔ مارچ 1979ء میں عرب لیگ کی کوششوں سے دونوں حصوں کے متحدہ ہونے میں پیش رفت ہوئی اور بالآخر 22 مئی 1990ء کو شمالی اور جنوبی یمن متحد ہو گئے۔ علی عبداللہ صالح صدر اور ابوبکر العطاس وزیراعظم بن گئے۔ ایک 29 رکنی کابینہ تشکیل دی گئی جس میں شمال سے 22 اور جنوب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے 17 ارکان لئے گئے ہیں۔

ایک صدارتی کونسل تشکیل دی گئی۔ جس میں نمایاں قبائلی شخصیات شامل تھیں۔ 20 ارکان شمال اور 20 جنوب سے لئے گئے۔ نئی جمہوریہ کا بیرونی قرضہ 6 ارب ڈالر تھا۔ عراق نے جون 1990ء میں یمن کو 50 ملین ڈالر فراہم کئے۔ فرانس نے 21 ملین ڈالر کا قرضہ یمن کو دیا۔ امریکہ نے 22 ملین ڈالر کی امداد روک دی صرف 2ء9 ملین ڈالر کی امداد دی گئی۔ مئی 1994ء میں کئی معاہدوں پر عمل نہ ہونے اور کئی بے ضابطگیاں ہونے کی وجہ سے جنوبی یمن نے علیحدگی کا اعلان کیا۔ جنوبی یمن کو سعودی عرب کی حمایت حاصل تھی۔ اس لڑائی میں 70 ہزار افراد مارے گئے۔ 7 جولائی 1994ء کو جنوبی یمن کی فوجوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور یوں ملک میں جاری خانہ جنگی کا خاتمہ ہوا۔

درآمدات: کیمیکلز، سیمنٹ، اشیائے صرف، ٹیکسٹائلز، چینی، غلہ، اشیائے خوردنی، پیٹرولیم پروڈکٹس، مشینری و آلات، ٹرانسپورٹ۔

برآمدات: مویشیوں کی کھالیں، خشک اور نمکین مچھلی، کپاس، کافی، سبزیاں، کاٹن۔

اہم شخصیات: ملکہ سبا، امام احمد، جنرل عبدالسلال، کرنل ابراہیم الحمدی، علی عبداللہ صالح، صدر ابوبکر العطاس ملک۔

قومی ترانہ: الوطنی، زمین کو امن نصیب ہو---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوگنڈا

UGANADA

سرکاری نام: جمہوریہ یوگنڈا۔

سربراہ مملکت: صدر: یوری کاگاٹامیوسی وینی Yoweri Kaguta Museveni۔

وزیراعظم: جارج کوسمس ایڈی بو George Cosmas Adycho۔ جنوری 1991ء تاحال۔

وزیرخارجہ: ابراہیم میوکی بی Ibrahim Mukihi۔

دارالحکومت واہم شہر: ملک کے دارالحکومت کا نام کمپالا ہے۔ اہم شہروں میں جنجا' مساکا' ایٹسب بڑے شہر ہیں۔

رقبہ: ملک کا رقبہ 93354 مربع میل یا 236036 کلومیٹر ہے۔

آبادی: یوگنڈا تقریباً دو کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔

کرنسی: یوگنڈا شلنگ (1450 یوگنڈا شلنگ برابر ہیں ایک امریکی ڈالر کے۔)

قومی دن: 9 اکتوبر۔

قومی ترانہ: او یوگنڈا۔۔۔

فی کس آمدنی: 260 ڈالر۔

محل وقوع: براعظم شمالی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں سوڈان مشرق میں کینیا جنوب میں تنزانیہ' جھیل وکٹوریہ اور روانڈا اور مغرب میں زائرے واقع ہیں۔ جنوب میں آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ شمال مشرقی علاقہ بنجر ہے۔ مغرب اور جنوب مغرب میں بارشیں بکثرت ہوتی ہیں۔ اس کی آب و ہوا نشیبی علاقوں کی آب و ہوا سے ملتی جلتی ہے۔ اس کا درجہ حرارت 71 فارن ہائیٹ سے بڑھنے نہیں پاتا۔۔۔

طرز حکومت و خارجہ پالیسی: یہاں آمریت قائم ہے۔ فوج نے اقتدار پر قبضہ جما رکھا ہے۔ یہ ملک اقوام متحدہ' افریقی اتحاد کی تنظیم' دولت مشترکہ اور اسلامی ممالک کی تنظیم کا رکن ملک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

لوگ: یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس کے علاوہ عیسائی بڑی تعداد میں یہاں رہتے ہیں۔ ایک مربع میل میں 200 افراد بستے ہیں۔ 90 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں' لوگ بنتو' نیلو گ' نیلوھیمک اور سوڈانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کے 52 فی صد افراد پڑھے لکھے ہیں۔ مردوں کی اوسط عمر 50 سال اور عورتوں کی 52 سال ہے۔ آبادی میں اضافے کی شرح 3.52 فی صد ہے۔ ہسپتالوں میں 817 افراد کے حصے میں ایک بستر اور بیس ہزار افراد کے لئے ایک ڈاکٹر میسر ہے۔ نابالغوں میں شرح اموات 94 فی ہزار ہے۔

وسائل: تمباکو' گنا' آلو' کساوا' چنے' مونگ پھلی' چائے' کافی' کیلا اہم زرعی پیداوار ہیں۔ ملک کے 23 فی صد حصے پر کاشت ہوتی ہے۔ 90 فی صد لوگ کاشت کاری کرتے ہیں۔ زراعت سے ہونے والی آمدن ملک کی مجموعی پیداوار کا 65 فی صد ہے۔

یہاں کی دس فی صد آبادی صنعتوں اور تجارت سے وابستہ ہے۔ 54 فی صد صنعتی خام مال زرعی پیداوار سے حاصل کیا جاتا ہے۔ عیدی امین نے 1973ء میں تمام کمپنیوں کو قومی تحویل میں لے لیا تھا۔ پارچہ بافی' لوہے اور فولاد کا سامان بنانے ادویات سازی' سیمنٹ' جوتے اور کھاد کی صنعتیں ترقی کر رہی ہیں۔

یہاں 775 میل لمبی ریلوے لائن موجود ہے۔ سڑکیں 4500 میل لمبی ہیں۔ جھیل وکٹوریہ جہاز رانی کا اہم ذریعہ ہے۔ یوگنڈا ایئر لائنز موجود ہے۔ کمپالا کے قریب ایسٹب میں بین الاقوامی ہوائی اڈہ موجود ہے۔ آرودا کے مقام پر ہوائی اڈہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔

تاریخ یوگنڈا: 1800 تک یہاں کے مختلف قبائل یہاں کے حکمران رہے۔ 1862ء میں برطانیہ کے سیاح یہاں آئے۔ آہستہ آہستہ برطانیہ نے یہاں اپنا اثر ورسوخ بڑھانا شروع کر دیا۔ 1893ء میں یہ علاقہ برطانیہ کے زیر سایہ چلا گیا۔ عوامی دباؤ پر 9 اکتوبر 1962ء کو غیر ملکی تسلط ختم ہوا۔ 63ء میں شاہ موتیسہ صدر اور ملٹن ابوئے وزیر اعظم بنے۔ فروری 1966ء میں شاہ موتیسہ کی حکومت ختم کر کے ملٹن ابوئے نے اقتدار پر مکمل قبضہ کر لیا اور آئین معطل کر دیا۔ شاہ موتیسہ برطانیہ بھاگ گئے۔ 25 جنوری 1971ء کو جنرل عیدی امین نے ملٹن ابوئے کے غیر ملکی دورے کے دوران ان کا تختہ الٹ دیا۔ انہوں نے 1972ء میں غیر ملکی باشندوں کو ملک سے نکال دیا۔ جس پر برطانیہ' امریکہ' کینیڈا نے یوگینڈا سے اپنے تعلقات ختم کر دیئے۔ عیدی امین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے تعلقات عربوں سے مستحکم کرنے شروع کر دیئے۔ 28 جولائی 1976ء کو عیدی امین نے تنزانیہ سے جنگ شروع کی اور اس کے 710 میل کے رقبہ پر قبضہ کر لیا۔ جوابی حملے پر 11 اپریل 1979ء کو یوگنڈا کے دارالحکومت کمپالا پر تنزانیہ نے قبضہ کر لیا۔ یہ جنگ 1979ء جولائی تک رہی۔ بالآخر عیدی امین بھاگ گئے۔ 13 اپریل 1979ء کو یوسفو کروندے لولے صدر بن گئے۔ 20 جون کو ان کو صدارت سے الگ کر کے گاؤنزے بناکسا کو نیا صدر بنا دیا گیا اور امریکہ برطانیہ سے تعلقات استوار کئے گئے۔ 80ء میں یہاں زبردست قحط پڑا۔ ہزاروں افراد مر گئے۔ ملٹن اوبوئے کو 1980ء میں صدر تسلیم کیا گیا۔ دسمبر 80ء میں بحالی جمہوریت کے لئے عوام نے ہتھیار اٹھا لئے۔ 1986ء میں یوری سوینی صدر بنے۔ 22 جنوری کو جارج کاسموس ابیو ملک وزیراعظم بنے۔ ان کا تعلق اقلیتی قبیلے لانگی (Langi) سے ہے۔ وزیرخارجہ ڈیموکریٹک پارٹی سے ہیں۔ قومی مصالحتی پالیسی کی وجہ سے یوگنڈا کے مہاجرین اب واپس آ رہے ہیں۔ اس وقت ملک میں قومی مزاحمتی کونسل کی حکومت ہے۔ کونسل پارلیمنٹ کی طرز پر کام کر رہی ہے اس کی تعداد 280 ہے۔ اس کی معیاد 1995ء تک ہے۔

درآمدات: زرعی مشینری، پیٹرولیم پروڈکٹس، دھات کا سامان، ٹرانسپورٹ کا سامان، کاغذ، خوراک۔

برآمدات: تانبا، چائے، کپاس، کافی، مویشیوں کی کھالیں۔

اہم شخصیات: شاہ موتیسہ، ملٹن اوبوئے، عیدی امین، یوسیفو کو، جارج کاسماس، ابیو ملک، گاڈفرے بناسا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم دنیا کے اہم مسئلے

فلسطین:

مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصیٰ اسی سرزمین فلسطین پر واقع ہے۔ یہاں ہزاروں انبیائے کرام آئے اور حق و صداقت کی تبلیغ کی۔ یہ زمین دنیا کے تین بڑے مذاہب اسلام' عیسائیت اور یہودیت کے لئے مقدس ترین جگہ ہے۔ فلسطین جزیرہ نمائے عرب کا لازمی حصہ ہے۔ اس علاقے کا رقبہ 378 کلومیٹر ہے۔ 1897ء میں تھیوڈر ہرزل کی تحریک پر سب سے پہلے فلسطین کو یہودیوں کی ریاست بنانے کی مہم کا آغاز ہوا۔ سیل میں منعقدہ پہلی صیہونی کانگرس میں بھی یہودی ریاست کے قیام کا منصوبہ پیش ہوا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانوی حکومت نے عرب ممالک کی امداد اور حمایت حاصل کرنے کی غرض سے شریف مکہ سے گفت و شنید کی۔ شریف مکہ نے دوسرے عرب سرداروں اور حکمرانوں سے مشورہ کرنے کے بعد برطانوی حکومت کو مطلع کیا کہ عرب ممالک برطانوی حکومت کو صرف اس شکل میں جنگی امداد دیں گے۔ اگر وہ جنگ کے بعد آزادی اور خود مختاری کا اعلان کرے۔ برطانوی حکومت نے یہ شرط منظور کرلی اور کچھ عرصہ بعد عرب ممالک کی سرحدوں کا تعین کر دیا گیا۔ 2 نومبر 1917ء کو برطانیہ نے یہودیوں کو فلسطین میں آبادکاری کی ترغیب دی اور یہودی فلسطین آنا شروع ہو گئے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد یہاں یہودیوں کی تعداد دو لاکھ ہو گئی۔ اپریل 1947ء میں یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش ہوا۔ ارکان کی اکثریت نے یہودیوں اور عربوں کی دو ریاستوں کے قیام اور فلسطین کو اس کا وفاق بنانے کی سفارش کی۔ نومبر 1947ء میں تین حصوں پر مشتمل ریاست کی تجویز اقوام متحدہ میں پیش ہوئی۔ مگر اچانک ہی اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں 1949ء 1956ء 1967ء اور 1973ء کی عرب اسرائیل جنگیں ہوئیں۔ اس کے نتیجے میں صحرائے سینا' شرم الشیخ کی بندرگاہ' غزہ کی پٹی' یروشلم' بیت اللحم' جبرون' قنطرہ کے شہروں پر اسرائیل نے قبضہ جمالیا۔ 1964ء میں فلسطین کی تنظیم آزادی کا قیام عمل میں آیا۔ اسرائیل نے گولان ہائیٹس پر قبضہ کرلیا۔ 18 مئی 1978ء میں مصر امریکہ کے مابین کیمپ ڈیوڈ امن معاہدہ طے پایا۔ جس میں امن کی طرف پیش قدمی کا اقرار کیا گیا۔ مگر اسرائیل نے اپنے جارحانہ توسیع پسندانہ عزائم کو جاری رکھا اور ان کی تکمیل کی۔ 31 جولائی کو یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت قرار دیا۔ جون 1982ء میں اسرائیل نے لبنان میں مقیم فلسطینیوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیمپوں پر حملے کئے اور انہیں لبنان چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اس دوران اسرائیل نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا۔ امریکہ سمیت ساری یورپی برادری اسرائیل کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ 10 نومبر 1988ء کو جلاوطن فلسطینی ریاست کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ جسے پاکستان سمیت 50 سے زائد ممالک نے تسلیم کیا۔ 13 دسمبر کو یاسر عرفات نے اسرائیل کو تسلیم کیا۔ اپریل 88ء میں اسرائیل کے وزیراعظم شمیر نے مقبوضہ علاقوں میں انتخابات کے ڈھونگ کا فارمولہ پیش کیا۔ جسے یاسر عرفات نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ 1990ء میں اسرائیلی فوجوں نے مسجد اقصیٰ کے علاقے میں 20 فلسطینی شہید اور 50 زخمی کر دیئے۔ 20 مئی 1990ء اسرائیلی فوج نے آٹھ فلسطینی مزدور ہلاک کر دیئے۔ 31 مئی 1990ء کو مسلمان ممالک نے اسرائیل کے بڑھتے ہوئے مظالم کے خلاف اقوام متحدہ میں ایک قرارداد پیش کی۔ جس کو امریکہ نے ویٹو کر دیا۔ 8 اکتوبر 1990ء میں گرنٹون سالومن یہودیوں کے انتہاپسند گروپ جو مسجد اقصیٰ کے ساتھ ساتھ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتا تھا نے ہیکل سلیمانی کی بنیادیں ڈالنے کی کوشش کی۔ یہودیوں نے خفیہ اشتہارات تقسیم کئے جس میں اس امر کی قسم کھائی کہ وہ بنیادیں بنا کر رہیں گے۔ 8 اکتوبر کو مفتی شیخ سعید الدین الاپلامی کی قیادت میں مسلمانوں نے اس کے خلاف جلوس نکالا۔ اسے آنسو گیس پھینک کر منتشر کر دیا گیا۔ 82 سالہ مفتی کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جس سے وہ بے ہوش ہو گئے۔ اس سانحے میں عرب خواتین کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ 1200 افراد شہید 90000 افراد گرفتار اور 8000 افراد زخمی ہوئے یہ تین برس کے اندر اسرائیلی فوج کی کارروائی کا نتیجہ تھا۔ 23 فروری 1991ء کو آزادی فلسطین کی تنظیم کے چیئرمین نے بیان دیا کہ جنگ خلیج کے بعد بھی مسئلہ فلسطین برقرار رہے گا۔ 30 اکتوبر 1991ء کو میڈرڈ مشرق وسطی امن مذاکرات کے نام پر جو ڈرامہ رچایا گیا۔ اس کے نتیجے میں یاسر عرفات اور اسرائیل کے مابین معاہدۂ امن پر اتفاق رائے ہوا۔ 13 ستمبر 1993ء کو غزہ کے علاقے اور دریائے اردن کے مغربی کنارے پر واقع اریحا کو خودمختاری دے دی گئی۔ 13 دسمبر 1993ء کو اسرائیل نے غزہ کی پٹی اور اریحا سے انخلا شروع کر دیا۔ 21 اپریل 1994ء کو مصر میں اسرائیل اور پی ایل او کی مذاکراتی ٹیم کے درمیان غزہ کی پٹی اور اریحا میں فلسطینیوں کو سویلین حکومت کے اختیارات کی منتقلی کا سمجھوتہ ہو گیا۔ مئی 1994ء کو اسرائیل نے غزہ کی پٹی اور اریحا کو پی ایل او کے حوالے کر دیا۔ تنظیم آزادی فلسطین کو محدود خودمختاری مل گئی۔ مگر حماس گروپ اور ابوندال گروپ کا موقف ہے کہ سارا فلسطین ہمارا ہے۔ بیت المقدس ہمارا ہے اور اس کو آزاد کرانے کا واحد طریقہ جہاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

کشمیر:

وادی جنت نظیر... کشمیر گزشتہ پچاس سالوں سے جبر واستبداد اور ظلم کی انتہا کا نشانہ ہے۔ اس کا رقبہ 84000 مربع میل اور آبادی ایک کروڑ ہے۔ 14 اگست 1947ء کے بعد انڈی پینڈنس ایکٹ کی دفعہ نمبر 7 کی رو سے تمام ہندوستانی ریاستوں میں جن کی تعداد 562 تھی۔ برطانیہ کا عمل دخل ختم ہو گیا اور ریاستوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنی مرضی سے بھارت یا پاکستان سے الحاق کریں۔ تاہم گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے حکمرانوں کو مشورہ دیا کہ وہ الحاق کے وقت جغرافیائی محل وقوع' عوام کی خواہشات' آبادی کے فرقہ وارانہ تناسب کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کریں۔ تین روز بعد ریاست جوناگڑھ' حیدر آباد اور کشمیر کے الحاق کے متعلق دونوں ممالک میں جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ جوناگڑھ میں میں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ مگر نواب نے اس کا الحاق پاکستان سے کیا۔ جسے ہندوستان نے ماننے سے انکار کر دیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہندوؤں کی آبادی والی ریاست ہندوستان میں شامل کی جائے۔ مگر کشمیر کے مسئلے پر وہ اس نقطہ نظر کو نہیں مانتا۔

ریاست کشمیر کی 80 فی صد آبادی مسلمان ہے۔ یہ علاقہ پاکستان سے ملا ہوا ہے۔ سیاسی' اقتصادی' جغرافیائی اور دیگر تقاضوں سے یہ پاکستان کا حصہ بنتا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اسے شہہ رگ پاکستان قرار دیا ہے۔ اس خطہ کی آبادی پچھلی چھ صدیوں سے مسلمان چلی آرہی ہے۔ پاکستان کے تمام بڑے دریاؤں کا منبع کشمیر ہے۔ بھارت کے ساتھ ریاست کی سرحد 50 میل لمبی ہے۔ جبکہ پاکستان کے ساتھ 384 میل لمبی ہے۔ اس کے جنوب اور مغرب میں پاکستان واقع ہے۔ شمال میں چین اور روس' مشرق میں تبت اور جنوب مشرق میں بھارت واقع ہے۔ 27 اکتوبر 1947ء میں بھارت نے اپنی افواج وادی میں اتار دیں۔ بھارت اس کے 3/4 حصے پر قابض ہو گیا۔ مگر یہاں کے لوگوں نے غیر ملکی فوجوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس مسئلہ پر مئی 1948ء میں پاکستان اور بھارت کی افواج میں جنگ ہوئی۔ اقوام متحدہ نے یکم جنوری 1949ء کو جنگ بند کروادی۔ جس حصہ کو کشمیری عوام نے بھارت سے آزاد کروایا اس کا نام آزاد کشمیر رکھا گیا اور یہاں انتخابات کے بعد صدر' وزیراعظم اور کابینہ نامزد کئے گئے۔ جس نے آزاد علاقے کا کنٹرول سنبھالا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ سمیت رائے شماری کے جتنے بھی مصالحتی فارمولے پیش ہوئے۔ پاکستان نے ان کو تسلیم کیا ہے اور بھارت ان کو رد کرتا رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس مسئلہ پر 1965ء 1971ء کی پاک بھارت جنگیں ہوئیں۔ بھارتی افواج نے اس دوران میں خواتین کی بے حرمتی کی۔ نوجوانوں' بوڑھوں اور بچوں کو شہید کیا اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا۔ روزانہ کشمیری مسلمانوں پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔ حال ہی میں بھارتی افواج نے حضرت بل کی مقدس درگاہ کو آگ لگائی اور مسلمانوں کو بڑی بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا۔ گزشتہ نصف صدی سے مسلمان کشمیر کی آزادی کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں۔ اقوام متحدہ میں یہ حل طلب مسئلہ عالمی ضمیر کی سنگ دلی اور بھارتی حکومت کے وحشیانہ ظلم و ستم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مقبوضہ جموں و کشمیر میں 1989ء سے 30 اپریل 1995ء تک 42110 افراد شہید ہوئے۔ زیر حراست افراد جو شہید ہوئے ان کی تعداد 3233 ہے۔ 4181 افراد کو زندہ جلایا گیا۔ 24118 افراد کو ناکارہ بنا دیا گیا۔ 39610 افراد قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ 30674 افراد لاپتہ ہیں۔ قوی امید ہے کہ ہندوستانی افواج نے یا تو انہیں شہید کر دیا ہے یا انہیں قید میں رکھا ہوا ہے۔ مسلمان خواتین کی بے حرمتی بھارتی افواج کا آئے دن کا مشغلہ ہے۔ 6176 خواتین کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ 33534 دکانوں اور مکانات کو نذر آتش کر دیا ہے۔ بھارت یہ چاہتا ہے کہ کشمیر میں مسلمانوں کا خاتمہ کر دے اور یہ اس پر اپنا غاصبانہ قبضہ برقرار رکھے۔ پاکستان میں کشمیر سینٹر قائم ہے۔ اس کے ڈائریکٹر میجر راجہ قربان حسین ہیں۔ جبکہ پبلسٹی انچارج راجہ افتخار احمد خان ہیں جو شب و روز کشمیر کاز کے لئے محنت کر رہے ہیں۔

چیچنیا:

اس وقت جبکہ دنیا اکیسویں صدی میں داخل ہونے والی ہے اور ہر طرف یہ نعرہ بلند کیا جا رہا ہے کہ دنیا اب اس مقام پر پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے جھگڑے جنگ کے ذریعے نہیں بلکہ مذاکرات کے ذریعہ حل کرے تاکہ یہ دنیا مکمل امن کا گہوارہ بن سکے۔ لیکن دوسری طرف دیکھا جائے تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جہاں مسلمانوں کے حقوق کی بات آتی ہے تو تمام غیر مسلم طاقتیں ہر ممکن طریقے سے ان حقوق کو پامال کرتی نظر آتی ہیں اور امن کے اس بے بنیاد نعرے کو جو سب سے زیادہ شدت سے وہی الاپ رہے ہیں اسی نعرے کی دھجیاں اڑاتے نظر آتے ہیں۔ ان کا یہ قول و فعل میں تضاد ہمیں کہیں اسرائیل کی صورت میں نظر آتا ہے اور کہیں کشمیر کی--- بوسنیا اور قبرص بھی اس کی تصویر ہیں' اس تضاد کی واضح مثال چیچنیا بھی ہے--- جہاں وہاں کے لوگوں کا صرف اس لئے قتل عام ہو رہا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔

بحیرۂ اسود اور بحیرۂ خزر کے پہاڑوں میں واقع جمہوریہ چیچن شمالی قفقاز کی ان سات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاستوں میں سے ایک اہم ریاست ہے۔ جن پر روس نے انیسویں صدی میں قبضہ کر لیا تھا۔ روسی تسلط سے پہلے یہ ریاستیں متحدہ قفقاز کے نام سے جانی جاتی تھیں لیکن 1924ء میں اس خوف کے پیش نظر کہ متحدہ قفقاز پر قبضے کو مستقل برقرار رکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ روس نے اس خطے کو سات ریاستوں میں تقسیم کر دیا ان سات ریاستوں میں۔ 1 داغستان' 2 کپارڈینو بلکاریہ' 3 کراشائی چیرکیس 4 شمالی اوسیشیا' 5 جنوبی اوسیشیا' 6 انجازیا 7 چیچن انگیشیا شامل ہیں۔ (1992 کو روسیوں نے انگشیا کو چیچن سے علیحدہ کر کے ایک مستقل علیحدہ جمہوریہ قرار دیا ہے)

جغرافیائی لحاظ سے جمہوریہ چیچن کا محل وقوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے شمال میں داغستان' جنوب میں جارجیا' مغرب میں انگیشیا اور شمال میں رشین فیڈریشن واقع ہیں۔ ریاست میں شاہراؤں اور ریل کا اہم مواصلاتی نظام قائم ہے۔ جس کا ایک طرف مختلف ریاستوں کے ذریعے مشرقی یورپ سے رابطہ قائم ہے۔

جمہوریہ چیچن کی تاریخ عزم و ہمت اور شجاعت کے لازوال کارناموں کی روشن دستاویز ہے۔ بندوق کو گلے میں لٹکائے' گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر جوانی کی دہلیز پر رکھنے والی قوم کا ہر فرد آزادی اور خودداری کو اپنا جزو ایمان گردانتا ہے۔

اٹھارھویں صدی میں جب روس نے اپنے توسیع پسندانہ عزائم میں اصلیت کا رنگ بھرنے کے لئے ارد گرد کے ہمسایہ ممالک کا لہو چاٹنا شروع کیا۔ تو شمالی قفقاز کی یہ زمین اس کا ہدف اول ٹھہری۔ تب قفقاز کے مسلمانوں نے داغستان کے عظیم مجاہد اول امام شامل ؒ کی قیادت میں اس سرخ ریچھ کے سامنے ڈٹ جانے کا فیصلہ کر لیا۔

امام شامل ؒ سے جب ان کا مرکز داغستان چھن گیا تو انہوں نے چیچن کو اپنا مرکز بنایا اور اس کوہستانی سرزمین میں روسی افواج کو اس بری طرح الجھائے رکھا کہ اس کے لاکھوں فوجی اور بیش بہا مالی وسائل اس چھاپہ مار جنگ کی نظر ہو گئے۔ 1839ء میں امام شامل ؒ کی افواج نے زار روس کی افواج کو مکمل شکست دے کر چیچن میں آزاد اور خود مختار حکومت کی بنیاد رکھی۔ جو 20 سال تک رہی۔ 1859ء میں روس نے ایک انبوہ کثیر کے ساتھ چیچن پر ایک مرتبہ پھر حملہ کیا اور بالآخر مذکورہ ریاست پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔

یہاں کے غیور عوام نے اس تسلط کو ماننے سے انکار کر دیا اور ایک نئے حوصلے اور عزم کے ساتھ اس تسلط کے خلاف نبرد آزما ہو گئے۔ یہ جدوجہد بیسویں صدی کی ابتدائی دو دہائیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک مختلف اتار و چڑھاؤ کے ساتھ جاری رہی کہ بالآخر 1920 میں روس نے چیچن پر مکمل تسلط جمالیا اور مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو ان کی اپنی قیادت سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امام شامل ؒ، امام منصور ؒ اور زیلم خان کی اس سرزمین پر روس نے اپنا تسلط تو قائم کر لیا لیکن وہ اس سرزمین کے کوہستانی مسلمانوں کے دل و دماغ سے آزادی کا خواب نہ کھرچ سکا اور چیچن کے مسلمانوں کے دلوں میں آزادی کی خواہش اور جذبہ بہ بدستور موجزن رہا۔ یہ چیچن کے مسلمانوں کے رگ و پے میں سرایت کی ہوئی آزادی کا ہی اعجاز تھا کہ اس وقت جب زار شاہی قفقاز کے مسلمانوں کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھی تو مشہور روسی شاعر (الیگزنڈر پشکن نے اسے مشورہ دیا تھا کہ مسلمان قبائلیوں کو سماواروں میں بھری چائے اور مسیحی مشنریوں کے ذریعے رام کرو' اسی شاعر نے 1859 میں ایک مرتبہ پھر جب بالآخر امام شامل ؒ روسیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ اپنی حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ مسلمان قبائل کو بندوق کے ذریعے رام کرنے کا خواب بھول جائے۔

اس کے الفاظ تھے۔

> "ہمیں سب سے بڑا خطرہ اجنبی اور غیر لوگوں کے ساتھ ناقابل فہم معاندانہ رویہ اختیار کرنے اور بلا سوچے سمجھے اپنے طور طریقے ان پر ٹھونسنے سے ہے۔"

قفقاز کے ان مسلمانوں میں آزادی کی جو چنگاری امام شامل ؒ امام منصور ؒ اور زیلم خان نے لگائی تھی۔ وہ بدستور فروزاں رہی اور بالآخر نومبر 1991ء میں جب سوویت یونین میں افغانستان پر بے جواز لشکر کشی کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ تو جمہوریہ چیچن نے کمیونزم سے آزادی کا اعلان کر دیا۔ چیچن کے اعلان آزادی کے ساتھ ہی ماسکو پر گویا سکتہ طاری ہو گیا۔ ماسکو کے پہلو میں واقع یہ ریاست روس کے لئے فی الحقیقت زندگی اور موت کا سوال بن گئی سونے کی یہ چڑیا۔ جہاں جغرافیائی ہیت کے اعتبار سے روس کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ وہیں اقتصادی اعتبار سے بھی اس کی بڑی اہمیت اور انتہائی حساس نوعیت ہے۔ قدرت نے اس ریاست کو بے انتہا معدنی دولت سے نوازا ہے حکومت روس اپنی تیل کی ضروریات کا اسی فی صد (80%) حصہ اسی ریاست سے پورا کرتی ہے۔ مزید برآں روس کی تقریباً تمام آئل ریفائنریز یہیں پر واقع ہیں۔ اس لحاظ سے روس کی اقتصادی "قوت" چیچن کی مٹھی میں قید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ انہیں مجبوریوں کا تقاضا تھا کہ روس نے چیچن کے اعلان آزادی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور صدر بورس یلسن نے ریاست میں ہنگامی حالت کے نفاذ کے بعد صدر جعفرداؤد کو حکم دیا کہ وہ فوراً اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں بصورت دیگر سنگین نتائج کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں لیکن جعفرداؤد کی جوابی حکمت عملی کے سامنے اس کی ایک نہ چلی تو روسیوں نے اپنی اس پالیسی میں کچھ تبدیلیاں پیدا کیں اور براہ راست مداخلت سے پہلے اندرونی سرزمین ہموار کرنے کے لئے کچھ چیچن مہروں کے ہی انتخاب کی حکمت عملی پر سوچ بچار شروع کر دیا۔ اس ضمن میں انہیں جلد ہی عمر افسر خانوف' ارسلان لاباز انوف اور روسی پارلیمنٹ کے سابق سپیکر ارسلان خسبلانوف کی عملی مدد حاصل ہو گئی۔ ان لوگوں نے اپنی ہی حکومت کے خلاف روس سے اسلحہ اور دوسری مراعات لیکر علیحدہ ملیشیا قائم کی اور کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا لیکن انہیں اتنی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ جس کے بارے میں وہ پہلے ہی سے امید لگائے بیٹھے تھے۔ بالآخر جب روس نے یہ دیکھا کہ وہ اس ہتھکنڈے میں فیل ہو گیا ہے اور یہاں اس طرح دال گلتی نظر نہیں آئی تو اس نے 11 دسمبر 1994ء کو چیچن پر عام حملہ کر دیا۔ جس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے صدر یلسن نے اعلان کیا کہ چیچن رشین فیڈریشن کی حد ہے اور رہے گی اس کے لئے ہمیں کیسا ہی قدم کیوں نہ اٹھانا پڑے--- روس اور چیچن کے سازشی ٹولے کی امیدوں اور توقعات کے علی الرغم چیچن عوام روس کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہو رہے ہیں۔ بین الاقوامی طاقتوں خصوصاً امریکہ اور برطانیہ نے لڑائی شروع ہونے کے فوراً بعد ہی چیچن کو رشین فیڈریشن کا اٹوٹ انگ قرار دیا تھا لیکن اب ان تمام طاغوتی طاقتوں کی امیدوں پر اوس پڑتی جا رہی ہے۔

ایک طرف تو اب تک اس جنگ میں روس کی مسلح افواج نہتے چیچن عوام کو بڑے بے دریغ انداز میں قتل کر رہی ہے یہاں مسلمانوں کے لئے خدا کی زمین تنگ کر دی گئی ہے۔ ان کا جرم یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں تو دوسری طرف 52 کے قریب مسلمان ممالک میں سے ایک ملک بھی ایسا نہیں جس نے اس کو تسلیم کیا ہو اور حق کی اس جنگ میں چیچن عوام کا ساتھ دیا ہو۔ چیچنیا کے صدر کے سوال کا جواب کوئی سربراہ مملکت نہ دے سکا ہے۔ جو انہوں نے بارہا اسلامی ممالک سے کیا ہے کہ چیچن ایک شاندار ماضی کا حامل اسلامی ملک ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ابھی تک اسے اسلامی ممالک نے تسلیم نہیں کیا۔ بالآخر صدر جعفرداؤد کو یہ کہنا پڑا۔

''مسلمان ممالک کو نذر بایوف' رحمان بنی اوف اور شیوارڈ ناڈزے مبارک ہوں۔ جن کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی کو انہوں نے تسلیم کر رکھا ہے۔ ہم اپنے آباؤ اجداد کی تمناؤں پر پورے اترے ہیں۔ ہم نے غاصب روسیوں سے آزادی چھین لی ہے۔ اب ہماری آزادی قطعی حقیقت ہے۔ اس کی واپسی ممکن نہیں۔ کوئی ہمیں تسلیم کرے یا نہ کرے ہمیں اسکی پرواہ نہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ فتح اور نصرت اللہ کی طرف سے ہے ہم نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے وہی بہترین دوست اور مددگار ہے"۔

عید الاضحیٰ سے چند روز قبل جب پوری ملت اسلامیہ فریضہ حج کی تیاریوں میں مصروف تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد تازہ کر رہی تھی' روس کی نو آزاد ریاست چیچنیا میں گروزنی سے تیس کلومیٹر دور مرد حر صدر جوہر داؤد نے روسی فوجوں سے لڑتے ہوئے جاں' جان آفرین کے سپرد کر دی۔ صدر داؤد نے خون کا نذرانہ پیش کر کے ایک بار پھر پوری دنیا پر واضح کر دیا کہ ملت ابراہیمی کے سپوت آج بھی آزادی اور عظمت دین کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔

روسی ٹیلی ویژن کی ایک رپورٹ کے مطابق صدر داؤد میزائلوں کے حملے کی زد میں آ گئے جب وہ گروزنی سے دور ایک مقام پر جنگی پلاننگ میں مصروف تھے۔ آزاد ذرائع کے مطابق روسیوں نے سیٹلائٹ فون کے ذریعے صدر داؤد کے ٹھکانے کا پتہ لگا لیا۔ وہ سیٹلائٹ فون کے ذریعے اپنے گھر سے باہر مجاہدین کو ہدایات دے رہے تھے کہ روسی حملے کا نشانہ بن گئے۔ روسی عہدیداروں کا کہنا ہے کہ روسی اس حملے کے خلاف جوابی کارروائی کر رہے تھے جس میں ایک سو سے زائد روسی فوجی مارے گئے تھے۔ جوہر داؤد کو ایک ایسے موقع پر قتل کر دیا گیا جب بورس یلسن چیچنیا کے لئے اس منصوبے کا اعلان کر چکے تھے کہ داخلی خود مختاری کے نکتے پر بات چیت ہو سکتی ہے۔

جوہر داؤد 1944ء میں پیدا ہوئے' ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سوویت ایئر فورس میں ملازمت اختیار کر لی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پوری دنیا پر روسیوں کی ہیبت طاری تھی۔ وہ چیچنیا کے پہلے باشندے تھے جو ریڈ آرمی میں جنرل کے عہدے تک پہنچے۔ انہوں نے بالٹک ریاستوں میں چار سال بمبار بیس کمانڈر کے طور پر بھی گزارے۔ بعد ازاں انہوں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور آزادی و حریت کا راستہ اختیار کر لیا۔ وہ امام شامل کے پیروکاروں میں سے تھے جنہوں نے بہت سال پہلے اسی راستے پر اپنی جان قربان کر دی تھی۔

کمانڈو لیڈر اور جمہوریہ کے نائب صدر غلمے خان پاندر بائیوف نے نظم مملکت سنبھال لیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور واشگاف انداز میں اعلان کیا ہے کہ روس کی دراندازی کے خلاف جدوجہد جاری رہے گی اور اس جدوجہد میں ساری قوم اپنے محبوب رہنما کے نقش قدم پر چلنے کے لئے تیار ہے۔ 12 لاکھ آبادی اور 18 ہزار کلومیٹر رقبے پر مشتمل اس ریاست نے 3 نومبر 91ء کو آزادی کا اعلان کیا۔ یہ قفقاز کے علاوہ کوہ قاف کے نام سے بھی مشہور ہے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں یہاں کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ 1813ء میں اس علاقے کو روس کے سپرد کر دیا گیا۔ شیخ منصور نے 1780ء سے 1791ء تک اور امام شامل نے 1830ء سے 1859ء تک روسیوں سے جنگ کی اور ایک ایک جنگل اور مورچے میں روسیوں کو عبرتناک نقصان پہنچایا۔ 1857ء میں روسی افواج نے مکمل حملہ کیا قصبے' دیہات تاراج کر دیئے اور امام شامل کو 1859ء میں گرفتار کر لیا گیا۔ امام شامل کے مریدوں نے مسلح جنگ جاری رکھی۔ شیشانیوں کو مطیع کرنے کے لئے روسی 1817ء سے 1864ء تک برسرپیکار رہے۔ زاروں کی شکست کے بعد 1924ء میں اسے سوویت یونین میں شامل کر لیا گیا۔ 1983ء میں یہاں روسیوں کی آبادی 35 فیصد اور شیشانی و قفقازی مسلمانوں کی آبادی 65 فیصد تھی۔

1988ء کے بعد روس کا زوال شروع ہوا اور لتھوانیا' اسٹونیا' لٹویا' بیلا روس' مالدووا' ازبکستان' آذربائی جان' کرغیزستان' آرمینیا' ترکمانستان' یوکرائن' تاجکستان اور قازقستان نے یکے بعد دیگرے روس سے علیحدگی کا اعلان کر دیا اور آزاد دنیا نے ان سب نئے ممالک کو خوش آمدید کہا۔

چیچنیا' تاتارستان' انگیشیا وغیرہ کی طرح رشین فیڈریشن کا حصہ تھا۔ 3 نومبر 1991ء کو چیچنیا نے ایک ریفرنڈم کے ذریعے آزادی کا اعلان کیا تو روسی فیڈریشن نے اس کو بغاوت سے تعبیر کیا اور تین سال تک خالی خولی دھمکیوں سے الگ ہونے والی جمہوریا کو واپسی پر مجبور کیا لیکن جمہوریہ کے منتخب صدر میجر جنرل داؤد یوف نے برملا اس عزم کا اظہار کیا کہ چیچن سرزمین کسی دور میں بھی روسی فیڈریشن کا حصہ نہیں رہی اس لئے روس کو اس علاقے پر اپنا حق جتانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ صدر بورس یلسن اور رسلان اعجلاتوف نے گروزن شہر میں متوازن حکومت قائم کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے منفی نتائج برآمد ہوئے اور عوام الناس کی ہمدردیاں میجر جنرل جوہر کے ساتھ اور بڑھ گئیں۔

11 دسمبر 1994ء کو روسی پارلیمنٹ "ڈیوما" نے چیچنیا کے خلاف فوجی کارروائی کی اجازت دے دی' فضائی بیڑے نے گروزنی کو مطیع کرنے کے لئے فضائی حملے کئے۔ تین چوتھائی شہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حملہ کر دیا اور مجاہدین کی پناہ گاہوں پر شدید بمباری کی۔ اس کے نتیجے میں پچپن ہزار قیمتی انسانی جانیں ضائع ہو گئیں۔ اٹھارہ ہزار فٹ بلند پہاڑوں سے مجاہدین نے روسیوں پر حملے جاری رکھے اور وطن کا وسیع علاقہ آزاد کرا لیا۔

صدر بورس یلسن اور ان کے حواریوں نے عالمی پیمانے پر چیچنیا کو داخلی مسئلہ قرار دیا۔ برطانیہ، فرانس، جرمنی، امریکہ اور دیگر ممالک نے مسلمانوں کے قتل عام پر خاموشی اختیار کی۔ کئی مواقع پر روس اور امریکہ کے سربراہ اکٹھے ہوئے اور امریکی صدر نے چیچنیا کے مسئلے پر خاموشی اختیار کئے رکھی جبکہ روسی صدر نے جواباً امریکہ کے فلسطین اور عرب خلیجی ممالک میں نفوذ پر خاموشی اختیار کی اور چیچنیا کے بے کس و مظلوم شہری اپنی جانیں مادر وطن کی آزادی پر نچھاور کرتے رہے تاہم مغربی ذرائع ابلاغ نے یہ واویلا ضرور کیا کہ جوہر داؤدیوف دوسرا امام شامل بن رہا ہے۔

27 مئی 1994ء کو جنرل داؤدیوف کے قتل کی سازش تیار کی گئی تاہم صدر اس حملے میں محفوظ رہے۔ وزیر داخلہ محمود علیوف ہلاک ہو گئے۔ 30 ستمبر 94ء کو یاراجی محدیوف کے حامیوں نے روسی حکومت کے ساتھ مل کر صدر جوہر کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ 21 اکتوبر کو چیچن افواج اور اپوزیشن کے عسکری دستوں کے درمیان جنگ میں 160 افراد ہلاک ہوئے۔ نومبر 1994ء میں روسی افواج نے جوہر داؤدیوف کو 48 گھنٹے کے اندر اندر ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا لیکن چیچنیا کی حکومت نے یہ مطالبہ مسترد کر دیا۔ چیچن حکمرانوں نے واضح کر دیا کہ ہم روس سے ہر قسم کی بات کر سکتے ہیں لیکن آزادی کے حوالے سے کوئی بات نہ ہو گی۔ افغانستان میں ناکام جنگ کے بعد روسی افواج کو چیچنیا میں پہلی بار بڑے فوجی مقابلے کا سامنا کرنا پڑا اور روسی فوج روسی حکومت کے لئے شدید مایوسی کا باعث بنی۔ فوجی کارروائی کے سبب تین لاکھ افراد اردگرد کی ریاستوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ روس کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ معاشی عدم استحکام اور افراط زر کا ہے۔ رشین فیڈریشن کے وسائل کا ایک کثیر حصہ چیچنیا پر خرچ ہو رہا ہے۔ عوام اور سیاست دان اس کا حل چاہتے ہیں اور صدر بورس یلسن نے فوجی حل کے ذریعے چیچنیا کی آزادی ختم کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔

اس وقت سب سے اہم سوال یہ درپیش ہے کہ کیا چیچنیا اپنی آزادی برقرار رکھ سکے گا۔ اس کا جواب تو یہی ہے کہ چیچنیا اپنی آزاد کی دفاع کی جنگ طویل عرصہ تک لڑتا رہے گا اور روس کو آئندہ دس بارہ سالوں میں اس مزاحمت سے نبرد آزما ہونے کے لئے اپنے کثیر وسائل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف کرنا ہوں گے اور چیچنیا کو اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے مزید قربانیاں پیش کرنا ہوں گی۔

کیا صدر داؤد کی موت کے بعد چیچنیا میں آزادی کی جنگ ختم ہو جائے گی جیسا کہ بعض روسی مبصرین کا دعویٰ ہے اور روسی صدر نے امید ظاہر کی ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔ جب غیر ملکی دورے کے دوران میں انہیں چیچنیا کے صدر کی موت کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے کہا یہ جنگ ہم نے نہیں جنرل داؤد نے شروع کی تھی اور بالآخر خود ہی اس جنگ میں کام آ گئے۔ روسی فیڈریشن ان کی آزادی کے دعوے کو تسلیم نہیں کرتی ادھر جوہر داؤد کے جانشین نے روسی قیادت کے ساتھ مذاکرات ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور جوہر داؤد کی موت کا بدلہ لینے کا عزم ظاہر کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم عالمی اسلامی تنظیمیں

اسلامی ممالک کی تنظیم (Organisation of Islamic Countries)

یہ اسلامی دنیا کی سب سے بڑی مشترکہ تنظیم ہے۔ تمام مسلم ممالک اس تنظیم کے رکن ہیں۔ یہ تنظیم مسلمانوں کے باہمی روابط میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس تنظیم کی ضرورت اسلامی دنیا کو اس وقت شدید طور پر پیش آئی جب 21 اگست 1969ء کو مسلمانوں کے قبلہ اول کے ایک حصہ کو یہودیوں نے آگ لگادی۔ اس تنظیم کے مندرجہ ذیل اہم ادارے ہیں:

① بادشاہوں اور سربراہان مملکت کی کانفرنس
② وزراء خارجہ کی کانفرنس
③ جنرل سیکرٹریٹ
④ اسلامی عدالت انصاف (1983ء)

سربراہی کانفرنس مسلم امہ کو درپیش خطرے کے باعث بلائی جا سکتی ہے۔ اب تک چھ اسلامی سربراہی کانفرنس ہوئیں۔ پہلی کانفرنس 22 ستمبر 1969ء کو مراکش کے دارالحکومت رباط میں جس میں 24 ممالک نے شرکت کی۔ دوسری پاکستان کے مشہور تاریخی شہر لاہور میں 22 تا 24 فروری 1974ء کو جس میں 37 ممالک نے حصہ لیا۔ تیسری 25 تا 28 جنوری 1981ء مکہ مکرمہ میں، چوتھی 16 جنوری تا 18 جنوری مراکش کے شہر کاسابلانکا جس میں 42 ممالک نے حصہ لیا۔ پانچویں اسلامی سربراہان مملکت کانفرنس 26 جنوری 1987ء کو کویت میں ہوئی۔ چھٹی کانفرنس سینی گال کے دارالحکومت ڈاکر میں دسمبر 1991ء میں منعقد ہوئی۔

اسلامی وزراء خارجہ کی اب تک بائیس کانفرنسیں ہو چکی ہیں۔ پہلی 23 مارچ تا 25 مارچ 1970ء جدہ، سعودی عرب میں ہوئی اور بائیسویں جکارتہ میں فروری 1994ء میں منعقد ہوئی۔ اس کے علاوہ چھ کانفرنسیں غیر معمولی ہوئیں جو اچانک بلائی گئیں۔

خصوصی کمیٹیاں:

①القدس کمیٹی ②مستقل مالی کمیٹی ③اسلامی کمیشن برائے اقتصادی، ثقافتی اور عمرانی امور ④سینئرنگ کمیٹی برائے سائنسی اور تیکنیکی تعاون ⑤سینئرنگ کمیٹی برائے اقتصادی اور تجارتی تعاون ⑥سینئرنگ کمیٹی برائے اطلاعات اور ثقافتی امور۔

ذیلی ادارے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1)اسلامی یکجہتی فنڈ (جدہ 1974ء) (2)القدس فنڈ 1976ء (3)شماریات، اقتصادیات، عمرانی تحقیق اور تربیت مرکز برائے اسلامی ممالک (4)اسلامی تاریخ، آرٹ اور کلچر کا تحقیقی مرکز (5)اسلامی مرکز برائے تکنیکی اور ووکیشنل ٹریننگ و ریسرچ (ڈھاکہ 1979ء) (6)اسلامی فاؤنڈیشن برائے سائنس، ٹیکنالوجی اور ترقی (جدہ 1975ء) (7)اسلامی تعلیم کا عالمی مرکز (8)اسلامی مرکز برائے تجارتی ترقی (کاسابلانکا 1984ء) (9)اسلامی کمیشن برائے عالمی ہلال احمر (10)بین الاقوامی کمیشن برائے اسلامی ورثہ 1980ء (11)اسلامی اصول قانون اکیڈمی (12)اسلامی شہری ہوابازی کی کونسل (1982ء تیونس) بین الاقوامی اسلامی قانون کمیشن۔

مخصوص ادارے:

① اسلامک ترقیاتی بنک (جدہ 1975ء)
② بین الاقوامی اسلامک خبر رساں ایجنسی (1972ء)
③ اسلامک سٹیٹ براڈ کاسٹنگ آرگنائزیشن (اسلام آباد 1975ء)
④ اسلامک چیمبر آف کامرس، صنعت اور تجارتی میلہ
⑤ اسلامک دارالحکومت کی تنظیم (مکہ مکرمہ 1978ء)
⑥ اسلامک شپ اونرز ایسوسی ایشن (جدہ 1981ء)
⑦ اسلامک ایجوکیشنل، سائنس اور ثقافتی تنظیم
⑧ تنظیم اوشنوگرافی (ترکی 1988)

رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) (World Muslim League)

یہ ایک غیر اسلامی، غیر جانبدار اور غیر فرقہ وارانہ تنظیم ہے۔ اس کا قیام اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کی غرض سے مئی 1962ء میں مکہ معظمہ میں عمل میں آیا۔ 1974ء میں اس کو اقوام متحدہ کے غیر حکومتی اداروں میں بحیثیت رکن شامل کیا گیا ہے۔ اس کے تین اہم شعبے ہیں۔ اسلامی امور کا شعبہ، شعبہ امور اقوام متحدہ، شعبہ انتظامیہ، دستور ساز کونسل اس تنظیم کا اعلیٰ شعبہ ہے۔ اس کے ممبر ملکوں کی تعداد 54 ہے۔ اب تک اس کی 6 بین الاقوامی کانفرنسیں ہو چکی ہیں۔ اس کا عربی میں ایک ماہانہ مجلّہ "رابطہ العالم اسلامی" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ پاکستان کے راجہ ظفرالحق تنظیم کے سیکرٹری جنرل ہیں۔

موتمر عالم اسلامی (World Muslim Congress)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے اتحاد کے لئے اس تنظیم کا عمل قیام میں آیا۔ سلطان ابن سعود نے حرم مقدس کے معاملات کے لئے ساری دنیا کے مسلمانوں سے منشور کے لئے 1926ء میں مکہ مکرمہ میں پہلی کانفرنس بلائی جو حج کے موقعہ پر تھی۔ دوسری کانفرنس مفتی اعظم فلسطین الحاج امین الحسینی کی صدارت میں بیت المقدس میں 1931ء میں ہوئی۔ مفتی اعظم اس کے صدر اور حضرت علامہ اقبال اس کے نائب صدر اول اور مصری وفد کے رہنما کو صدر دوم چنا گیا۔ اس کا ہیڈ کوارٹر یروشلم میں بنایا گیا۔ جو دوسری جنگ عظیم تک کام کرتا رہا۔ فروری 1949ء میں اسے کراچی میں بحال کیا گیا۔ 1951ء میں کراچی میں اس کا تاریخی اجلاس ہوا۔ مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی نے اس کی صدارت کی۔ اس کا افتتاح وزیراعظم لیاقت علی خان نے کیا اور اس کے منشور کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد مئی 1962ء میں عراق 1964ء موگادیشو 1967ء عمان، اردن 1969ء لبنان کے شہر بیروت 1978ء کراچی 1980ء قبرص 1981ء ٹوکیو 1982ء سری لنکا 1983ء کراچی 1984ء میں کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی اقلیتی مسلمان

چین:

یہاں اسلام ساتویں صدی عیسوی میں متعارف ہوا۔ عرب تاجر بحر ہند کو عبور کرتے ہوئے چین پہنچے اور ساحلی علاقوں میں اسلام کی داغ بیل ڈالی۔ اس کے بعد پرانی شاہراہ ریشم کے ذریعہ جب مزید عرب تاجر چین آئے تو اسلام وسطی چین میں بھی متعارف ہوا۔ 1982ء میں یہاں ایک کروڑ چالیس لاکھ مسلمان تھے۔ جو اب تقریباً 2 کروڑ سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اردو دریا کے کنارے جو چینی تہذیب کا گہوارہ ہے لائزہاد کی پہاڑی کے دامن میں مسلمانوں کی ایک بڑی شاندار مسجد ہے۔ اکسیان جو قدیم چین کا دارالحکومت تھا یہاں بھی ایک عظیم الشان قدیم ترین مسجد ہے جو چینی ثقافت کی نشانی ہے۔ صوبائی دارالحکومت کے گردونواح میں 1988ء کے دوران ایک سو پینسٹھ مساجد تھیں۔ حکومت مسجدوں کو دوبارہ کھول کر ان کی مرمت کروا رہی ہے اور قرآن حکیم کے نسخے بھی چھپوائے جا رہے ہیں۔ فوجی کے علاقے میں 1988ء میں دو لاکھ کے قریب مسلمان تھے اور چھیالیس کے قریب مساجد' ایک بڑی مسجد میں جمعہ کے دن پانچ چھ سو لوگ نماز ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ 1987ء میں 1900 افراد نے حج کیا۔ نئی نسل اسلامی تعلیمات سے متاثر ہے۔ اسلامی اداروں میں لوگ اسلامی مسلک سیکھنے آتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کے الگ ثقافتی سنٹر موجود ہیں جہاں نکاح خواں اور علماء ہوتے ہیں۔ مسلمان چین کی کل آبادی کا 4ء8 فی صد ہیں اور چین کی ساٹھ فی صد زرعی اراضی کے مالک ہیں۔ اکثر حصہ فوجی اہمیت کی وجہ اور معدنی وسائل سے مالا مال علاقہ ہے۔ سنگ کیانگ صوبے میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور انہی علاقوں میں تیل موجود ہے۔

جاپان:

یہاں چالیس سے پچاس ہزار کے درمیان مسلمان آباد ہیں۔ تیسری صدی میں اسلام کو لے کر چند خاندان یہاں آئے تھے جو بعد میں خود یہاں کے ہی ہو گئے۔ 1920ء میں ساکاموتو Sakamoto نے جاپانی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا اور 1923ء میں سیرت نبوی پر کتاب لکھی ساکاموتو غیر متعصب بدھ تھے بعدازاں تاکاہاشی Takahashi نے 1938ء میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ اس کے بعد قرآن حکیم کے متعدد ترجمے ہوئے۔ 1972ء میں مقامی مسلمان حاجی تمیا نے قرآن مجید کا 12 سال میں ترجمہ کیا۔ ملک میں متعدد مساجد قائم ہیں اور اسلامک سینٹر بھی "رابطہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلباء مسلمین" مسلمانوں کی بڑی جماعت ہے۔

کوریا:

1040ء میں عرب تاجروں کا ایک قافلہ کوریا پہنچا اور اس نے اس وقت کے شاہ جیونگ جانگ کو پارے' لوبان اور زعفران کے تحائف پیش کئے۔ اس کے بعد تجارت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 1950ء میں اسلام صحیح طور پر کوریا میں پہنچا جب اقوام متحدہ کی فوج میں ترکی افواج کا دستہ یہاں تعینات ہوا۔ 1767ء میں یہاں کے مسلمانوں کی تعداد 2660 تھی۔ 1980ء تک یہ تعداد 19550 تک پہنچ گئی تھی۔

آسٹریلیا:

1860ء میں ایک کشمیری پٹھان' دوست محمد نے یہاں اسلام کی شمع روشن کی اور آج یہاں کے ایک لاکھ باشندے مسلمان ہیں۔ یہاں مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ مسلمان یہاں مساجد اور اپنے دینی ادارے قائم کر سکتے ہیں۔

مغربی یورپ:

اسلام یہاں کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ ایک اندازے کے مطابق مغربی یورپ میں 60 لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ مختلف ملکوں میں یہ تعداد بالترتیب اس طرح ہے:

فرانس	20 لاکھ
جرمنی	17 لاکھ 50 ہزار
برطانیہ	15 لاکھ
نیدرلینڈ	3 لاکھ 20 ہزار
بلجیم	2 لاکھ
سویڈن	48 ہزار

اس کے علاوہ سوئزرلینڈ' اٹلی' آسٹریلیا' یونان اور اسپین میں بھی مسلمانوں کی بڑی تعداد رہتی ہے۔

امریکہ:

امریکہ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس وقت 60 لاکھ مسلمان یہاں آباد ہیں۔ اگلی صدی تک امریکہ کی آبادی کا ایک چوتھائی حصہ مسلمان ہو گا۔ اس وقت اسلام امریکہ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنگلہ دیش آ گئے۔ 1942ء میں ماگھ فرقے نے ایک لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا تھا۔ فوجی حکومت نے برما کی قومی لیڈر مسز آنگ سان سوکی جنہیں 485 سیٹوں میں سے 392 سیٹیں ملیں کو گرفتار کر رکھا ہے۔ دسمبر 1991ء میں انہیں امن کا نوبل انعام دیا گیا۔ جو ان کے بیٹے نے وصول کیا۔

بھارت:

یہاں کروڑوں مسلمان رہتے ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد یہاں رہ جانے والے مسلمانوں پر ہندوؤں اور حکومت نے انتہا درجے کے ظلم ڈھائے۔ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق 1989ء میں 7000 مسلمان اور 1990ء میں 700 مسلمان شہید ہوئے۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی اور ان کو جلانا آئے دن کا معمول بنا ہوا ہے۔ ہندوؤں کو حکومت کی شہہ حاصل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے
میں مسلمانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ